

مدیر

ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی

معاونین

مفتی عبد الرشید ہمایوں المدنی

مفتی عبد الرزاق ہنگورو قادری

مفتی محمد کاشف محمود ہاشمی

مفتی محمد احتشام قادری



www.facebook.com/darahlesunnat

واعظ الجمعہ

تحسینِ خطابت

جلد دُوم

(اگست تا دسمبر ۲۰۲۲ء)

تالیف وترتیب

ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی حفظہ اللہ تعالیٰ

دار اہل السنۃ
لتحقیق الکتب والطباعۃ والنشر

https: //www.facebook. com/darahlesunnat

جملہ حقوق محفوظ ہیں



موضوع: وعظ و نصیحت

نام کتاب: واعظ الجمعہ (تحسینِ خطابت، ۲۰۲۲ء) جلد دُوم

تالیف و ترتیب: ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی حفظہ اللہ تعالیٰ

مُعاونین: مفتی عبد الرشید ہمایوں المدنی، مفتی عبد الرزاق ہنگورو قادری، مفتی محمد کاشف محمود ہاشمی، مفتی محمد احتشام قادری حفظہم اللہ تعالیٰ

مجموعی تعداد صفحات: ۹۶۰

عدد صفحات جلد دُوم: ۴۴۸

سائز: 23×36

ناشر: ادارۂ اہلِ سنّت کراچی

idarakhutbatejuma@gmail.com :

00971559421541 :

00923458090612 :



www.facebook.com
/darahlesunnat

آن لائن/ نشر اوّل

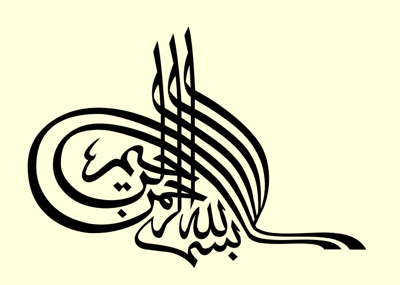
۱۴۴۴ھ/ ۲۰۲۳ء



ISBN #

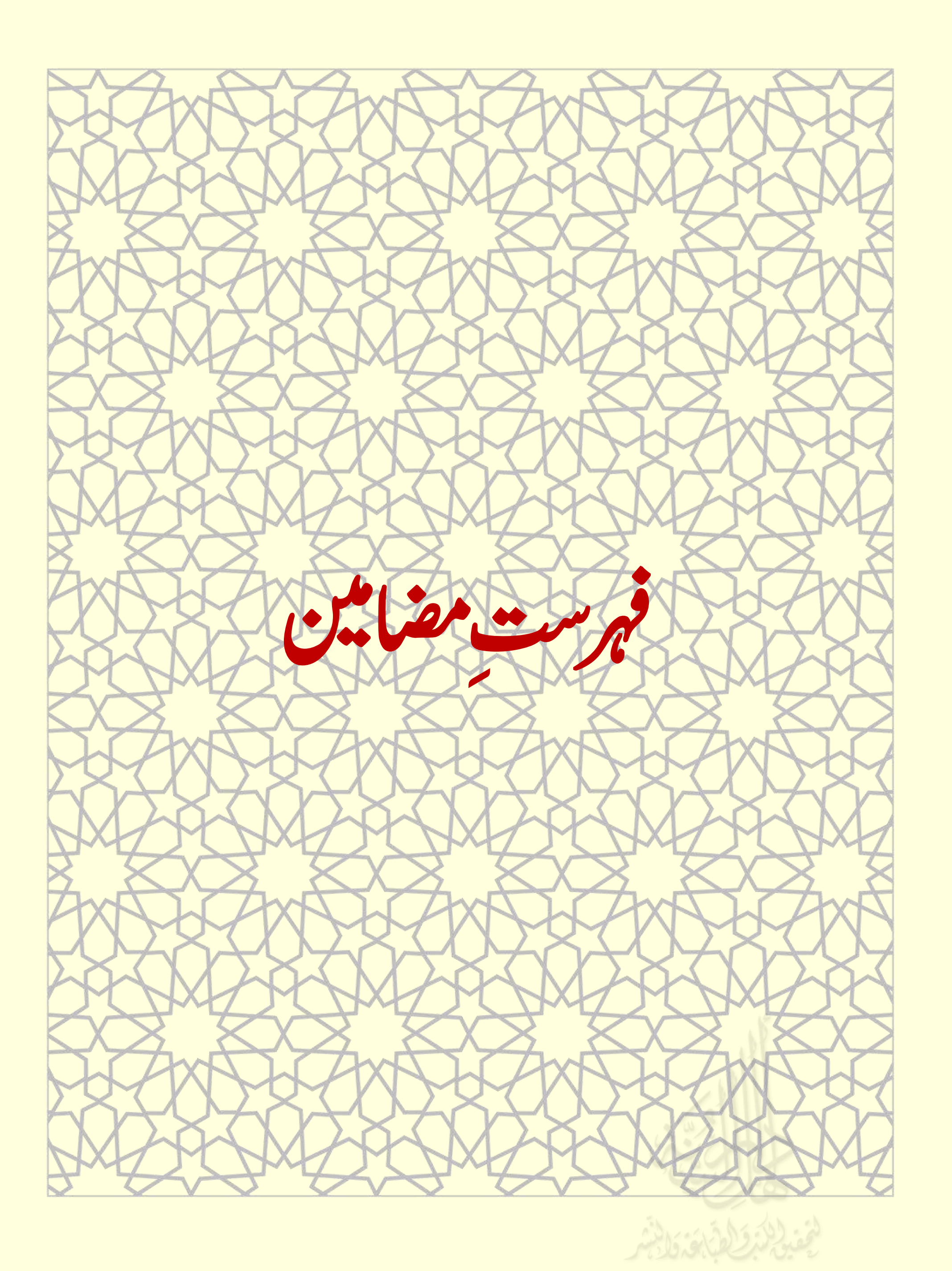
9 789697 833191




بسم الله الرحمن الرحيم



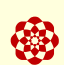




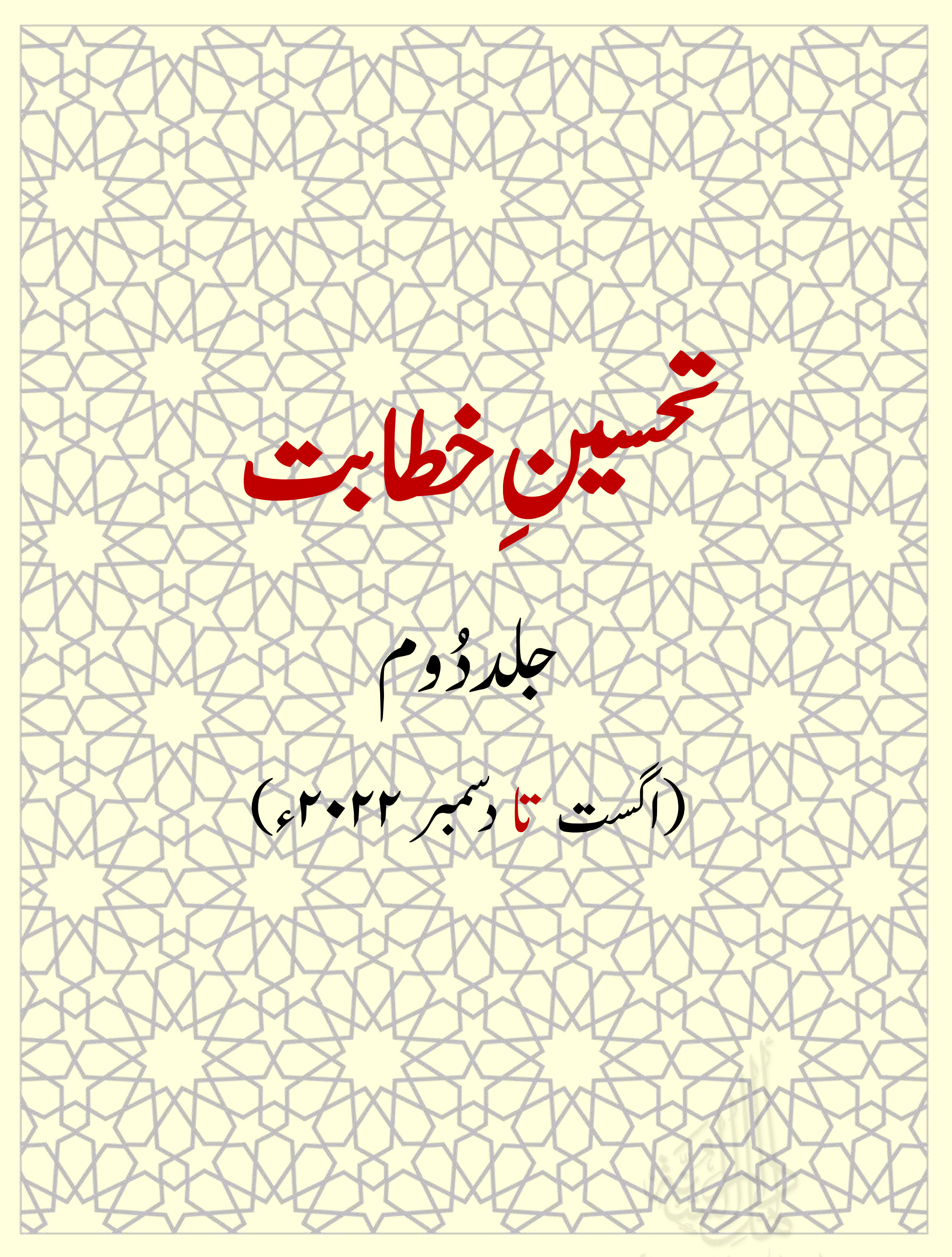
فہرستِ مضامین



فہرستِ مضامین







تحسینِ خطابت

جلد دُوم

(اگست تا دسمبر ۲۰۲۲ء)



بابا فریدِ گنج شکر رحمۃ اللہ تعالی علیہ

(جمعۃ المبارک ۰۶ محرّم الحرام ۱۴۴۴ھ - ۰۵/۰۸/۲۰۲۲ء)

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلهِ وصحبهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ باللهِ مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسمِ الله الرّحمنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نشور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلهِ وصَحبهِ أجمعين.

برادرانِ اسلام! اللہ ربّ العالمین کی بارگاہ میں حضراتِ اولیائے کرام کا مقام ومرتبہ بہت بلندوبالا ہے، ان کی عبادتوں، رِیاضتوں اور تقویٰ وپرہیزگاری سے خوش ہوکر، اللہ تعالی انہیں اپنا قُربِ خاص عطا فرماتا ہے، ان کا دل اللہ ورسول کی محبت سے لبریز ہوتا ہے، ان کا ربّ تعالی پر توکّل اور مخلوق سے بے نیازی کا یہ عالَم ہوتا ہے، کہ خالقِ کائنات عزّوجلّ نے ان کی شان بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ﴿أَلَآ إِنَّ أَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ﴾[1] "سُن لو! یقیناً اللہ تعالی کے ولیوں پر نہ کچھ خَوف ہے، نہ کچھ غم"۔

ان مقرّبینِ بارگاہ کی نشانی وپہچان یہ ہے، کہ انہیں دیکھ کر اللہ ربّ العالمین کی

---

(۱) پ۱۱، یونس: ٦٢.

یاد آجائے۔ حضرت سیّدنا عبد الرحمن بن غنم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے، مصطفی جانِ رحمت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «خِيَارُ عِبَادِ الله الَّذِينَ إِذَا رُءُوا، ذُكِرَ اللهُ»[1] "اللہ تعالی کے بہترین بندے وہ ہیں، جنہیں دیکھ کر اللہ یاد آجائے"۔

حکیم الاُمّت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اس حدیث پاک کی شرح میں لکھتے ہیں کہ "ان کے چہروں پر اَنوار وآثارِ عبادت ایسے ہوں، کہ انہیں دیکھتے ہی رب تعالی یاد آجائے"[2]۔ ان کے چہرے آئینۂ خدانما ہیں، یہ حضرات اِطاعتِ الٰہی پر ہمیشگی اختیار کرتے ہیں، اور دنیاوی لذّتوں میں مشغولیت سے دُور رہتے ہیں، انہیں مخلوق کی تربیت ورَہنمائی کا ذریعہ بنایا گیا ہے، اللہ تعالی کے ان بندوں کی صحبت سے انسان کے ظاہر وباطن کی اِصلاح ہوتی ہے، اپنے علم وعمل کے ذریعے مخلوق تک دینِ اسلام کا پیغام پہنچانے میں ان حضرات کا بڑا اہم کردار ہے، جسے اسلامی تاریخ میں کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔

انہی پاکیزہ نُفوس میں سے ایک برگزیدہ ہستی شمس العارفین، برہان العاشقین، شیخ الاسلام حضرت بابا فرید الدین مسعود گنجِ شکر رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی ہے، آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے برصغیر پاک وہند کی سرزمین کو رشکِ گلزارِ جنّت بنایا، آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ آسمانِ ولایت کے وہ چمکتے روشن آفتاب ہیں، جن کے وُجودِ مسعود کی برکتوں سے، اس سرزمین پر دینِ اسلام کی قندیلیں رَوشن ومنوّر ہوئیں، آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اپنے علم وعمل اور پاکیزہ کردار

---

(١) "مسند الإمام أحمد" مسند الشاميّين، ر: ١٨٠٢٠، ٦/ ٢٩١.

(٢) "مرآۃ المناجیح" زبان کی حفاظت اور غیبت اور گالی کا بیان، تیسری فصل، ۶/۳۸۲۔

کے ذریعے، اس خطّے میں اسلام کی آبیاری کا فریضہ انجام دیا۔

ولادتِ باسعادت اور جائے پیدائش

سلسلہ عالیہ چشتیہ کے عظیم رُوحانی پیشوا، حضرت بابا فرید الدین مسعود چشتی فاروقی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ تقریباً ۵۷۱ ہجری، مُطابق ۱۱۷۵ عیسوی میں، شہرِ اولیاء ملتان شریف کے ایک قصبہ "کھتوال" میں پیدا ہوئے[1]، آج اس جگہ کا نام "کوٹھے والا" ہے، جو بُدھلہ سَنت روڈ پر واقع ہے، اور ملتان سے تقریباً پندرہ ۱۵ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔

اسمِ گرامی اور نسبی تعلق

حضور بابا فریدِ گنج شکر رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا اسمِ گرامی شیخ فرید الدین مسعود ابن شیخ جمال الدین سلیمان ابن شیخ قاضی شعیب رحمۃ اللہ علیہم ہے۔ آپ کا سلسلۂ نَسَب ۸ واسطوں سے کابُل (افغانستان) کے بادشاہ فرخ شاہ کابُلی سے، سترہ ۱۷ واسطوں سے سلطان ابراہیم اَدہم رحمۃ اللہ علیہم، اور ۲۳ واسطوں سے امیرالمؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ سے جا کر ملتا ہے[2]، اور اسی نسبی تعلق کی بنا پر آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو "فاروقی" بھی کہا جاتا ہے[3]۔

والدین کریمین

عزیزانِ محترم! شیخ الاسلام حضور بابا فرید رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے والدین بڑے متقی پرہیزگار اور صاحبِ علم شخصیات میں سے تھے، آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے والدِ گرامی شیخ

---

(۱) دیکھیے حالاتِ بابا فریدالدین: "اَسرار الاولیاء (مترجم)" شیخ الاسلام رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا خاندان، ص ۱۰۔

(۲) "خزینۃ الاَصفیاء" شیخ فرید الحق والدین گنج شکر اجودھنی، ۲/۱۰۸، ۱۰۹۔

(۳) دیکھیے: "سِیَر الاَقطاب" در ذکر قطب الکاملین حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر... الخ، ص ۱۶۳۔

جمال الدین سلیمان رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ زبردست اور مستند عالمِ دین تھے، جبکہ والدہ ماجدہ بی بی قُرسم بڑی نیک، پارسا، عابدہ، زاہدہ اور تہجد گزار خاتون تھیں، کیونکہ ان کے والدِ گرامی حضرت مولانا شیخ وجیہ الدین خُجندی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ ایک بزرگ عالمِ دین تھے، آپ نے اپنی بیٹی کی تعلیم وتربیت انتہائی مؤمنانہ فراست سے فرمائی تھی۔ بی بی قُرسم خاتون رحمۃ اللہ علیہا کثرت سے نفلی عبادت، رِیاضت اور روزوں کا اہتمام کرنے والی، اور اپنی عزّت وعصمت اور عِفّت کا لحاظ وپاس رکھنے والی خاتون تھیں[1]۔

تعلیم وتربیت

حضراتِ گرامی قدر! قطب الکاملین حضور بابا فرید مسعود رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے ابتدائی تعلیم اپنے قصبہ کھتوال ہی میں پائی، ابتدائی درسی کتب اور قرآنِ پاک حفظ کرنے کا شرف پایا، پھر مزید حُصولِ علم اور عُلوم وفُنون میں تکمیل کی غرض سے ملتان شہر تشریف لائے، جہاں حضرت مولانا منہاج الدین ترمذی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے مدرسہ میں داخل ہو کر قرآن وحدیث، فقہ وکلام، اور دیگر عُلومِ مُروّجہ کے ساتھ ساتھ عربی وفارسی پر بھی عبور حاصل کیا[2]۔

اَزواج واَولاد

حضراتِ ذی وقار! حضور بابا فریدِ گنج شکر رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے چار ۴ شادیاں فرمائی تھیں، ان سے اللہ ربّ العزّت نے آپ کو پانچ ۵ بیٹے اور تین ۳ بیٹیاں عطا فرمائیں، بیٹے بیٹیوں کے اسمائے گرامی حسبِ ذیل ہیں: (۱) شیخ نصیر الدین نصر اللہ، (۲) شیخ

---

(۱) دیکھیے: "حیاتِ گنجِ شکر" حضرت بابا فرید مسعود رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے آباء واَجداد، صـ۲۵۳۔

(۲) دیکھیے: "فیضانِ بابا فریدِ گنجِ شکر" تعلیم وتربیت، صـ۱۰۔

شہاب الدین، (۳) شیخ بدر الدین سلیمان، (۴) خواجہ نظام الدین، (۵) شیخ یعقوب، (۶) بی بی مستورہ، (۷) بی بی شریفہ، (۸) بی بی فاطمہ "[1]۔

شمس العارفین حضور بابا فرید رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی ساری اولاد متقی پرہیز گار اور پارسا تھی، سب سے بڑے صاحبزادے شیخ نصیر الدین نصر اللہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ بڑے عابد، زاہد اور متقی بزرگ تھے۔ اسی طرح دوسرے صاحبزادے شیخ شہاب الدین بھی علم و فضل میں یکتائے زمانہ تھے، آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی دلنشین گفتگو کا اعتراف خود حضور بابا فرید رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ بھی فرمایا کرتے۔ بابا فرید رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے تیسرے صاحبزادے شیخ بدر الدین سلیمان رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سجادہ نشینی کی مسند پر فائز ہوئے، آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو خواجگانِ چشت سے براہِ راست کلاہِ خلافت عطا ہوئی تھی۔

بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے چوتھے صاحبزادے خواجہ نظام الدین رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ تھے، یہ صاحبزادے والا شان اپنی دلیری اور دانشمندی کے سبب مشہور تھے، بابا فرید رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی خواہش تھی کہ انہیں اپنا جانشین مقرّر فرمائیں، مگر آپ غیاث الدین بلبن کی فوج کی طرف سے منگولوں کے ساتھ لڑتے ہوئے شہادت کے رتبہ پر فائز ہوئے۔

حضور بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے سب سے چھوٹے صاحبزادے شیخ یعقوب رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اِیثار پیشہ اور زاہد و عابد بزرگ تھے، گروہِ ملامتیہ کی طرف رجحان ہونے کے باعث آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اپنی زندگی کا اکثر حصہ گمنامی میں بسر کیا۔

حضور بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی تینوں بیٹیاں بھی بڑی عابدہ و زاہدہ خواتین تھیں، انہوں نے دین کی اِشاعت کے سلسلے میں اہم کردار ادا کیا۔ "بابا فرید رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی

---

(۱) اَیضاً، آپ کی اولاد، ص۹۸۔

بیٹی بی بی مستورہ رحمۃ اللہ علیہا بڑی زاہدہ عابدہ خاتون تھیں، آپ کے دو ۲ صاحبزادے خواجہ عزیز الدین صُوفی اور خواجہ کبیر الدین ہوئے، آپ کے دونوں صاحبزادگان کی تربیت حضرت سلطان المشائخ (شیخ نظام الدین اولیاء) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے آستانے پر ہوئی، حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کی بڑی عزّت و تکریم کیا کرتے تھے"[۱]۔

حضور بابا فریدِ گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی دوسری بیٹی بی بی شریفہ کے بارے میں ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ "اگر عورتوں کو خلافت نامہ دینا جائز ہوتا، تو میں بی بی صاحبہ کو دیتا" اور آپ کی تیسری بیٹی بی بی فاطمہ کے دونوں بیٹے بابا گنجِ شکر کے خلیفہ ہوئے"[۲]۔

گنجِ شکر لقب کی مختلف توجیہات

عزیزانِ مَن! شیخ شیوخ العالم بابا فرید الدین مسعود چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے لقب "گنج شکر" کی مختلف توجیہات بیان کی جاتی ہیں، جن میں سے ایک توجیہ یہ ہے کہ "حضرت شیخ فرید الحق والدّین گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک بار اسّی ۸۰ فاقے ہو چکے تھے، نفس بھوکا تھا، "الجُوع الجُوع" (ہائے بھوک! ہائے بھوک!) پکار رہا تھا، اپنے نفس کو بہلانے کے لیے کچھ سنگ ریزے (کنکر) اُٹھا کر منہ میں ڈال لیے، ڈالتے ہی وہ کنکر شکر ہوگئے، جو کنکر منہ میں ڈالتے شکر ہو جاتا، تب سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ گنجِ شکر کے لقب سے مشہور ہوگئے"[۳]۔

اسی طرح دوسری توجیہ سے متعلق "تذکرۃ العاشقین" میں مذکور ہے، کہ "ایک سوداگر اونٹوں پر شکر لاد کر ملتان سے دہلی کی طرف روانہ ہوا، جب پاکپتن شریف پہنچا تو

(۱) "اَسرار الاَولیاء (مترجم)" شیخ الاسلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا خاندان، اولادِ گرامی، ص۳۸، ۳۹۔

(۲) اَیضاً، ص۳۶ تا ۳۹، ملخّصاً۔

(۳) "الملفوظ" گنجِ شکر کہے جانے کی وجہ، حصہ چہارُم ۴، ص۳۹۔

اس کا سامنا حضور بابا فرید رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے ہوا، آپ نے سامانِ تجارت سے متعلق پوچھا، تو سوداگر نے جھوٹ بولتے ہوئے کہا کہ حضرت نمک لے کر جا رہا ہوں، بابا فرید رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے فرمایا کہ "اگر نمک ہے تو پھر نمک ہی ہوگا"، جب وہ سوداگر دہلی پہنچا، اور اونٹوں سے اپنا سامان اُتار کر دیکھا، تو ساری شکر نمک بن چکی تھی، وہ فوراً سمجھ گیا کہ یہ اس کے جھوٹ کی شامت ہے، فوراً پاکپتن شریف حاضر ہوا، حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے معذرت چاہی اور نیازمندی کا اظہار کیا، حضرت فرید الدین گنجِ شکر رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے شفقت کا مُظاہرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: "اگر شکر تھی تو شکر بن جائے گی" جب اس سوداگر نے واپس دہلی پہنچ کر اپنا سامانِ تجارت کھول کر دیکھا، تو سارا نمک شکر میں تبدیل ہو چکا تھا"[(۱)]۔

بیعت واجازت

جانِ برادر! بابا فرید گنجِ شکر رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو حضور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے بیعت واجازت کا شرف حاصل ہے۔ سیّد محمد بن مبارک کرمانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ "جس مجلس میں شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدّین قدّس سرّہٗ نے جناب شیخ الاسلام قطب الدین بختیار رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے بیعت کی، اس میں قاضی حمید الدین ناگوری، مولانا علاؤ الدین کرمانی، سیّد نور الدین مبارک غزنوی، شیخ نظام الدین ابو المؤیّد، مولانا شمس الدین تُرک، خواجہ محمود موئنہ دوز اور ان کے علاوہ دیگر بہت سے حضرات (جن کی نظرِ مبارک میں عرش سے لے کر تحت الثَّرٰی تک تمام چیزیں موجود تھیں) اُس مجلس میں حاضر تھے"[(۲)]۔

---

(۱) دیکھیے: "خزینۃ الاَصفیاء" شیخ فرید الدین گنج شکر، ۲/ ۱۱۶، ۱۱۷، بحوالہ "تذکرۃ العاشقین"۔
(۲) "سِیر الاَولیاء" ص۶۸۔

عبادت و رِیاضت اور مُجاہدہ

محترم بھائیو! قطب الزاہدین بابا فرید الدین رحمۃ اللہ تعالی علیہ بڑے عابد وزاہد تھے، حضرت شیخ عبد الحق محدِّث دہلوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی عبادت و رِیاضت اور مُجاہدوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "رِیاضت، مُجاہدہ، فقر اور تَرکِ دنیا آپ کے محبوب ترین مشغلے تھے"(۱)۔

رِیاضتوں اور مُجاہدوں کے بعد حضور بابافریدِ گنج شکر رحمۃ اللہ تعالی علیہ آسمانِ ولایت کے آفتاب بن کر چمکے، اور اس بلند مقام پر فائز ہوئے جس کے بارے میں حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، کہ مصطفی جانِ رحمت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «مَنْ عَادَى لِي وَلِيّاً فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالحَرْبِ، وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِي بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ، وَمَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ، فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ، وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ، وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا، وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا، وَإِنْ سَأَلَنِي لَأُعْطِيَنَّهُ»(۲).

"جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی، میں اس سے اعلانِ جنگ کرتا ہوں! اور بندہ میرا قُرب سب سے زیادہ فرائض کے ذریعے حاصل کرتا ہے، اور پھر نوافل کے ذریعے بھی مسلسل میرا قُرب حاصل کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں، اور جب میں اس بندے کو محبوب بنالیتا ہوں، تو میں اس کے کان بن

(۱) "اَخبار الاَخیار" "شیخ فرید الحق والملّۃ والدین گنجِ شکر، صـ۵۲۔
(۲) "صحيح البخاري" كتاب الرقاق، ر: ٦٥٠٢، صـ١١٢٧.

جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، اور اس کے پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے، اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو میں اسے ضرور ضرور عطا کرتا ہوں!"۔

اسی فرمانِ نبوی کے پیشِ نظر حضرت مخدوم نصیر الدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں کہ "چالیس ۴۰ سال تک بندہ مسعود (بابا فرید) رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے وہ کیا جو حضرت حق عَزَّوَجَلَّ نے فرمایا، اب چند سال سے جو کچھ بندہ مسعود رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے دل میں گزرتا ہے، وہ ہو جاتا ہے"[1]۔

پاکپتن میں تشریف آوری

محترم حضرات! حضور بابا فرید الدین مسعود چشتی فاروقی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ شہرت اور ناموَری سے کوسوں دُور رہا کرتے، جب آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی شہرت اور ولایت کا چرچا ہونے لگا، تو آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اپنے قصبہ کو خیرباد کہہ کر اَجودھن (پاکپتن) تشریف لے آئے، اس وقت یہ علاقہ جادوگروں کی آماجگاہ بنا ہوا تھا، اور لوگ ان کے بڑے معتقد دکھائی دیتے تھے، یہ صورتحال دیکھ کر آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے مستقل طَور پر یہیں سکونت اختیار کرنے کا فیصلہ فرمایا، یہ وہ وقت تھا جب پاکپتن کے باشندے درویشوں سے کوسوں دُور بھاگتے تھے، لیکن یہ کیسے ممکن تھا کہ کسی مقام پر خاندانِ چشت کا آفتابِ معرفت چمکے، اور لوگ اس کی نورانی کرنوں سے فیضیاب نہ ہوں! کچھ ہی عرصہ گزرنے کے بعد یہاں بھی بابا فرید گنجِ شکر رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی شہرت چہار سُو پھیل گئی، کہ پاکپتن شریف میں ایک ایسا آفتاب طُلوع

---

(۱) "حیاتِ گنج شکر" جہادِ نفس، ص۳۰۹، ملخصًا۔

ہوا ہے، جو اپنی نورانی کرنوں سے ظاہر و باطن کو منوّر کر دیتا ہے، شہرت سے گھبرا کر آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے یہاں سے بھی کوچ کا ارادہ فرمایا، تو پیر و مرشد حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی طرف سے پاکپتن ہی میں مستقل قیام کا حکم ملا[1]۔

آپ کے خلفاء

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! شیخ شیوخ العالَم بابا فریدِ گنج شکر رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے چند مشہور اور خاص طور پر قابلِ ذکر خلفاء میں سے چند ایک کے نام حسبِ ذیل ہیں:

(۱) شیخ خواجہ جمال الدین ہانسوی، (۲) شیخ نجیب الدین متوکّل، (۳) شیخ بدر الدین اسحاق، (۴) سلطان المشائخ شیخ نظام الدین اولیاء، (۵) حضرت مخدوم علاؤالدین شیخ علی احمد صابر کلیری، (۶) حضرت شیخ نصیر الدین متبنیٰ، (۷) حضرت شیخ بدرالدین سلیمان (فرزندِ اکبر)، (۸) حضرت شیخ عارف رحمۃ اللہ علیہم[2]۔

دینی خدمات

حضراتِ محترم! حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے متعدّد دینی خدمات انجام دیں، اور لوگوں کے عقائد و نظریات کی اصلاح فرمائی۔ چنانچہ "حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے دینِ اسلام کی ترویج و اشاعت کے لیے جو کارنامے انجام دیے، ان میں ایک نمایاں کارنامہ، عبد اللہ میمون ایرانی کے شاگرد احمد قرامطہ کا ردِّ بلیغ ہے، جو

---

(۱) "حیاتِ گنج شکر" مدّتِ قیام پاکپتن، ص۳۴۳، ۳۴۴، ملتقطاً۔ و"فیضانِ بابا فرید گنج شکر" پاکپتن میں جلوہ گری، ص۲۸، ۲۹، ملخّصاً۔

(۲) "تاریخِ مشائخِ چشت" بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے خلفاء اور ان کی اولاد، ص۱۸۳، ۱۸۴۔ و"راحت القلوب" حالاتِ زندگی حضرت شیخ العالم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ، بابا صاحب کے خلفاء، ص۳۵۔

اسلامی ممالک میں اپنے باطل عقائد ونظریات کا پرچار زور و شور سے کر رہا تھا کہ "جو کچھ کرنا ہے یہاں کرلو، جنّت دوزخ کا کوئی وُجود نہیں، آخرت میں نہ تو نیکیوں کی جزا ملے گی، نہ برائیوں کی سزا ہو گی"۔ آپ (بابا فرید) رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اسلامی ممالک کا دَورہ کرتے ہوئے، ایک عالم باعمل اور صوفی باصَفا ہونے کی حیثیت سے، ان گمراہ کُن افکار وعقائد کی شدّت سے مخالفت کی، اور اس کے پرخچے اڑا کر رکھ دیے"[۱]۔

ملفوظاتِ بابا فرید

حضراتِ گرامی قدر! بزرگانِ دین کے ملفوظات ان کی زندگی کا نچوڑ اور ماحصل ہوا کرتے ہیں، اگر ان فرامینِ مبارکہ کو ہم مشعلِ راہ بنا کر چلیں، تو یقین جانیے کہ زندگی میں پیش آنے والی بہت سی پریشانیوں، مصیبتوں اور آزمائشوں سے بچ کر، دنیا وآخرت میں سُرخروئی حاصل کی جا سکتی ہے، ان پاکیزہ نُفوس کے یہ فرامین واَقوالِ مبارکہ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگائیے، کہ اگر انہیں آبِ زَر سے لکھا جائے تب بھی کم ہے، ظاہری وباطنی اِصلاح اور رُوحانی تعلیم وتربیت کے اعتبار سے، حضور بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے چند ملفوظات پیشِ خدمت ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

(۱) درویشی پردہ پوشی کا نام ہے، اور خرقہ پہننا اس شخص کا کام ہے جو مسلمانوں اور دوسرے انسانوں کے عیب چھپائے، اور انہیں کسی پر ظاہر نہ کرے[۲]۔

---

(۱) دیکھیے: "فیضانِ بابا فرید گنجِ شکر" دینی خدمات، ص۸۸۔

(۲) "راحت القلوب" ق۸۔

(۲) بے سوچے سمجھے اور خلافِ رِضائے خدا جو کچھ خرچ ہو وہ سب اِسراف ہے، اور جو رِضائے الٰہی کے مُوافق ہو وہ اِسراف نہیں[۱]۔

(۳) انسان جب دنیا کی لذّتوں، خواہشوں اور کھانے پینے میں مشغول ہوجاتا ہے، تب غفلت اور خرابی اس پر اثر انداز ہوتی ہے، نیز ہَوا و حرص اس پر غالب آجاتی ہے[۲]۔

(۴) اہلِ سُلوک کا قول ہے، کہ جو شخص مریدوں کو قانونِ مذہبِ سنّت وجماعت پر نہیں چلاتا، اور اپنی حالت کتاب اللہ اور سنّت رسول اللہ کے مُوافق نہیں رکھتا، وہ (پیر نہیں بلکہ) رَہزن ہے، دھوئیں سے آگ کا پتا چلتا ہے، اور مرید (کی کیفیت) سے پیر کا پتا چلتا ہے[۳]۔

(۵) اگر لوگوں کو علم کا درجہ معلوم ہوتا، تو سب کاموں سے دستبردار ہوکر اس کی تحصیل میں لگ جاتے۔ علم ایک اَبر (بادل) ہے جو رحمت کے سوا کچھ نہیں برساتا، جو اس اَبر سے حصہ لیتا ہے وہ گناہوں سے پاک ہوجاتا ہے[۴]۔

(۶) ہنر حاصل کرو اگرچہ ذِلّت اٹھانی پڑے[۵]۔

(۷) جو شخص نادان ہوکر اپنے آپ کو دانا (عقلمند) ظاہر کرے، اس سے ہمیشہ بچ کر رہو۔

---

(۱) اَیضاً، ق ۱۱، ۱۲۔

(۲) اَیضاً، ق ۱۷۔

(۳) اَیضاً، ق ۲۹۔

(۴) اَیضاً، ق ۲۷۔

(۵) "فیضانِ بابا فرید گنجِ شکر" بابا فرید کے مہکتے مدنی پھول، ص ۹۱۔

(۸) (اپنا) باطن، ظاہر سے عمدہ اور بہتر رکھو۔

(۹) نعمت کی شکر گزاری کرو۔

(۱۰) نفس کو جاہ و دَولت کے لیے ذلیل و بے قدر نہ کرو[۱]۔

اتّباعِ شریعت کی تلقین اور بابافریدِ گنجِ شکر رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ

میرے محترم بھائیو! امام العارفین حضور بابافرید الدین گنجِ شکر رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ شریعتِ مطہَّرہ کے انتہائی پابند تھے، اپنے مریدوں اور عقیدتمندوں کو بھی اس بات کی سختی سے تلقین کرتے ہوئے فرمایا کرتے کہ "اپنی زبان اور ہاتھ سے کسی کو مَت ستانا، نہ کسی کو بُرا بھلا کہنا، اپنے ظاہر کو محفوظ رکھنا، آنکھ اور زبان کی (بد نگاہی و بد کلامی سے) حفاظت کرنا، اور انہیں رِضائے الٰہی میں مصروف رکھنا، یادِ الٰہی کو دل میں بسائے رکھنا، ذکر و تلاوت سے ہمیشہ اپنی زبان تر رکھنا، اور شیطانی وسوسوں سے دل کو بچائے رکھنا"[۲]۔

مالداروں کی ہمنشینی سے اجتناب

شیخ الاسلام حضرت بابافرید الحق والدّین گنجِ شکر رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ مالداروں اور دنیا کی محبت میں مگن رہنے والوں سے ہمیشہ دُور رہا کرتے، اور اپنے مریدوں اور راہِ سُلوک کی مَنازل طے کرنے والوں کو بھی اس بات کی خاص تاکید کرتے ہوئے فرماتے کہ "امیروں کی ہمنشینی فقیروں کے لیے زہرِ قاتل ہے، جس قدر مالدار لوگوں سے بچو گے، اسی قدر اللہ تعالی کا قُرب حاصل ہوتا جائے گا، چونکہ دنیا کی محبت مالداروں کے

---

(۱) اَیضاً، ملفوظات، ص۹۹۔

(۲) "سیرتِ بابافرید رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ" "اتّباعِ شریعت کی تلقین، ص۱۴۔

دل میں استوار ہوتی ہے، اس لیے ان کی صحبت سے نقصان پہنچتا ہے "[۱] لہذا اُن سے دُور رہنے میں ہی عافیت ہے!۔

تزکیۂ نفس کی تلقین

جانِ عزیز! حضور بابا فرید رحمۃ اللہ تعالی علیہ عموماً اپنے وعظ و نصیحت اور گفتگو کے دَوران دل سے نفسانی خواہشات کو نکالنے پر زور دیا کرتے، آپ فرماتے ہیں کہ "درگاہِ خداوندی میں مؤمن کے دل کی بڑی قدر و منزلت ہے، لیکن لوگ اس کی اصلاح نہیں کرتے، یقیناً وہ ضلالت و گمراہی میں ہیں!"[۲]۔

بہشتی دروازہ

محترم بھائیو! حضور بابا فرید الدین گنجِ شکر رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے مزار شریف کے دو ۲ دروازے ہیں: (۱) نوری دروازہ، (۲) بہشتی دروازہ۔

نوری دروازہ مشرِق کی جانب، اور بہشتی دروازہ جنوب کی جانب کھلتا ہے، البتہ بہشتی دروازے سے متعلق یہ بات مشہور ہے کہ "جو اس دروازے سے داخل ہوا اُس نے امان پائی"، شاید یہی وجہ ہے کہ بابا فرید رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے سالانہ عرس شریف کے موقع پر ہزاروں زائرین اس دروازے سے گزرنا، اپنے لیے بخشش کا ذریعہ تصوُر کرتے ہیں، اور اس سعادت کو پانے کے لیے رات بھر جاگتے اور طویل قطار میں گھنٹوں کھڑے رہتے ہیں۔

---

(۱) "راحت القلوب" ق ۱۸۔

(۲) اَیضاً، ق ۲۹۔

میرے عزیز دوستو، بھائیو اور بزرگو! بزرگانِ دین کے نقشِ قدم پر چلنا، اور ان کی صحبت و ہمنشینی اختیار کرنا، یقیناً خیر و بھلائی اور رحمت و بخشش کا ذریعہ ہے، لیکن زندگی بھر گناہوں میں مبتلا رہنے والے بعض جاہل لوگوں کا یہ سمجھ لینا کہ "اس دروازہ سے ایک بار گزر جانے کے بعد وہ پکّے جنّتی ہوچکے، اب انہیں کسی نیک عمل کی ضرورت نہیں، وہ جو چاہیں کریں، روزِ حشر ان کی کوئی پکڑ نہیں ہوگی" یہ سراسر جہالت اور خام خیالی ہے۔

یاد رکھیے! کوئی بھی انسان اپنے اعمال کی وجہ سے جنّت میں نہیں جائے گا، اللہ تعالی اپنے فضل وکرم سے جسے چاہے گا بخشے گا، اور جسے چاہے گا عذابِ جہنّم میں مبتلا فرمائے گا، ہاں نیک اعمال اللہ تعالی کی نظرِ رحمت اور جنّت میں بلندئ درَجات کا ذریعہ اور وسیلہ ضرور ہیں، لہذا فرائض وواجبات کی پابندی کریں، شریعتِ مطہَّرہ کے اَحکام پر عمل کریں، بزرگانِ دین کی پیروی کریں، اور ان کے وسیلے سے اپنی بخشش و مغفرت کی دعا بھی کریں، اور باطل عقائد و نظریات کو اپنے دل میں جگہ ہرگز نہ دیں!۔

حکیم الاُمت مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں کہ "عوام میں مشہور ہے کہ جو پاکپتن شریف میں حضرت بابا گنج شکر فرید الدین رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے مقبرہ کے بہشتی دروازے میں داخل ہو جائے وہ جنّتی ہے، وہاں مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالی اسے جنّتی اعمال کی توفیق دے گا، اور اس دروازے میں داخلہ کی برکت سے گزشتہ گناہِ صغیرہ مُعاف فرما دے گا، گناہِ کبیرہ سے بچنے کی توفیق دے گا، رب تعالی فرماتا ہے: ﴿اُدْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّ قُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ﴾[1] "دروازہ میں سجدہ

(۱) پ۱، البقرۃ: ۵۸.

کرتے داخل ہو اور کہو کہ ہمارے گناہ مُعاف ہوں! ہم تمہاری خطائیں بخش دیں گے" یہ مطلب نہیں کہ ان لوگوں کے لیے گناہ حلال ہوگئے"[۱]۔

وصال شریف اور تدفین

حضور بابا فرید الدین مسعود چشتی فاروقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال شریف ۵ محرّم الحرام ۶۶۴ ہجری، مُطابق ۱۷ اکتوبر ۱۲۶۵ء کو ہوا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نمازِ جنازہ آپ کے خلیفہ حضرت شیخ بدر الدین اسحاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پڑھائی، نمازِ جنازہ میں عوام کا اس قدر جمِ غفیر تھا، کہ جسدِ خاکی کو پاکپتن شہر سے باہر لاکر نمازِ جنازہ ادا کی گئی[۲]، اور بعد ازاں اسی شہر میں تدفین عمل میں آئی۔

سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ "جس رات حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انتقال شریف ہوا، ایک بزرگ نے خواب دیکھا کہ آسمان کے دروازے کھلے ہیں، اور یہ آواز آرہی ہے کہ خواجہ فرید الحق، حق سے جا ملے، اور اللہ عزّوجلّ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے خوش ہے!"[۳]۔

مزارِ پُر انوار

حضور شیخ المشائخ بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار شریف پاکپتن شریف (پنجاب، پاکستان) میں واقع ہے، جہاں سارا سال مریدوں اور عقیدتمندوں کا تانتا

---

(۱) "مرآۃ المناجیح" حضرات صحابہ کے فضائل، دوسری فصل، ۸/۳۱۳۔

(۲) "فوائد الفُواد" مجلس پنجاہ وسوم ۵۳، ص۳۴۲۔ و"فیضانِ بابا فریدِ گنج شکر" وصالِ باکمال، ص۹۶۔

(۳) "سیرتِ بابا فرید" فرید الحق حق سے جا ملے، ص۱۷۔

بندھا رہتا ہے، لوگ مزار شریف پر حاضر ہوتے، دعائیں مانگتے اور آپ کے وسیلے سے اپنے مَن کی مُرادیں پاتے ہیں۔

دعا

اے اللہ! ہمیں بزرگوں کا ادب واحترام کرنے کی توفیق مَرحمت فرما، ہمیں ان کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے شریعتِ مطہّرہ کے اَحکام پر عمل کا جذبہ وسوچ عنایت فرما، بزرگانِ دین کے مقام ومرتبہ کا لحاظ وپاسداری کی توفیق عطا فرما، ان پاکیزہ نفوس کے صدقے ہمیں صراطِ مستقیم پر چلا، گمراہی، بے ادبی اور باطل عقائد ونظریات سے بچا، حضور بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزارِ پُرانوار پر اپنی کروڑہا کروڑ رحمتوں کا نزول فرما، اور ہمیں ان کے رُوحانی تصرُفات سے فیضیاب فرما، آمین یاربّ العالمین!۔



صحابہ اور اہلِ بیتِ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم کی باہمی محبتیں

(جمعۃ المبارک ۱۳ محرّم الحرام ۱۴۴۳ھ - ۲۰۲۲/۰۸/۱۲ء)

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلهِ وصحبهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ باللهِ مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسم الله الرّحمنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافِعِ یومِ نشور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلهِ وصَحبهِ أجمعين.

صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم کا مقام ومرتبہ

برادرانِ اسلام! اللہ ربّ العالمین عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں صحابہ اور اہلِ بیتِ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم کا مقام ومرتبہ بہت بلند وبالا ہے، خالقِ کائنات جَلَّ جَلَالُہٗ نے ان حضرات کو اپنی رِضا وخوشنودی کا مژدۂ جانفزا سنایا، انہیں باغِ جنّت کی خوشخبری دی، ان کی شان وعظمت کو خاص طَور پر قرآن پاک میں بیان فرمایا، اور ان سے کامیابی وکامرانی کا وعدہ کرتے ہوئے انہیں اپنی جماعت قرار دیا، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿أُولَٰٓئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ ۖ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ۚ أُولَٰٓئِكَ حِزْبُ اللَّهِ ۚ أَلَآ إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾[1] "یہ

(۱) پ۲۸، المجادَلة: ۲۲.

ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرمادیا، اور اپنی طرف کی رُوح[1] سے اُن کی مدد فرمائی، اور انہیں باغوں میں لے جائے گا، جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، اُن میں ہمیشہ رہیں گے، اللہ اُن سے راضی اور وہ اللہ سے راضی ہیں، یہ اللہ کی جماعت ہے، سنتے ہو! اللہ ہی کی جماعت کامیاب ہے!"۔

اہلِ بیتِ کرام کی شان وعظمت

اسی طرح اہلِ بیتِ کرام کی شان وعظمت کو بیان کرتے ہوئے اِرشاد فرمایا:

﴿اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا﴾[2] "اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو! کہ تم سے ہر ناپاکی دُور فرمادے! اور تمہیں پاک کر کے خُوب ستھرا کر دے!"۔

صدر الاَفاضل حضرت مفتی سیّد نعیم الدین مُرادآبادی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ "اس آیت سے اہلِ بیت کی فضیلت ثابت ہوتی ہے، اور اہلِ بیت میں نبیِّ کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے اَزواجِ مطہَّرات، حضرت خاتونِ جنّت فاطمہ زَہراء، حضرت علی مرتضٰی، اور حسنینِ کریمین سب داخل ہیں، آیات واحادیث جمع کرنے سے یہی نتیجہ نکلتا ہے"[3]۔

(۱) صدر الاَفاضل مفتی سیّد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ لفظ "رُوح" کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ "یہاں رُوح سے مراد یا تو اللہ، یا ایمان، یا قرآن، یا جبریل، یا رحمتِ الٰہی، یا نور"۔ ["تفسیر خزائن العرفان" صـ۹۸۰]

(۲) پ ۲۲، الأحزاب: ۳۳.

(۳) "تفسیر خزائن العرفان" پ ۲۲، الاَحزاب، زیرِ آیت: ۳۳، صـ۷۵۹۔

صحابۂ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کے خوشگوار باہمی تعلّقات

عزیزانِ محترم! صحابۂ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم (بشُمول اہلِ بیتِ اَطہار) کے باہمی تعلقات بڑے خوشگوار تھے، وہ ایک دوسرے کے لیے اپنے دلوں میں بڑا نرم گوشہ رکھتے، اور باہم ادب واحترام سے پیش آیا کرتے، ان کی زندگی کا مقصد حُصولِ اقتدار، منصب وجاہ، مال ودَولت یا کوئی دنیاوی مفاد ہرگز نہیں تھا، بلکہ ان کی تمام تر جدوجہد خالصۃً رِضائے الٰہی کے حصول کے لیے تھی، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا٘ سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ ۛۚ وَمَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ﴾[1] "محمد اللہ کے رسول ہیں، اور ان کے ساتھ والے (یعنی صحابہ واہلِ بیتِ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم) کافروں پر سخت، آپس میں نرم دل ہیں، تم انہیں دیکھو گے رکوع کرتے سجدے میں گرتے اللہ کا فضل ورِضا چاہتے ہیں، ان کی علامت ان کے چہروں میں ہے سجدوں کے نشان، اُن کی یہ صفت توریت میں ہے، اور ان کی یہ صفت انجیل میں ہے"۔

صحابہ واہلِ بیتِ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کی باہمی محبت واُلفت

حضراتِ گرامی قدر! دینِ اسلام سے قبل عرب قبائل باہم نفرت، کدُورت اور خاندانی دشمنی کی آگ میں جھلس رہے تھے، لیکن اللہ تعالی نے دینِ اسلام کے صدقے ان پر اپنا خاص فضل وکرم فرمایا، اور ان کے دلوں کو باہم محبت واُلفت سے

(۱) پ۲۶، الفتح: ۲۹.

جوڑ دیا، اسی اَمر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے: ﴿هُوَ الَّذِیْۤ اَیَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ ۝ وَ اَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ ؕ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مَّاۤ اَلَّفْتَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَیْنَهُمْ ؕ اِنَّهٗ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ﴾[1] "وہی اللہ ہے جس نے تمہیں اپنی مدد سے اور مسلمانوں سے قوّت دی، اور ان کے دلوں میں ملاپ کر دیا (یعنی باہم اُلفت پیدا کر دی)، اگر تم وہ سب کا سب بھی خرچ کر دیتے جو کچھ زمین میں ہے، تب بھی ان کے دل نہ ملا سکتے، لیکن اللہ تعالی نے ان کے دل ملا دیے، بے شک وہی (اللہ) غالب حکمت والا ہے"۔

اہلِ بیتِ اَطہار رضی اللہ تعالٰی عنہم سے محبت... ایک دینی تقاضا

عزیزانِ مَن! اہلِ بیتِ اَطہار سے محبت ایک دینی تقاضا ہے، اس سے اِنحراف واِعراض، یا کسی قسم کی کوتاہی برتنے کی ہرگز گنجائش نہیں، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿قُلْ لَّاۤ اَسْــٴَـلُكُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰى﴾[2] "اے حبیب آپ فرما دیجیے، کہ میں اس (خدمتِ دین اور احسان) پر تم سے کچھ اُجرت نہیں مانگتا، سوائے قَرابت کی محبت کے!" یعنی میرے قریبی لوگوں سے محبت کرو!۔

صدر الاَفاضل سیّد نعیم الدین مُرادآبادی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں کہ "مسلمانوں کے درمیان مَوَدَّت و محبت واجب ہے، جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿اَلْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ﴾[3] "مسلمان مرد اور

---

(۱) پ۱۰، الأنفال: ٦٢.
(۲) پ۲۵، الشُّورى: ٢٣.
(۳) پ۱۰، التوبة: ٧١.

مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے رفیق ہیں"۔ اور حدیث شریف میں ہے کہ «المُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضاً»[1] "مسلمان ایک عمارت کی مانند ہے، جس کا ہر ایک حصہ دوسرے حصے کو قوّت ومدد پہنچاتا ہے"۔ جب مسلمانوں میں باہم ایک دوسرے کے ساتھ محبت واجب ہے، تو سیّدِ عالمین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے ساتھ کس قدر محبت فرض ہوگی! (لہذا آیتِ مبارکہ کے) معنی یہ ہیں کہ "میں ہدایت واِرشاد پر کچھ اُجرت نہیں چاہتا، لیکن قَرابَت کے حقوق تو تم پر واجب ہیں، ان کا لحاظ کرو اور میرے قَرابَت والے تمہارے بھی قَرابتی ہیں، انہیں اِیذاء نہ دو"[2]۔

غور وفکر کا مقام ہے کہ جب قرآن وحدیث میں اہلِ بیت کرام کی محبت واجب، اور دینی تقاضوں میں سے ایک اَہم تقاضا ہے، تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ صحابۂ کرام اور اہلِ بیتِ اَطہار میں ذاتی بنیادوں پر باہم کوئی رنجش وناچاقی ہو؟! جو لوگ صحابۂ کرام اور اہلِ بیتِ اَطہار رضی اللہ تعالی عنہم کے باہمی مُشاجَرات یا اجتہادی اختلافات کو ذاتی اختلاف یا اِقتدار کی رسّہ کشی قرار دیتے ہیں، انہیں اپنے ایمان کی کیفیت اور عقائد ونظریات پر نظرِ ثانی کرنی چاہیے! اور مذکورہ آیتِ مبارکہ کو پیشِ نظر رکھ کر خوب غور کرنا چاہیے، کہ آج تقریبًا ساڑھے چَودہ سو سال بعد ہم گنہگار اہلِ بیت کرام کی محبت کے دعویدار ہیں، اور ان کی خاطر کٹ مرنے کے لیے بھی تیار ہیں، تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم اُن سے محبت وعقیدت نہ

---

(١) "صحيح البخاري" كتاب الصلاة، ر: ٤٨١، صـ٨٣.

(۲) "تفسیر خزائن العرفان" پ۲۵، الشُوریٰ، زیرِ آیت: ۲۳، صـ۸۷۴۔

رکھیں! یا ذاتی اختلافات کے باعث اُن سے کسی قسم کی کوئی زیادتی کریں! اُن کے بارے میں ایسا سوچنا بدگمانی اور رفض وشیعت کی علامت ہے۔

خلفائے راشدین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم کا اہلِ بیت اَطہار سے محبت کا انداز

حضراتِ ذی وقار! خلفائے راشدین، اور اہلِ بیت کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم ایک دوسرے سے بے حد محبت فرماتے، باہم ادب واحترام سے پیش آتے، اور انہیں اپنے اَقارب اور اولاد سے زیادہ عزیز رکھتے تھے، امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا ابو بکر صدّیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی، اہلِ بیتِ کرام سے محبت کا یہ عالَم تھا، کہ ایک بار آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے سامنے اہلِ بیت کا ذکرِ خیر ہوا، تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ارشاد فرمایا: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَقَرَابَةُ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَصِلَ مِنْ قَرَابَتِي»[1] "اُس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے قَرابَتداروں کے ساتھ حُسنِ سُلوک کرنا، مجھے اپنے قَرابَتداروں کے ساتھ صِلہ رحمی سے زیادہ محبوب و پسندیدہ ہے"۔

ایک صحیح روایت میں ہے حضرت سیّدُنا عقبہ بن حارث رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں، کہ حضرت سیّدُنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نمازِ عصر کی ادائیگی کے بعد باہر نکلے، حضرت سیّدُنا مَولا علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ بھی آپ کے ساتھ تھے، راستے میں حضرت سیّدُنا امام حسن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو بچوں کے ساتھ کھیلتے دیکھا، تو حضرت سیّدُنا ابو بکر صدّیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے انہیں اپنی گود میں اٹھا لیا اور فرمایا: «بِأَبِي شَبِيهٌ بِالنَّبِيِّ! لَيْسَ شَبِيهٌ بِعَلِيٍّ» "میرے والد آپ پر

---

(۱) "صحيح البخاري" باب مناقب قرابة ...إلخ، ر: ۳۷۱۲، صـ۶۲۶.

قربان ہوں! آپ تو ہمشکلِ مصطفی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم ہیں، حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ہمشکل نہیں!" (راوی فرماتے ہیں کہ) حضرت سیّدُنا مَولا علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ (حضرت صدّیقِ اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی یہ بات سُن کر خوشی سے) مسکرانے لگے[1]۔ حضرت سیّدنا ابو بکر صدّیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا حضرت سیّدنا امام حسن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے یہ فرمانا کہ "میرے والد آپ پر قربان ہوں" جنابِ صدّیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی اہلِ بیت سے والہانہ محبت کا واضح ثبوت ہے!۔

"مستدرَک حاکم" میں ہے کہ ایک بار حضرت سیّدنا عمر فاروق، حضرت سیّدہ فاطمۃُ الزہراء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے ہاں گئے تو فرمایا: «يَا فَاطِمَةُ! وَالله مَا رَأَيْتُ أَحَداً أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ الله ﷺ مِنْكِ! وَالله مَا كَانَ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ بَعْدَ أَبِيكِ ﷺ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْكِ!»[2] "اے فاطمہ اللہ کی قسم! آپ سے بڑھ کر میں نے کسی کو رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کا محبوب نہیں دیکھا! اور اللہ کی قسم! آپ کے والدِ گرامی (یعنی نبئ پاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم) کے بعد لوگوں میں سے کوئی بھی مجھے، آپ سے بڑھ کر عزیز وپیارا نہیں!"۔

صحابۂ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم سے اہلِ بیتِ کرام کی محبت

جس طرح صحابۂ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم اولادِ نبی سے بے پناہ محبت فرمایا کرتے، اسی طرح اہلِ بیتِ کرام بھی خلوصِ دل سے ان کا ادب واحترام کرتے تھے، حضرت سیّدنا علی مرتضی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی خلفائے ثلاثہ (یعنی حضرت سیّدنا ابو بکر صدّیق، حضرت سیّدنا عمر

(١) المرجع نفسه، كتاب فضائل أصحاب ...إلخ، ر: ٣٧٥٠، صـ٦٣١.

(٢) "مُستدرَك الحاكم" كتاب معرفة الصحابة، ر: ٤٧٣٦، ٥/ ١٧٧٩.

فاروق اور حضرت سیّدنا عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم) سے عقیدت ومحبت، اس بات سے بھی خوب آشکار ہے کہ جب وہ خلیفہ بنے، تو انہوں نے قدرت واختیار کے باوُجود "باغِ فدک" کی حیثیت کو تبدیل نہیں کیا، بلکہ حضرت سیّدنا ابو بکر صدّیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت کردہ حدیثِ پاک کو صدقِ دل وجان سے قبول کیا، جس میں فرمایا: «لَا نُورَثُ، مَا تَرَكْنَاهُ صَدَقَةٌ»[1] "ہم کوئی چیز بطورِ وراثت نہیں چھوڑتے، بلکہ ہم جو کچھ چھوڑیں وہ سب اللہ کی راہ میں صدقہ ہے"۔

سیّدہ عائشہ صدّیقہ اور سیّدہ فاطمہ زہرا رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی باہم والہانہ محبت

امّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدّیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا، حضرت سیّدہ فاطمہ زہرا رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے اپنی محبت کا اظہار کرتے ہوئے ارشاد فرماتی ہیں: «مَا رَأَيْتُ أَحداً كَانَ أَشْبَهَ كَلَاماً وَحَدِيثاً مِنْ فَاطِمَةَ بِرَسُولِ الله ﷺ، وَكَانَتْ إِذَا دَخَلَتْ عَلَيْهِ رَحَّبَ بِهَا، وَقَامَ إِلَيْهَا فَأَخَذَ بِيَدِهَا، فَقَبَّلَهَا وَأَجْلَسَهَا فِي مَجْلِسِهِ»[2] "میں نے حضرت فاطمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے زیادہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم سے مشابہ گفتگو کرتے کسی کو نہیں دیکھا! اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا جب بھی حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوتیں، تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم انہیں خوش آمدید کہتے، ان کے لیے کھڑے ہو جاتے، ان کا ہاتھ پکڑ کر (پدرانہ شفقت سے) بوسہ دیتے، اور انہیں اپنی جگہ پر بٹھایا کرتے"۔

"مسلم شریف" کی حدیث میں ہے کہ سرکارِ دو عالَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے سیّدہ فاطمہ زہراء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے فرمایا: «أي بُنيّة! ألستِ تحبّين ما أحبُّ؟» "اے میری

(۱) "سنن الترمذي" أبواب السير، ر: ١٦١٠، صـ٣٩٠.
(۲) "مُستدرَك الحاكم" كتاب معرفة الصحابة، ر: ٤٧٣٢، ٥/ ١٧٧٨.

پیاری بیٹی! جس سے میں محبت کرتا ہوں کیا تم بھی اس سے محبت رکھتی ہو؟" عرض کی: جی بالکل (جسے آپ چاہیں میں بھی ضرور اسے چاہوں گی) فرمایا: «فأحبِّي هذه!»(۱) "تو تم اس (عائشہ) سے محبت رکھو!"۔

یہ صحیح حدیث شریف ام المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدّیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالی عنہا اور سیّدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالی عنہا کی باہم والہانہ محبت اور خوشگوار تعلقات پر واضح دلیل ہے! جو لوگ اہلِ بیت سے محبت کے نام نہاد دعویدار ہیں، اور محبتِ اہلِ بیت کے نام پر امّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا یا خلفائے راشدین رضی اللہ تعالی عنہم کو سَبّ وشَتم کرتے ہیں، ان کی صحابیت یا خلافت کا انکار کرتے اور انہیں برا کہتے ہیں، انہیں چاہیے کہ مذکورہ فرامینِ مصطفی پر خوب غور وفکر کریں، اور اپنے باطل عقائد سے توبہ وتجدیدِ ایمان کریں!۔

سیّدنا امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کا اہلِ بیت سے اظہارِ محبت

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! حضرت سیّدنا امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالی عنہ بھی اہلِ بیتِ کرام رضی اللہ تعالی عنہم سے حد درجہ محبت واُلفت، اور ان کی عزّت وتکریم فرمایا کرتے، "حضرت امام شعبی ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک بار حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ ذکوان نامی اپنے ایک غلام کے ہمراہ، حضرت سیّدنا امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس تشریف لے گئے، اُس وقت حضرت امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس قریش کا ایک وفد موجود تھا، جس میں حضرت سیّدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالی عنہ بھی تھے، حضرت سیّدنا امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالی عنہ نے انتہائی محبت اور خوشدلی سے سیّدنا امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کا استقبال کیا، اور انہیں اپنی نشست پر بٹھایا"(۲)۔

(۱) "صحيح مسلم" كتاب فضائل الصحابة، ر: ٦٢٩٠، صـ١٠٧٢.
(۲) "العقد الفريد" لابن عبد ربّه، كتاب المجنبة في الأجوِبة، ٤/ ٩٩.

میرے محترم بھائیو! اجتہادی اختلافِ رائے سے قطعِ نظر، حضرت سیّدنا امام حسین اور حضرت سیّدنا امیر مُعاویہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُما کے ذاتی تعلقات میں اگر کوئی رنجش ودراڑ ہوتی، تو ان کی باہمی ملاقات اتنی خوشگوار ہرگز نہ ہوتی، نہ ہی سیّدنا امیر مُعاویہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سیّدنا امام حسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا ایسا شاندار استقبال کرتے، یا قریش کے وفد سے اپنی ملاقات وگفتگو روک کر اتنا پروٹوکول (Protocol) دیتے!۔

سیّدنا امیر مُعاویہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی شان میں گستاخانہ لب ولہجہ عملِ روافض ہے

برادرانِ اسلام! صحابہ واہلِ بیتِ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم کے ما بین اتنی محبت واُلفت ہونے کے باوُجود، بعض لوگ اہلِ بیت سے محبت کے نام پر حضرت سیّدنا امیر مُعاویہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی شان میں بے حد گستاخانہ لب ولہجہ اپناتے، اور ان کی توہین وتنقیص کرتے ہیں، ایسا کرنا انتہائی قبیح اور مذموم اَمر ہے، ایسی گستاخی کا ارتکاب کرنے والوں کو خوب جان لینا چاہیے، کہ حضرت سیّدنا امیر مُعاویہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سرکارِ دو جہاں صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے سُسرالی رشتہ داروں میں سے ہیں، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی ہمشیرہ (بہن) امّ المؤمنین حضرت سیّدہ اُمِّ حبیبہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی زوجۂ محترمہ ہیں، اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے حق میں رحمتِ عالمیان صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے خاص طَور پر دعا کی: «اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِياً مَهْدِيّاً وَاهْدِ بِه!»[۱] "اے اللہ! مُعاویہ کو ہادی، مہدی (ہدایت یافتہ) اور دوسروں کے لیے ذریعۂ ہدایت بنا!"۔ امام مجاہد رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی فرماتے ہیں کہ "اگر تم مُعاویہ کو دیکھتے تو کہہ اٹھتے کہ یہ واقعی ہدایت یافتہ ہیں!"[۲]۔

---

(۱) "سنن الترمذي" أبواب المناقب، ر: ۳۸٤۲، صـ۸٦۹.

(۲) "السُنّة" لابن الخلال، ذكر أبي عبد الرحمن ...إلخ، ر: ٦٦۹، ۲/ ٤۳۸.

جس صحابی کے ہادی ومَہدی ہونے کے لیے رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّم دعا فرمائیں، وہ کیسے فاسق وفاجر یاگمراہ ہوسکتا ہے؟! لہذا سیّدنا امیر مُعاویہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کی شان میں کسی بھی قسم کی ناپاک جسارت کرنے سے قبل، سرورِ کونین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّم کے اُن کے حق میں ارشاد فرمائے گئے، تمام فرامین انہیں پیشِ نظر رکھنے چاہئیں، اور اپنے ہاتھوں سے اپنی آخرت خراب کرنے سے باز رہنا چاہیے!۔

صحابہ واہلِ بیتِ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُم سے متعلق اہلِ سنّت وجماعت کا عقیدہ

حضراتِ گرامی قدر! صحابہ ہوں یا اہلِ بیتِ کرام، حضرت سیّدنا علی مرتضی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ ہوں یا سیّدنا مُعاویہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّم سے تعلق ونسبت ہونے کی وجہ سے، سب ہمارے لیے واجب الاحترام ہیں، ہم ان میں باہم کوئی فرق نہیں کرتے، امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا رَحۡمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡہِ فرماتے ہیں کہ "صحابہ کی محبت ان کی ذات کی وجہ سے نہیں، نہ اہلِ بیت کی محبت خود ان کے نُفوسِ مقدّسہ کی وجہ سے ہے، بلکہ ان سب سے محبت رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّم سے ان کے تعلّق کی وجہ سے ہے، لہذا جس نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّم سے محبت کی اس پر واجب ہے کہ ان سب سے محبت کرے، اور جس نے ان میں سے کسی سے بُغض رکھا، اس سے ثابت ہوگیا کہ وہ سرکارِ دوجہاں صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّم سے محبت نہیں رکھتا، یقیناً ہم محبت میں ان میں سے کسی ایک کے ساتھ بھی فرق نہیں کرتے، جس طرح ایمان لانے میں ہم رسولوں (صلوات اللہ وسلامہ علیہم) کے درمیان فرق نہیں کرتے"[1]۔

---

(١) "المعتمَد المستند بناء نجاة الأبد" الباب الثاني في النبوّات، صـ٢٦٤.

صحابہ واہلِ بیتِ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہُم کی باہمی رشتہ داریاں

میرے عزیز دوستو، بھائیو اور بزرگو! صحابہ واہلِ بیتِ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہُم کے مابین حددرجہ محبت واُخوّت، صرف ایک دوسرے کے حق کو جاننے، پہچاننے اور باہمی ادب واحترام کرنے تک محدود نہیں تھی، بلکہ وہ ایک دوسرے کے ناموں پر اپنی اَولاد کے نام رکھا کرتے[1]، اور نکاح کے ذریعے باہم رشتہ داری قائم کرنے میں فخر محسوس کرتے تھے[2]۔ اور یہ بات ہر ذی شُعور پر روزِ رَوشن کی طرح عیاں ہے، کہ کسی بھی دو خاندانوں میں رشتہ داری تب ہوتی ہے، جب دِلوں میں ایک دوسرے کے لیے محبت، اُخوّت اور اَدب واحترام کے جذبات واحساسات موجود ہوں۔ صحابۂ کرام بالخصوص خلفائے راشدین اور اہلِ بیتِ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہُم کا باہم رشتہ داریاں قائم کرنا، اور ایک دوسرے کے ناموں پر اپنے بچوں کے نام رکھنا، اس اَمر پر واضح اور رَوشن دلیل ہے، کہ ان پاکیزہ نُفوس کے درمیان باہم محبت، اُلفت اور اُخوّت و یگانگت کا عظیم رشتہ قائم تھا!۔

---

(١) انظر: "تاريخ الطَبَري" سنة ٦١، مقتل الحسين رضوان الله عليه، ذكر أسماء مَن قُتل ...إلخ، ٥/ ٤٦٨. و"تاريخ الإسلام" للذهبي، الطبقة ٩ أحداث الحوادث من سنة ٨١ إلى ٩٠، تراجم رجال هذه الطبقة، ر: ١١٨- عمر بن علي بن أبي طالب، ٦/ ٨٦.

(٢) انظر: "الطبقات الكبرى" حفصة بنت عبد الرحمن، ٦/ ٣١٦. و"أُسد الغابة" كتاب النساء، الكُنى من النساء الصحابيات، حرف الكاف، أم كُلثوم بنت علي، ر: ٧٥٨٦، ٧/ ٣٧٧. و"الكاشِف" للذهبي، حرف الجيم، ر: ٧٩٨، ١/ ٢٩٥. و"الإصابة" كتاب النساء، حرف الكاف، القسم ٤، ر: ١٢٢٣٧- أمّ كُلثوم بنت علي بن أبي طالب الهاشمية، ٨/ ٤٦٥.

آج رافضی (شیعوں) کا ان برگزیدہ ہستیوں کے خلاف ہرزہ سرائی کرنا، اِن پر طرح طرح کے اِلزامات لگانا، اور انتہائی غیر شائستہ انداز میں ان بزرگوں کے بارے میں گفتگو کرنا، ان رافضیوں کے خبثِ باطن کا نتیجہ ہے؛ کیونکہ اگر صحابہ واہلِ بیتِ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں باہمی اختلافات، اجتہادی اختلافِ رائے کے بجائے ذاتی نَوعیت کے ہوتے، یا اگر وہ حضرات ایک دوسرے کو منافق یا (معاذ اللہ!) کافر و مرتَد جانتے، تو اپنی بیٹیاں ایک دوسرے کے نکاح میں ہرگز نہ دیتے! نہ ہی ایک دوسرے کے ناموں پر اپنے بچوں کے نام رکھتے! لہذا رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں شب وروز گزارنے والے، اور دینِ اسلام کے لیے اپنی بے پناہ خدمات پیش کرنے والے، ان حضراتِ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے خلاف، رافضی (شیعوں) کا تمام تر پروپیگنڈہ بے بنیاد، اور ان کے ٹیڑھے دِلوں کا شاخسانہ ہے!! لہذا ان کی باتوں پر کان ہرگز نہ دھریں، اور اپنے عقائد وایمان کی اِصلاح اور حفاظت کے لیے علمائے اہلِ سنّت کی صحبت اختیار کریں، اور اللہ ربّ العالمین کے حضور دعا کریں۔

دعا

اے اللہ! ہمیں صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مقام ومرتبہ اور عظمت کو پیشِ نظر رکھنے کی توفیق عطا فرما، اُن کا ادب واحترام کرنے کی سوچ عنایت فرما، ہمارے دلوں میں اہلِ بیتِ اَطہار اور مصطفی جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تمام قَرابتداروں سے محبت پیدا فرما، ان کے باہمی تعلق اور محبت واُلفت کو سمجھنے والا فہم واِدراک عطا فرما، ان کی سیرتِ طیّبہ پر عمل کے جذبہ سے سرشار فرما، اور کسی بھی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں گستاخی وبے ادبی سے بچا، آمین یاربّ العالمین!۔

سفیرِ اسلام شاہ عبدالعلیم صدّیقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(جمعۃ المبارک ۲۰ محرّم الحرام ۱۴۴۳ھ - ۲۰۲۲/۰۸/۱۹ء)

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلهِ وصحبهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ باللهِ مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسم الله الرّحمنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلهِ وصَحبهِ أجمعين.

برادرانِ اسلام! علمائے اسلام کا مقام ومرتبہ بہت بلند وبالا ہے، یہ حضرات قوم کے رَہبر ورَہنما ہیں، دنیا کے اَطراف واکناف میں دینِ اسلام کا اَبدی وسرمدی پیغامِ ہدایت انہی حضرات کی بدَولت پہنچا، انہی پاکیزہ نُفوس نے مشرِق سے مغرب تک، بھٹکی ہوئی انسانیت کو حق اور باطل کے مابین فرق سے آگاہ کیا، اور صراطِ مستقیم کی طرف رَہنمائی فرمائی، یہی وہ بندگانِ خدا ہیں جنہوں نے اسلام مخالف قوّتوں کا نہ صرف ڈٹ کر مقابلہ کیا، بلکہ انہیں ساری دنیا کے سامنے خاموش اور لاجواب بھی کیا، انہی علمائے ربّانیین میں سے ایک اہم نام سفیرِ اسلام حضرت علّامہ شاہ عبدالعلیم صدّیقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بھی ہے۔

ولادتِ باسعادت اور نسبی تعلق

عزیزانِ محترم! حضرت علّامہ شاہ عبدالعلیم صدّیقی میرٹھی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تین ۳ اپریل ۱۸۹۳ء/ ۱۵ رمضان المبارک ۱۳۱۰ھ کو، میرٹھ شہر یوپی انڈیا کے ایک علمی گھرانے میں پیدا

ہوئے، آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے والدِ ماجد حضرت علّامہ الحاج قاضی شاہ عبدالحکیم جوش صدّیقی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ معروف عالمِ دین، صاحبِ تقوی بزرگ اور نعت گو شاعر تھے[1]۔

صدّیقی نسبت

نسَبی اعتبار سے آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا شجرہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا صدّیقِ اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے جاملتا ہے، اسی مبارک نسَبی تعلق کی بنا پر آپ کو صدّیقی کہا جاتا ہے[2]۔

اَلقاب وخطابات

حضراتِ گرامی قدر! علّامہ شاہ محمد عبد العلیم صدّیقی میرٹھی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی علمی قدر و منزلت اور دینی خدمات کے باعث، آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو متعدّد اَلقاب وخطابات سے نوازا گیا، ان اَلقاب میں سے "مبلغِ اسلام"، "سفیرِ اسلام"، "سفیرِ پاکستان"، "عدیم النظیر مقرّر"، "فضیلت مآب"، "مبلغِ چین وجاپان"[3] اور "علیم الرضا"[4] خاص طَور پر قابلِ ذکر ہیں۔ آخری دونوں لقب امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی طرف سے عطا کردہ ہیں[5]۔

تعلیم وتربیت

عزیزانِ محترم! مبلغِ اسلام شاہ عبد العلیم صدّیقی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے ابتدائی تعلیم اپنے والدِ ماجد سے حاصل کی، اس کے بعد درسِ نظامی کی تکمیل کے لیے "مدرسہ عربیہ

(۱) "سہ ماہی انوار رضا" حضرت سفیرِ اسلام نمبر، عبد العلیم صدّیقی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ، ص۲۷۵۔
(۲) اَیضاً، آؤ کریں مشخص ہم اُس کی قدر و قیمت، ص۱۳۲۔
(۳) "عظیم مبلغِ اسلام" حضرت مولانا شاہ محمد عبد العلیم صدّیقی مدنی میرٹھی نوّر اللہ مرقدہ، ص۷۸۔
(۴) دیکھیے: "سہ ماہی انوارِ رضا" حضرت سفیر اسلام نمبر، حیاتِ علیم رضا، ص۱۷۹۔
(۵) "مبلغِ اعظم علّامہ شاہ عبد العلیم صدّیقی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا ایک مختصر تعارُف" آن لائن آرٹیکل۔

قومیہ" میرٹھ تشریف لے گئے، دنیاوی تعلیم میں میٹرک (Matric) "اٹاوہ ہائی اسکول"، بی اے (BA) "ڈویژنل کالج میرٹھ"، ایل-ایل-بی (LLB) "الٰہ آباد یونیورسٹی" اور اَلسِنہ شرقیہ (Oriental Languages) کی سند "پنجاب یونیورسٹی" سے حاصل کی[1]۔

اساتذۂ گرامی

مبلغِ اعظم شاہ عبدالعلیم صدّیقی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے جن نابغۂ روزگار اساتذۂ گرامی اور علمائے دین کے سامنے زانوئے تلمّذ طے کیے، ان میں سے چند کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

(۱) مولانا شاہ عبدالحکیم جوش صدّیقی (والدِ ماجد)، (۲) امامِ اہل سنّت امام احمد رضا محدّث بریلوی، (۳) مولانا شاہ احمد مختار صدّیقی، (۴) مولانا عبدالباری فرنگی محلّی، (۵) شیخ احمد شمس مُرّاکشی مدنی، (٦) شیخ سیّد محمد ادریس سنوسی رحمۃ اللہ علیہم۔

اجازت و خلافت

حضراتِ ذی وقار! سفیرِ اسلام حضرت مولانا شاہ محمد عبدالعلیم صدّیقی مدنی میرٹھی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اپنے برادرِ بزرگ مولانا مختار احمد صدّیقی سے بیعت ہوئے۔ بعد ازاں آپ امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے مرید ہوئے، جبکہ اجازت و خلافت اور اکتسابِ فیض کی سعادت متعدّد بزرگوں سے بھی پائی[2]۔ جن اکابر علمائے اہلِ سنّت سے اجازت و خلافت کا شرف پایا، اُن میں سے چند کے اسمائے گرامی حسبِ ذیل ہیں:

---

(۱) دیکھیے: "اکابرِ تحریکِ پاکستان" مبلغِ اسلام مولانا شاہ عبد العلیم صدّیقی میرٹھی، ص۱۹۵۔ و"سہ ماہی انوارِ رضا" حضرت سفیرِ اسلام نمبر، حیاتِ علیمِ رضا، ص۱۷۸، ۱۷۹، ملخّصاً۔

(۲) "عظیم مبلغِ اسلام" ص۵۸، ملخّصاً۔

(۱) امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خاں، (۲) برادرِ اکبر علّامہ احمد مختار صدّیقی، (۳) قطب المشائخ حضرت ابو احمد سیّد شاہ محمد علی حسین اشرفی جیلانی کچھوچھوی (اشرفی میاں) رحمۃ اللہ علیہم۔

دنیا کی مختلف زبانوں پر عبور

مقرّرِ ہفت زباں شاہ عبدالعلیم صدّیقی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو دنیا کی متعدّد زبانوں پر عبور حاصل تھا، جن میں عربی، فارسی، اردو، ہندی، انگریزی، جاپانی، انڈونیشی، چینی، ملائی، فرانسیسی، جرمن اور افریقہ کی ساحلی زبانیں خاص طَور پر قابلِ ذکر ہیں۔ سفیرِ اسلام رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو ان زبانوں پر اس قدر یدِ طُولی اور عبور حاصل تھا، کہ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی تقریر و گفتگو سن کر خود اہلِ زباں بھی حیران رہ جاتے تھے۔

فنِ خطابت

علّامہ شاہ عبد العلیم صدّیقی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ ایک بہترین اور بلند پایہ خطیب تھے، آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا اندازِ تقریر انتہائی دل آویز اور شیریں ہوتا، آپ خطاب فرماتے تو یوں لگتا جیسے لبوں سے پھول جھڑ رہے ہوں! آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے بیان کردہ مَواعظ و نصائح براہِ راست قلب و ذہن پر اثر انداز ہوتے، اور سننے والوں کی دنیا زیر و زَبر ہوجایا کرتی۔

ماہرِ رضویات ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ "جاپان (Japan) کی ایک مجلس میں شاہ محمد عبدالعلیم صدّیقی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے تقریر فرمائی، تو ٹوکیو (Tokyo) کے ایک پروفیسر این-ایچ-برلاس (N. H. Berlas) نے انگریزی زبان میں آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی مہارت کا اعتراف کرتے ہوئے، آپ کی آواز کو ترنّم ریز اور دل آویز قرار دیا، اور حقیقت یہ ہے کہ اُن کی آواز میں بلا کی کشش اور کھنک تھی۔ اردو، عربی،

انگریزی اور بعض دوسری زبانوں میں بے تکان گفتگو فرماتے تھے"(١)۔

بلا مُبالغہ فنِ خطابت میں مبلغِ اسلام شاہ عبدالعلیم صدّیقی میرٹھی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو بڑی مہارت حاصل تھی، آپ نے عوام الناس سے لے کر خوّاص تک ہر درجہ اور طبقۂ فکر سے تعلق رکھنے والے لوگوں سے خطاب کیا، یہی وجہ ہے کہ ایشیا (Asia)، افریقہ (Africa) اور یورپ (Europe) سے تعلق رکھنے والے ہزاروں غیر مسلم سامعین، اکثر آپ کی مسحور کُن تقاریر سے متاثر ہوکر دائرۂ اسلام میں داخل ہوجایا کرتے تھے۔

تبلیغی اَسفار

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! شاہ عبدالعلیم صدّیقی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے تبلیغِ دین کے سلسلے میں چالیس ۴۰ سال تک، دنیا بھر کے مختلف ممالک کا سفر اختیار کیا، جن میں امریکہ (United States)، برِّ اعظم افریقہ (Continental Africa)، انگلستان (England)، انڈونیشیا (Indonesia)، سنگاپور (Singapore)، ملائیشیا (Malaysia)، چین (China)، جاپان (Japan)، کینیڈا (Canada)، فرانس (France)، ٹرینی ڈاڈ (Trinidad) اور فلپائن (Philippines) وغیرہ کا نام نمایاں حیثیت کا حامل ہے۔

ان تبلیغی اَسفار میں ہزاروں غیر مسلم دَولت اسلام سے مشرّف ہوئے، جن میں بورنیو (Borneo) کی شہزادی "گلیڈیز پامر" (Gladys Palmer)، ماریشس جنوبی افریقہ (Mauritius South Africa) کے فرانسیسی گورنر "مروات" (Merwate)، ٹرینی ڈاڈ کی خاتون وزیر "دونوا فاطمہ" (Donawa

---

(١) دیکھیے: "مبلغِ اسلام" تقدیم، ص۸ ملتقطاً۔

(Fatima)، سیلون (Ceylon) کے عیسائی وزیر مسٹر ایف کنگسن بیری (Mr. F. Kingson Berry) اور "ڈاکٹر صادق جارج اینٹونوف" (Dr. Sadiq George Antonov) جیسے ممتاز امریکی سائنسدان (American Scientist) کے نام، خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں[1]۔

دینی خدمات اور اداروں کا قیام

عزیزانِ مَن! دینی خدمات کے ان تمام سالوں میں، مبلغِ اسلام شاہ عبدالعلیم صدّیقی میرٹھی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے، مختلف مذاہب کے لوگوں کو دینِ اسلام کی تعلیمات سے رُوشناس کرانے کے لیے، ان کی مقامی زبانوں میں اسلامی لٹریچر (Islamic Literature) کی اِشاعت کا اہتمام فرمایا، نیز یورپ (Europe)، افریقہ (Africa) اور ایشیا (Asia) کے متعدّد ممالک میں مساجد، دینی مدارس، اسلامی مراکز (Islamic Centers)، مذہبی تنظیمیں، فلاحی ادارے، یتیم خانے، یونیورسٹیاں (Universities)، مذہبی اَخبار وجَرائد اور لائبریریاں قائم فرمائیں، ان میں کولمبو (Colombo) کی میمن حنفی مسجد، جاپان (Japan) کی مسجدِ ناگریا، سنگاپور (Singapore) کی مسجدِ سلطان، عربی یونیورسٹی مَلایا (Arabic University Malaya)، ماریشس (Mauritius) میں "حزب اللہ" نامی تنظیم، اور سیلون (Ceylon) میں "مسلم مشنری" (Muslim Missionary) کی بنیاد ڈالی۔ اسی طرح ڈربن (Durban) میں "انٹرنیشنل اسلامک سروس سنٹر" (International

---

(۱) دیکھیے: "ذکرِ حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم" حصہ اوّل، پیش لفظ، ص ے، ملخّصاً۔ و"خلیفۂ اعلیٰ حضرت مبلغِ اسلام مولانا شاہ عبد العلیم صدّیقی میرٹھی... حیات وخدمات" آن لائن آرٹیکل ۱۲ اگست ۲۰۲۱ء۔

(Islamic Service Center)، ہانگ کانگ (Hong Kong) میں "یتیم خانہ"،
ماریشس (Mauritius) میں "مسلم یونٹی بورڈ" (Muslim Unity Board) اور
"مسلم یوتھ بریگیڈ" (Muslim Youth Brigade) قائم فرمایا، سیلون میں اَخبار
"کوکبِ اسلام" اور "سٹار آف اسلام" (Star of Islam)، جبکہ سنگاپور
(Singapore) سے ماہنامہ "رئیل اسلام" (Real Islam) جاری فرمایا[1]۔

سیاسی خدمات اور تحریکِ پاکستان میں کردار

میرے محترم بھائیو! سفیرِ پاکستان شاہ محمد عبدالعلیم صدّیقی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی خدمات کا دائرہ صرف تبلیغ اور وعظ ونصیحت تک محدود نہیں تھا، بلکہ آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے سیاسی حوالے سے بڑی اہم خدمات انجام دیں۔ "۲۳مارچ ۱۹۴۰ء کو لاہور میں قراردادِ پاکستان کی منظوری سے قبل، علّامہ شاہ عبدالعلیم صدّیقی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے ہی مسلمانوں کو یہ مشورہ دیا تھا، کہ وہ مسلم لیگ اور مسٹر جناح سے سیاست کا کام لیں؛ کیونکہ فی زمانہ علمائے کرام یورپین سیاسیات اور ہندوستان کے غیرمسلموں، خصوصاً ہندوؤں کی ڈپلومیٹک (Diplomatic) دَسِیسَہ کاریوں (سیاسی چالوں اور دھوکہ وفریب) کو سمجھنے سے قاصر ہیں، موجودہ زمانے میں ہندوستان کے اندر آئینی جنگ (Constitutional War) ہو رہی ہے، اس جنگ میں وہی مسلمان کامیاب ہو سکتا ہے، جو انگریزوں اور کانگریسیوں دونوں کے ہتھکنڈوں سے خوب واقف ہو"[2]۔

---

(۱) دیکھیے: "خلفائے امام احمد رضا رحمہم اللہ تعالی" مبلغِ اسلام مولانا شاہ محمد عبدالعلیم صدّیقی، ص۹۲۔ و"مبلغِ اسلام" کارہائے نمایاں، ص۲۰، ۲۱، ۲۵، ۲۹، ۳۰، ۳۴، ۳۹-۴۱، ملتقطاً۔
(۲) دیکھیے: "مبلغِ اسلام" تبلیغی خدمات، ص۴۱۔

"آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے تحریکِ پاکستان میں نہایت بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، اور مختلف بِلاد واَمصار کے دَورے کرکے علمائے اہلِ سنّت، مشایخِ عظام اور عوام الناس کو اس بات پر آمادہ کیا، کہ وہ خوابِ غفلت سے بیدار ہوکر "مسلم لیگ" کے پرچم تلے جمع ہوجائیں؛ تاکہ ان کے حقوق کی بازیابی کے لیے مؤثر انداز میں آئینی جنگ لڑی جاسکے۔ اسی طرح ۱۹۴۵ء میں جب ہندو مسلم فسادات ہوئے، تب سفیرِ اسلام رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے پنڈت نہرو سے ملاقات کرکے مسلمانوں پر ہونے والے ظلم وستم پر سخت احتجاج کیا، اور ہندوستان (India) کے مختلف شہروں کا دَورہ کرکے مسلمانوں کی ڈھارس بندھائی"[۱]۔

سفیرِ پاکستان کا لقب ملنے کی وجہ

حضراتِ گرامی قدر! قائد اعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ، سفیرِ پاکستان شاہ عبد العلیم صدّیقی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی شخصیت اور سحر بیانی سے ہمیشہ متاثر رہے، یہی وجہ ہے کہ تحریکِ پاکستان کے سلسلے میں اسلامی ممالک تک اپنا مَوقف پہنچانے، اور ان کی اَخلاقی وسفارتی حمایت حاصل کرنے کے لیے، قائد اعظم محمد علی جناح نے آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ ہی کا انتخاب فرمایا[۲]، اس سلسلے میں آپ نے متعدّد عرب ممالک کے دَورے فرمائے، وہاں کانگریسی ایجنٹوں سے مُباحثے کیے، اور اپنی عمدہ سفارتکاری کے ذریعے عرب علماء، عوام اور حُکّام کو مُطالبۂ پاکستان کی حمایت پر آمادہ کیا[۳]۔

---

(۱) دیکھیے: "اکابرِ تحریکِ پاکستان" مبلغِ اسلام مولانا شاہ عبد العلیم صدّیقی میرٹھی، ص۱۹۶-۱۹۸۔ و"مبلغِ اسلام" تبلیغی خدمات، ص۴۲۔

(۲) دیکھیے: "مبلغِ اسلام" تبلیغی خدمات، ص۴۴،۴۵۔

(۳) دیکھیے: "اکابرِ تحریکِ پاکستان" مبلغِ اسلام مولانا شاہ عبد العلیم صدّیقی میرٹھی، ص۱۹۷۔ و"مبلغِ اسلام" تبلیغی خدمات، ص۴۳۔

آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی انہی خدمات کے پیشِ نظر قائدِاعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے آپ کو "سفیرِ پاکستان" کے لقب سے نوازا، اور مصر میں پاکستان کا سفیر بننے کی بھی پیشکش کی، لیکن تبلیغی مصروفیات کے سبب آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے معذرت کرلی[۱]۔

امامِ اہلِ سنّت کی سفیرِ اسلام سے شفقت و محبت

عزیزانِ محترم! امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سفیرِ اسلام شاہ عبدالعلیم صدّیقی میرٹھی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے بڑی محبت و شفقت فرماتے تھے، اور آپ کی علمی خدمات کو بڑی اہمیت کی نگاہ سے دیکھتے تھے، امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے مبلغِ اعظم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ پر کمال شفقت و محبت کا اظہار کرتے ہوئے، اپنے ایک شعر میں سفیرِ اسلام رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے علمی مقام اور دینی خدمات کا ذکر کچھ اس انداز سے فرمایا: ؏

عبدِ علیم کے علم کو سُن کر جہل کی بہل بھگاتے یہ ہیں[۲]

تصنیفات

میرے محترم بھائیو! مبلغِ اسلام شاہ عبدالعلیم صدّیقی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ جہاں ایک نامور عالمِ دین اور بہترین مقرّر تھے، وہیں اللہ ربّ العالمین نے آپ کو ادیبانہ صلاحیتوں سے بھی خوب مالا مال فرمایا، اگرچہ وقت کی قلّت اور تبلیغی مصروفیات کی کثرت کے باعث، شاہ عبدالعلیم صدّیقی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو تحریر و تصنیف کے لیے بہت کم وقت میسّر آیا، اس کے باوُجود آپ نے مختلف زبانوں میں چند یادگار تصنیفات چھوڑیں، ان میں سے چند مشہور تالیفات کے نام حسبِ ذیل ہیں:

(۱) "سہ ماہی انوارِ رضا" حضرت سفیرِ اسلام نمبر، ص۳۳۹، ۳۴۰۔
(۲) "الاستمداد علٰی اَجیالِ الارتداد" ذکرِ اصحاب ودعائے اَحباب، ص۶۸۔

(1) The Principles of Islam

(2) Quest for True Happiness

(3) How to Face Communism

(4) Islam's Answer to The Challenge of Communism

(5) Women and their Status in Islam

(6) A Shavian and a theologian

(7) The Forgotten Path of Knowledge

(8) The Codification of Islamic law

(9) How to Preach Islam

حضور سفیرِ اسلام رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی اردو تالیفات میں (۱) اَحکامِ رمضان، (۲) بہارِ شباب، (۳) ذکرِ حبیب، (۴) کتابِ تصوّف وغیرہ خاص طَور پر قابلِ ذکر اور معروف ہیں[1]۔

تقابُلِ اَدیان میں مہارت

علّامہ شاہ عبد العلیم صدّیقی میرٹھی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ تقابُلِ اَدیان میں بھی بڑی مہارت رکھتے تھے، تبلیغِ دین کی غرض سے آپ جہاں بھی تشریف لے جاتے، وہاں دنیا کے مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے مذہبی پیشواؤں، پادریوں، یہودیوں، ہندوؤں، سکھوں، مُلحِدوں اور فلسفیوں سے آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا واسطہ پڑتا، اکثر علمی مذاکرے

---

(۱) "مبلغِ اسلام" تصانیف، ص۶۲۔ و "خلفائے امام احمد رضا رحمہم اللہ تعالٰی" تصانیف، ص۹۴۔

اور مُباحثے ہوتے، آپ دینِ اسلام کے خلاف وارِد کیے جانے والے اُن تمام سوالوں اور اعتراضات کے ایسے مدلّل اور تسلی بخش جواب دیتے، کہ وہ لوگ لا جواب ہوکر اسلام کی عظمت کا اعتراف کرنے پر مجبور ہوتے، اور جنھیں توفیق ملتی مسلمان ہوکر دینِ اسلام کی آغوشِ رحمت میں پناہ لے لیا کرتے تھے۔

مشہور فلسفی جارج برنارڈشا سے مُکالمہ

مشہور فلسفی جارج برنارڈشا (George Bernardshaw) کا نام کسی تعارُف کا محتاج نہیں، ۱۷ اپریل ۱۹۳۵ء میں جنوبی افریقہ (South Africa) کے شہر ممباسا (Mombasa) میں اس کی ملاقات سفیرِ اسلام علّامہ شاہ عبدالعلیم صدّیقی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے ہوئی، "اسلام اور عیسائیت" کے موضوع پر باہم مُکالمہ ہوا، اس نے متعدّد سوالات کیے، مبلغِ اعظم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے نہایت مُدلّل انداز میں پُر مغز گفتگو فرمائی، اور اس کے تمام سوالوں کے جوابات دیے، آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی گفتگو سن کر جارج برنارڈشا (George Bernardshaw) اس قدر متاثر ہوا، کہ ملاقات کے اختتام پر بے ساختہ پکار اٹھا کہ تعلیم یافتہ، مہذّب اور شائستہ لوگوں کے مستقبل کا مذہب اسلام ہے"[1]۔

قادیانیت کی بیخ کُنی

حضراتِ گرامی قدر! سفیرِ اسلام شاہ عبدالعلیم صدّیقی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے تبلیغِ دین کے ساتھ ساتھ باطل فرقوں اور بدمذہبوں کا بھی ڈٹ کر مقابلہ کیا، جہاں آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے دینِ

---

(۱) "اکابر تحریکِ پاکستان" مبلغ اسلام مولانا شاہ عبدالعلیم صدّیقی میرٹھی، ص۱۹۶۔ و"تذکرہ اکابرِ اہلِ سنّت پاکستان" شاہ عبدالعلیم صدّیقی میرٹھی، ص۲۳۹۔

اسلام پر وارِد کیے جانے والے مَن گھڑت اور بے بنیاد اعتراضات کو رَفع کیا، وہیں آپ نے "قادیانیت" کے رُوپ میں یہود ونصاریٰ کی سازشوں کا بھی پردہ چاک فرمایا، ببانگِ دُہل قادیانیوں کو للکارا، اور انہیں شکستِ فاش دے کر راہِ فرار اختیار کرنے پر مجبور کیا۔

قائدِ ملّتِ اسلامیہ علّامہ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سفیرِ اسلام کے جانشین اور صاحبزادے ہیں، قادیانیوں کے خلاف سفیرِ اسلام علّامہ شاہ عبدالعلیم صدّیقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "میرے والدِ ماجد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ابتداء سے آخر تک، افریقہ (Africa)، ملائیشیا (Malaysia)، سیلون (Ceylon)، یورپ (Europe) اور امریکہ (USA) کی سرزمین پر ہمیشہ لوگوں کو اس فتنہ (قادیانیت) سے آگاہ کیا، (ردِّ قادیانیت کے حوالے سے) والدِ ماجد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی انگریزی زبان میں تصنیف "The Mirror" کے نام سے موجود ہے، اور اردو زبان میں "مرزائی حقیقت کا اظہار" کے نام سے مَوجود ہے، جب اس کتاب کا ترجمہ انڈونیشی زبان میں ہوا، تو ملائیشیا میں (قادیانیوں کے خلاف) ایک زبردست تحریک چلی، یہاں تک کہ ملائیشیا (Malaysia) میں قادیانیوں کا داخلہ تک ممنوع ہوگیا"[1]۔

اسلامی آئین کے مسودّہ کی تیاری اور بانئ پاکستان کا وعدہ

عزیزانِ مَن! قائدِ اعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وفات سے کچھ عرصہ قبل، سفیرِ پاکستان علّامہ شاہ محمد عبدالعلیم صدّیقی میرٹھی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عالَمی دَورۂ تبلیغ سے کراچی واپس تشریف لائے، تو علماء ومشائخِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ علیہم پر مشتمل ایک کمیٹی نے مبلغِ اسلام علّامہ

(۱) دیکھیے: "مبلغِ اسلام" ردِّ مرزائیت، صـ۵۲، ۵۳۔

عبدالعلیم صدّیقی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی سربراہی میں آئینِ اسلامی پر مشتمل ایک مسودّہ مرتّب کیا، اور اس پر تائیدی نوٹ بھی تحریر فرمائے۔ مسودّہ تیار کرنے والی اس کمیٹی میں "علّامہ عبد الحامد بدایونی، علّامہ ابوالحسنات قادری، مفتی صاحبداد خاں، غزالئ زماں علّامہ سیّد احمد سعید کاظمی، خواجہ قمرالدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہم سمیت متعدّد علماء ومشایخ نے حصہ لیا۔

آئینِ اسلامی کا مسودّہ تیار کرنے کے بعد، مبلغِ اسلام شاہ عبدالعلیم صدّیقی میرٹھی، مجاہدِ ملّت مولانا شاہ عبد الحامد بدایونی، اور مخدوم ناصر جلالی رحمۃ اللہ علیہم پر مشتمل اہلِ سنّت وجماعت کے ایک وفد نے، قائدِ اعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے ملاقات کرکے آئینِ اسلامی کا یہ مسودّہ ان کی خدمت میں پیش کیا، جسے دیکھ کر بانئ پاکستان محمد علی جناح رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے بڑی خوشی اور مسرّت کا اظہار فرمایا، اور سفیرِ اسلام اور وفد کے دیگر اراکین کو یقین دلایا کہ "(ان شاء اللہ عزّوجلّ) قومی اسمبلی (National Assembly) کے منظور کرنے پر، بہت جلد اس "آئینِ اسلامی" کو نافذ کردیا جائے گا"، بعد اَزاں شدید علالت کے باعث ڈاکٹروں کے مشورہ پر، بابائے قوم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ مرکزی دار الحکومت (Central Capital) سے کوئٹہ (Quetta) تشریف لے گئے، جہاں سے واپسی پر اپنے خالقِ حقیقی سے جاملے[1]۔

سفیرِ اسلام کے رُوحانی وعلمی جانشین

عزیز دوستو! سفیرِ اسلام علّامہ شاہ عبد العلیم صدّیقی میرٹھی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے وصال شریف کے بعد، علمی ورُوحانی جانشینوں میں آپ کے صاحبزادے قائدِ ملّت

---

(۱) دیکھیے: "مبلغِ اسلام" تبلیغی خدمات، صـ۴۸، ۴۹۔

اسلامیہ علّامہ شاہ احمد نورانی، اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے داماد و خلیفہ ڈاکٹر فضل الرحمن انصاری رحمۃ اللہ علیہما سب سے نمایاں ہیں۔

قائدِ ملّتِ اسلامیہ علّامہ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

قائدِ ملّتِ اسلامیہ علّامہ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دینی خدمات اور حیاتِ مبارکہ کو دیکھا جائے، تو بجا طَور پر کہا جا سکتا ہے کہ آپ سفیرِ اسلام رحمۃ اللہ علیہما کے حقیقی جانشین ہیں، آپ نے دنیا کے بیشتر ممالک کے تبلیغی دَورے فرمائے، امّتِ مسلمہ کو شُعور بخشا، انہیں درسِ رُوحانیت دیا، ان میں بیداری کی لہر پیدا کی، ہزاروں غیر مسلموں کو دینِ اسلام کی تعلیمات سے رُوشناس کیا، اور انہیں مسلمان کر کے اپنے حلقۂ اِرادت میں داخل کیا، قید و بند کی صُعوبتیں برداشت کیں، رخصت کے بجائے ہمیشہ عزیمت کو اپنایا، اور حق بات کہنے میں کبھی کسی مصلحت اور پس و پیش سے کام نہ لیا۔

ڈاکٹر فضل الرحمن انصاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

سفیرِ اسلام علّامہ شاہ عبد العلیم صدّیقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دوسرے جانشین کے طَور پر، ڈاکٹر فضل الرحمن انصاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سب سے نمایاں حیثیت کے حامل ہیں، ڈاکٹر انصاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اردو، عربی، فارسی، انگریزی اور جرمن جیسی متعدّد بینَ الاقوامی زبانوں پر عبور رکھتے تھے، آپ کو سفر و حضر میں سفیرِ اسلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ رہنے کا شرف ملا، آپ نے حضور مبلغِ اسلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مشن (Mission) کو بڑی عمدگی سے سنبھالا اور اسے مزید وُسعت بخشی، آپ نے پانچ ۵ برِّ اعظموں کے ۱۹ ممالک کا دَورہ کیا، متعدّد ادارے قائم کیے، اور دنیا بھر سے مختلف رسائل و جرائد کی اِشاعت کا اہتمام کیا، جبکہ اردو اور انگریزی میں کئی کتابیں بھی تحریر فرمائیں۔

وصالِ مبارک

میرے عزیز دوستو، بھائیو اور بزرگو! علم و فضل کے اس عظیم امام، مبلغِ اسلام، خلیفۂ امامِ اہلِ سنّت، علّامہ شاہ عبدالعلیم صدّیقی میرٹھی مدنی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا وصال شریف، ۲۳ ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ / ۲۲ اگست ۱۹۵۴ء کو، گنبدِ خضرا کے سائے میں "باب السّلام" پر ہوا، آپ کی نمازِ جنازہ خلیفۂ اعلیٰ حضرت، حضور قطبِ مدینہ مولانا ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے پڑھائی، حج کی غرض سے دنیا بھر سے آئے ہوئے علماء، اولیاء اور حجّاج کرام نے آپ کی نمازِ جنازہ میں شرکت کی سعادت حاصل کی، آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی تدفین جنّت البقیع (مدینہ منوّرہ) میں امّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدّیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے قدموں میں ہوئی[۱]۔ ع

علیمِ خستہ جاں تنگ آ گیا ہے دردِ ہجراں سے

الٰہی! کب وہ دن آئے کہ مہمانِ محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہو![۲]

دعا

اے اللہ! ہمیں علمائے اہلِ سنّت کی صحبت سے مشرّف و فیضیاب فرما، ان کا ادب و احترام کرنے کی توفیق عطا فرما، حضور سفیرِ اسلام رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے درجات بلند فرما، ان کی تعلیمات پر عمل کا جذبہ عطا فرما، ان کے مشن پر کاربند رہنے کی توفیق مرحمت فرما، اور دنیا بھر میں دینِ اسلام کا پرچار کرنے کا جذبہ پیدا فرما، آمین یاربّ العالمین!۔

(۱) دیکھیے: "سہ ماہی انوارِ رضا" حضرت سفیرِ اسلام نمبر، وصال، ص۲۱۹، مُلخّصاً۔

(۲) "مبلغِ اسلام" رحلت، ص۶۳۔

تجارت کا نبوی اُسلوب

(جمعۃ المبارک ۲۷ محرّم الحرام ۱۴۴۳ھ - ۲۶/۰۸/۲۰۲۲ء)

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلهِ وصحبهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ باللهِ مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسمِ الله الرّحمنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلهِ وصَحبهِ أجمعين.

تجارت کی اہمیت

برادرانِ اسلام! تجارت کا تعلق مُعاملات سے ہے، دینِ اسلام میں جس طرح عقائدو عبادات (مثلاً نماز، روزہ اور حج وغیرہ) کی اہمیت مُسلَّم اور اس کی ادائیگی لازم ہے، اسی طرح مُعاملاتِ زندگی بالخصوص تجارت اور باہمی لین دَین کی اہمیت سے بھی کسی طَور پر انکار نہیں کیا جا سکتا، قرآن وحدیث اور فقہی کتابوں میں تجارت کی اہمیت وفضیلت، اور لین دَین میں حلال وحرام اور جائز وناجائز کی صورتیں اور اَحکام تفصیلی طَور پر بیان کیے گئے ہیں، فرائض وواجبات کا اہتمام اور ادائیگی کے باوُجود کوئی بھی شخص اس وقت تک اللہ ربّ العالمین کی کامل رِضا وخوشنودی حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتا، جب تک اس کے اپنے مُعاملاتِ زندگی دُرست نہ ہوں، اور وہ باہم لین دَین یا خرید وفروخت وغیرہ میں حلال وحرام کا فرق کرنے کی عادت نہ اپنا لے۔

اللہ تعالیٰ کا فضل

عزیزانِ محترم! تجارت ایک بہترین ذریعۂ مُعاش اور انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سنّت ہے، مصطفی جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور کئی صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی اس مبارک اور بابرکت پیشہ سے منسلک رہے، اللہ ربّ العزّت نے قرآنِ کریم میں تجارت کے ذریعے رزقِ حلال کی تلاش کو اپنا فضل قرار دیا ہے، اور اسے تلاش کرنے کا حکم دیا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ﴾[۱] "تم پر کچھ گناہ نہیں کہ اپنے رب کا فضل تلاش کرو"۔

بہترین ذریعۂ مُعاش

حضراتِ گرامی قدر! حلال اور صحیح طور پر تجارت بہترین ذریعۂ مُعاش ہے، ایک روایت میں آیا کہ حضرت سیّدنا رافع بن خُدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: یارسولَ اللہ! کونسا کسب (ذریعۂ مُعاش) زیادہ پاکیزہ ہے؟ نبیٔ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «عَمَلُ الرَّجُلِ بِيَدِهِ، وَكُلُّ بَيْعٍ مَبْرُورٍ»[۲] "آدمی کی دستکاری، اور ہر سچی تجارت"۔

حکیم الامّت مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیثِ پاک کی شرح میں فرماتے ہیں کہ "دستکاری میں کھیتی باڑی، کتابت اور دوسری حلال صنعتیں داخل ہیں، اور سچی تجارت سے ہر حلال و صحیح تجارت مراد ہے"[۳]۔

---

(۱) پ۲، البقرة: ۱۹۸.

(۲) "مُسند الإمام أحمد" حديث رافع بن خُديج، ر: ۱۷۲۶۶، ٦/ ۱۱۲.

(۳) "مرآۃ المناجیح" تجارتوں کا باب، تیسری فصل، ۴/۲۶۰۔

انبیاء، صدّیقین اور شہداء کا ساتھی

عزیزانِ مَن! تجارت یا کاروبار کوئی سا بھی ہو، اُسے قرآن وحدیث اور اسلامی اُصولوں کے مُطابق انجام دینے والا شخص بروزِ قیامت انبیاء، صدّیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا، حضرت ابو سعید خُدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، مصطفی جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «التَّاجِرُ الصَّدُوقُ الأَمِينُ، مَعَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ»[1] "سچا اور امانتدار تاجر، (قیامت کے دن) انبیاء، صدّیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا!"۔

سب سے پاکیزہ کمائی

حضراتِ ذی وقار! سرکارِ دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب تجارت فرماتے، تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنا مال فروخت کرتے وقت، نہ اپنے مال کی بے جا تعریف فرماتے، نہ اس کے عیب چھپاتے، اور نہ ہی کسی قسم کا جھوٹ بولتے، مصطفی جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی امّت کے تاجروں کو بھی اسی بات کی تلقین فرمائی، اور ان عُیوب سے پاک کمائی کو سب سے پاکیزہ کمائی ارشاد فرمایا، حضرت سیّدنا مُعاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «إِنَّ أَطْيَبَ الْكَسْبِ كَسْبُ التُّجَّارِ الَّذِينَ إِذَا حَدَّثُوا لَمْ يَكْذِبُوا، وَإِذَا ائْتُمِنُوا لَمْ يَخُونُوا، وَإِذَا وَعَدُوا لَمْ يُخْلِفُوا، وَإِذَا اشْتَرَوْا لَمْ يَذُمُّوا، وَإِذَا بَاعُوا لَمْ يُطْرُوا، وَإِذَا كَانَ عَلَيْهِمْ لَمْ يَمْطُلُوا، وَإِذَا كَانَ لَهُمْ لَمْ يُعَسِّرُوا»[2] "یقیناً سب سے پاکیزہ کمائی اُن

(١) "سُنن الترمذي" أبواب البُيوع، ر: ١٢٠٩، صـ٢٩٥.
(٢) "شُعب الإيمان" ٣٤ باب في حفظ اللسان، ر: ٤٨٥٤، ٤/ ١٧٥٠.

تاجروں کی ہے جو بات کریں تو جھوٹ نہ بولیں، جب ان کے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خِیانت نہ کریں، جب وعدہ کریں تو اس کی خلاف ورزی نہ کریں، جب کوئی چیز خریدیں تو اس میں عیب نہ نکالیں، جب کچھ بیچیں تو اس کی بے جا تعریف نہ کریں، جب ان پر کسی کا کچھ آتا ہو تو اس کی ادائیگی میں سُستی نہ کریں، اور جب ان کا کسی پر آتا ہو تو اس کی وُصولی کے لیے سختی نہ برتیں!"۔

تجارت میں حرام کی آمیزش کا انجام

جانِ برادر! آج دنیا میں تو تاجر حضرات لوگوں سے جھوٹی قسمیں کھا کر، اپنے مال کے عیب چھپا کر، اور مال کی بے جا تعریفیں کر کے اپنا مال بیچ سکتے ہیں، اور اس پر بھاری منافع بھی کما سکتے ہیں، لیکن بروزِ قیامت صرف وہی تجارت نفع بخش ہوگی، جسے دنیا میں تقوی و پرہیز گاری، سچائی اور احسن طریقے سے انجام دیا گیا ہوگا، حضرت سیّدنا رفاعہ بن رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «إِنَّ التُّجَّارَ يُحْشَرُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فُجَّاراً، إِلَّا مَنِ اتَّقَى وَبَرَّ وَصَدَقَ»[1] "یقیناً تاجر لوگ قیامت کے دن فاجر لوگوں میں اٹھائے جائیں گے، مگر جو تقوی، سچائی اور اچھی طرح مُعاملہ کرے، وہ ان میں سے نہیں ہوگا!"۔

مالِ ناحق سے اجتناب... اسلامی تجارت کا سب سے اہم اُصول

میرے محترم بھائیو! تجارت کے نبوی اُسلوب میں، سب سے اہم ترین اُصول یہ ہے کہ کسی بھی کاروبار، مالی لین دَین یا تجارت وغیرہ میں، کسی کا مال ناحق طَور پر نہ کھایا

(١) "المعجم الكبير" باب الراء، ر: ٤٥٤٠، ٥/ ٤٤.

جائے، جس پر جس کا جتنا مال نکلتا ہے فوراً اس کی ادائیگی کرے، اور بلا وجہِ شرعی اس میں تاخیر نہ کرے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ﴾[1] "اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق مت کھاؤ، مگر یہ کہ کوئی سَودا تمہاری باہمی رِضامندی کا ہو"۔

اس آیتِ مبارکہ میں اسلامی تجارت اور دیگر مالی مُعاملات سے متعلق، واضح حکم دیا گیا ہے کہ کسی دوسرے کا مالِ ناحق نہ کھاؤ، چوری، غصب، جُوا، سُود، رشوت، خِیانت اور دھوکہ وفریب کے ذریعے، کسی دوسرے کا غصب کیا ہوا مال، سب مالِ ناحق کی مختلف صورتیں ہیں، ان کا لینا حرام وممنوع ہے!۔

بحیثیت مسلمان ہم پر لازم ہے کہ حلال وصحیح تجارت کے ذریعے صرف حلال کمائیں، حلال کھائیں، اور حرام ذرائعِ آمدن سے بچیں، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِي وَمَنْ يَحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِي فَقَدْ هَوَى﴾[2] "کھاؤ جو پاک چیزیں ہم نے تمہیں روزی دیں، اور اس میں زیادتی نہ کرو؛ کہ تم پر میرا غضب اُترے، اور جس پر میرا غضب اُترا یقیناً وہ ہلاک ہوا!"۔

تجارتی لین دَین میں سچائی اور راست گوئی کی تاکید

میرے عزیز دوستو! تجارتی لین دَین یا دیگر مُعاملاتِ زندگی میں ہمیشہ سچائی، صاف گوئی اور راست بازی سے کام لینا، خیر وبرکت کا ذریعہ ہے، اسلامی تعلیمات میں

---

(۱) پ۵، النساء: ۲۹.

(۲) پ۱٦، طه: ۸۱.

اس کی بڑی تاکید فرمائی گئی ہے، حضرت سیّدنا حکیم بن حِزام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، سرکارِ دوجہاں صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: «فَإِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا، بُورِكَ لَهُمَا فِي بَيْعِهِمَا، وَإِنْ كَتَمَا وَكَذَبَا، مُحِقَتْ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا»[1] "خرید وفروخت کرنے والے اگر سچائی سے کام لیں اور مُعاملے کو واضح کر دیں، تو اُن کے سَودے میں برکت دی جاتی ہے، اور اگر کوئی بات چُھپا لیں اور جھوٹ بولیں، تو اُن کے سَودے سے برکت اُٹھا لی جاتی ہے"۔ لہذا ازیادہ نفع (Profit) کے چکر میں جھوٹ ہرگز نہ بولیں؛ کہ حضور نبئ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ایسا کرنے سے منع فرمایا، اور ہمیشہ اس بات کی تلقین فرمائی کہ تجارت یا کسی بھی چیز کی خرید وفروخت کرتے وقت سچ بولیں؛ کہ یہ خیر وبرکت کا ذریعہ ہے۔

تجارت میں عیب چُھپانے کی مُمانعت

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! مالِ تجارت میں پائی جانے والی خامیاں یا عیب چُھپانا گناہ ہے، رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے تاجر حضرات کو اس سے منع فرمایا، اور اسے ایک مسلمان کی شان کے مُنافی قرار دیا، حضرت سیّدنا عقبہ بن عامر جُہنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، سرکارِ دوجہاں صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: «الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ، وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ إِنْ بَاعَ مِنْ أَخِيهِ بَيْعاً فِيهِ عَيْبٌ، أَنْ لَا يُبَيِّنَهُ لَهُ»[2] "مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، مسلمان کے لیے حلال نہیں ہے کہ اپنے بھائی کو عیب دار چیز فروخت کرے، جب تک اس عیب کو خریدار کے آگے بیان نہ کر دے"۔

---

(١) "صحيح البخاري" كتابُ البُيوع، ر: ٢١١٠، صـ٣٣٩.

(٢) "مُستدرَك الحاكم" كتابُ البُيوع، ر: ٢١٥٢، ٣/ ٨١٦.

ہمارے اَسلاف کِرام نے بھی تجارت کا پیشہ اپنایا، لیکن انہوں نے تجارت سے متعلق اسلامی اَحکام کو پیشِ نظر رکھا، اُن پر عمل کیا، اور ناجائز منافع خوری کی نیّت سے کبھی اپنے مالِ تجارت کی خامیوں اور عُیوب کو نہیں چُھپایا، حضرت سیّدنا امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالی علیہ بھی پیشے کے اعتبار سے ایک تاجر تھے، آپ کا معمول تھا کہ جب کسی کو مالِ تجارت دے کر بھیجتے، تو اُسے خاص طور پر تاکید فرماتے کہ فُلاں کپڑے میں کچھ عیب ہے، جب تم اسے فروخت کرو تو عیب بیان کر دینا۔ سیّدنا امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالی علیہ کے کاروباری شراکت دار، حضرت سیّدنا حفص بن عبد الرحمن رحمہ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ "ایک بار میں نے مالِ تجارت فروخت کیا، اور بیچتے وقت اس مال کا عیب بتانا بھول گیا، جب امامِ اعظم رحمہ اللہ تعالی علیہ کو اس بات کا علم ہوا، تو آپ نے ان کپڑوں کی تمام قیمت صدقہ کر دی"[1]۔

ناپ تول میں کمی کرنے والوں کو تنبیہ

حضراتِ ذی وقار! ناپ تول میں کمی کرنا، یا ڈنڈی مارنا، یا صاحبِ حق کو اس کے حق سے کم دینا، بروزِ قیامت ہلاکت، بربادی اور خسارے کا باعث ہے، ایسا کرنا اللہ جلّ جلالہ کے غضب کو اُبھارنے کے مترادِف ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ۖ وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ؕ اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ۙ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ ۙ يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾[2] "کم تولنے والوں کے لیے ہلاکت ہے، کہ وہ جب

---

(١) انظر: "تاريخ بغداد" ر: ٧٢٤٩- النعمان بن ثابت أبو حنيفة، ١٥/ ٤٨٧.

(٢) پ٣٠، المطفّفين: ١-٦.

اَوروں سے ماپ (کر) لیں تو پورا لیں، اور جب اُنہیں ماپ یا تول کر دیں تو کم کر دیں، کیا ان لوگوں کو گمان نہیں کہ انہیں اٹھنا ہے؟ ایک عظمت والے دن کے لیے! جس دن سب لوگ اللہ ربّ العالمین کے حضور کھڑے ہوں گے"۔

لہذا ناپ تول میں کمی ہرگز نہ کریں، ہمیشہ وزن سے کچھ زیادہ دیں، کہ ہمارے پیارے نبی ﷺ کا تجارت میں یہی اُسلوب رہا، اور اسی بات کی آپ ﷺ نے اپنی امّت کو بھی تلقین فرمائی، حضرت سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے، رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: «إِذَا وَزَنْتُمْ فَأَرْجِحُوا»[1] "جب تم وزن کرو تو کچھ زیادہ کر لو!"۔

ذخیرہ اندوزی کی حَوصلہ شکنی

میرے محترم بھائیو! عام حالات میں اسلامی تجارت یا کاروبار میں منافع کی کوئی حد مقرّر نہیں، لیکن جان بُوجھ کر کسی چیز (بالخصوص کھانے پینے کی اشیاء) کی مصنوعی قلّت پیدا کرنا، ذخیرہ اندوزی کر کے مارکیٹ (Market) میں اس کی مانگ بڑھانا، اور پھر اسے مہنگے داموں بیچنا، انتہائی مذموم اَمر ہے، اس کی جتنی مذمّت کی جائے کم ہے، نبیٔ پاک ﷺ نے ایسے تاجروں کی ہمیشہ حَوصلہ شکنی فرمائی ہے، حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، کہ میں نے نبیٔ کریم ﷺ کو فرماتے سنا: «مَنِ احْتَكَرَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ طَعَاماً، ضَرَبَهُ اللهُ بِالْجُذَامِ وَالْإِفْلَاسِ»[2]

(١) "سُنن ابن ماجه" باب الرجحان في الوزن، ر: ٢٢٢٢، صـ٣٧٣.

(٢) المرجع نفسه، باب الحكرة والجلب، ر: ٢١٥٥، صـ٣٦٢.

"جو شخص کھانے پینے کی چیزوں میں ذخیرہ اندوزی کر کے مسلمانوں پر مہنگائی کا بوجھ ڈالے، اللہ تعالی اسے تنگدستی اور کوڑھ کے مرض میں مبتلا کردے گا!"۔

حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے ایک اَور روایت میں ہے، حضور خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «وَالْمُحْتَكِرُ مَلْعُونٌ»[1] "ذخیرہ اندوزی کرنے والا ملعون (لعنتی) ہے "یعنی اللہ کی رحمت سے دُور ہے!۔

تجارتی لین دین میں نرمی اور خوش اَخلاقی سے پیش آنے کی تاکید

جانِ برادر! تجارت کے نبوی اُسلوب میں سے ایک اہم اَمر یہ بھی ہے، کہ تاجر اور گاہک باہم نرمی اور خوش اَخلاقی سے پیش آئیں، اور احسن انداز میں سَودا طے کریں، حضرت سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: «رَحِمَ اللهُ رَجُلاً سَمْحاً إِذَا بَاعَ، وَإِذَا اشْتَرَى، وَإِذَا اقْتَضَى»[2] "اللہ اس شخص پر رحم فرمائے جو بیچتے وقت، خریدتے وقت اور تقاضا کرتے وقت، نرمی اور فیاضی سے کام لیتا ہے!"۔

میرے بھائیو! اچھے اَخلاق اور میٹھی زبان سے کسی کا بھی اعتماد جیتا جاسکتا ہے، لہذا اگر کوئی دکاندار اپنے کسی خریدار سے اچھے طریقے سے پیش آئے، احسن انداز میں اس کے ساتھ مُعاملہ (Deal) کرے، مُناسب قیمت اور کم منافع پر اچھی چیز دے، اور اُس کے ساتھ دھوکہ دَہی نہ کرے، تو وہ صارِف (Customer) دوبارہ بھی اُس کے

---

(١) المرجع السابق، ر: ٢١٥٣.

(٢) "صحيح البخاري" كتاب البُيوع، ر: ٢٠٧٦، صـ٣٣٣.

پاس ضرور آئے گا، اسی طرح اگر کسی خریدار کی قوّتِ خرید کم ہو، اور وہ کچھ اُدھار کرنا چاہے، تو حسبِ گنجائش اس کے ساتھ تعاوُن کریں، اور اُدھار واپس کرنے میں اگر اُسے کچھ تاخیر ہو جائے، تب بھی نرمی اور خوش اَخلاقی کا دامن ہرگز ہاتھ سے نہ جانے دیں!۔

حرام اشیاء کی تجارت اور کاروبار سے مُمانعت

حضراتِ گرامی قدر! حرام اشیاء کی تجارت اور کاروبار کرنا بھی حرام وممنوع ہے، حدیث شریف میں اس کی سختی سے مُمانعت فرمائی گئی ہے، حضرت سیّدنا جابر بن عبد اللہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے روایت ہے، سرورِ دوجہاں صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: «إِنَّ اللهَ وَرَسُولَهُ حَرَّمَ بَيْعَ الخَمْرِ وَالمَيْتَةِ وَالخِنْزِيرِ وَالأَصْنَامِ»[1] "اللہ اور اس کے رسول نے شراب، مُردار، خنزیر اور بتوں کی خرید وفروخت کو حرام قرار دیا ہے"۔ لہٰذا جو لوگ شراب فروشی، جُوابازی، ڈانس کلب (Dance Club) اور زِناکاری کے اڈّے چلا رہے ہیں، یا گانے باجے، فحش فلمیں (Porn Movies) اور فحش لٹریچر (Pornography) بیچ رہے ہیں، ان پر لازم ہے کہ ایسے حرام ذرائعِ آمدَن اور کاروبار کو فوراً ختم کریں، اور اللہ تعالی کے حضور سچی توبہ کریں؛ کہ وہ بخشنے والا مہربان اور غفور ورحیم ہے!۔

حکومتی ذمہ داروں کے لیے چند تجاویز اور گزارشات

عزیزانِ محترم! مارکیٹوں کی نگرانی کرنا، تاجروں کو تحفظ فراہم کرنا، مالِ تجارت کا معیار (Quality) چیک کرنا، غیر معیاری اشیاء پر پابندی لگانا، قیمتوں کو کنٹرول (Control) کرنا، خرید وفروخت کرنے والوں کی شکایات سننا اور انہیں فوراً

---

(۱) المرجع نفسه، باب بيعة الميتة والأصنام، ر: ۲۲۳۶، صـ۳۵٦.

حل کرنا، حکومت کی اہم ذمہ داری ہے، رسول اکرم ﷺ بنفسِ نفیس مارکیٹ (Market) کادَورہ فرماتے، اور مالِ تجارت کے معیار کو پرکھتے تھے، جہاں کوئی خامی یاملاوَٹ نظر آتی، یادھوکہ دہی کا اندیشہ ہوتا، وہاں تاجروں کو اس سے آگاہ فرماتے، نیز کبھی سختی سے بھی تنبیہ فرماتے۔

حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ غلّے کے ایک ڈھیر کے پاس سے گزرے، اور اپنا دستِ مبارک اس ڈھیر میں ڈالا تو انگلیوں پر کچھ تری محسوس ہوئی، پھر غلّے والے سے پوچھا: «مَا هَذَا يَا صَاحِبَ الطَّعَامِ؟» "اے غلّے والے یہ کیا ہے؟!" دکاندار نے عرض کی: یا رسولَ اللہ! بارش کے باعث کچھ تری آگئی ہے، نبیِّ رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا: «أَفَلَا جَعَلْتَهُ فَوْقَ الطَّعَامِ كَيْ يَرَاهُ النَّاسُ؟! مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنِّي!»[1] "پھر تم نے بھیگے ہوئے غلّے کو اوپر کیوں نہیں کر دیا؛ تاکہ لوگ اسے دیکھ لیں؟! جو دھوکا دے اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں!"۔

لہذا کمشنر صاحبان (Commissioners) اور پرائس کنٹرول کمیٹیوں (Price Control Committees) کو چاہیے، کہ ہر شہر کی بڑی مارکیٹوں میں اپنا شکایات سیل (Complaints Cell) قائم کریں، تاکہ بڑھتی ہوئی مہنگائی اور ناقص اشیاءِ خورد ونوش کی خرید وفروخت پر قابو پایا جاسکے! بازار میں خریداری کے لیے آنے والوں کی شکایات سن کر انہیں فوری طَور پر حل کیا جا سکے، تاجر برادری سے رشوت اور بھتہ خوری کا سلسلہ عام ہے، عدم ادائیگی کی صورت میں انہیں جانی خطرہ

(١) "صحيح مسلم" كتابُ الإيمان، ر: ٢٨٤، صـ٥٧.

بھی لاحق رہتا ہے، انہیں بھی تحفظ فراہم کیا جانا چاہیے، تاکہ وہ مکمل آزادی اور سکون واطمینان سے اپنا کاروبار کر سکیں۔

تاجر یونین(Trade Union) میں علماء ومفتیانِ کرام کی مَوجودگی کو بھی یقینی بنایا جائے، اور ان کے لیے ہر یونین (Union) میں کم از کم ایک سیٹ لازم قرار دی جائے، تاکہ بازار میں تاجروں کے باہمی جھگڑوں اور اختلافات کو باہم خوش اُسلوبی سے نپٹانے میں مدد ملے۔

ہم سب اَخلاقی ذمّہ داری

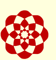
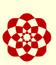
میرے عزیز دوستو، بھائیو اور بزرگو! ہمارے تاجروں اور کاروباری حضرات کو چاہیے کہ معیاری اشیاء فروخت کریں، مال میں ملاوَٹ اور جعلسازی ہرگز نہ کریں، ناپ تول میں کمی نہ کریں، ہمیشہ سچ بولیں، اپنا مال بیچنے کے لیے جھوٹی قسمیں نہ کھائیں، خریداروں کے ساتھ خوش اَخلاقی سے پیش آئیں، حکومت کی طرف سے مقرّرہ نرخ کے مُطابق خرید وفروخت کریں، ذخیرہ اندوزی اور مصنوعی قلّت پیدا کرکے لوگوں کو پریشان نہ کریں، تجارت کے نبوی اُسلوب اپنائیں، اسلامی اُصول کے مطابق تجارت کریں، اور تجارت کے فقہی مسائل واَحکام سے آگاہی حاصل کریں۔

اسی طرح عوام الناس کو بھی چاہیے کہ دکانداروں اور تاجروں کی مجبوریوں کو بھی سمجھیں، ان سے غیر ضروری بحث نہ کریں۔ ہو سکے تو غریب دکانداروں اور ریڑھی ٹھیلے والوں سے خریداری کرکے ان کی مدد کریں، اور ان سے زیادہ بحث نہ کریں!۔

لتحقيق الكتب والطباعة والنشر

دعا

اے اللہ ! ہمیں اسلامی طریقے کے مُطابق تجارت اور کاروبار کی توفیق عطا فرما، رزقِ حلال کمانے اور حرام سے بچنے کی توفیق مَرحمت فرما، حرام اور ناجائز اشیاء کی تجارت سے بچا، ناپ تول میں زیادہ دینے کا حَوصلہ اور جذبہ عطا فرما، جھوٹی قسمیں کھانے سے بچا، اور امانت ودِیانتداری کے تقاضوں کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرما، آمین یاربّ العالمین !۔

حضور ﷺ سے وابستگی اور اس کے تقاضے

(جمعۃ المبارک ۰۵ صفر المظفّر ۱۴۴۴ھ - مطابق: ۰۲/۰۹/۲۰۲۲ء)

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلهِ وصحبهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ باللهِ مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسم الله الرّحمنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافِعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلهِ وصَحبهِ أجمعين.

سرکارِ دو جہاں ﷺ کی شان وعظمت

برادرانِ اسلام! مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ کا مقام ومرتبہ اور شان وعظمت بہت ہی بلند وبالا ہے، سرکارِ دوعالم ﷺ محبوبِ خدا، سرورِ دو جہاں اور سردارِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں، سرورِ کونین ﷺ سے محبت وعقیدت اور دل وجان سے وابستگی مدارِ ایمان ہے، بحیثیت مسلمان ہمارا عقیدہ ہے کہ "تاجدارِ رسالت ﷺ ہماری جان، مال اور اولاد سمیت ہر چیز کے مالک ہیں"، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ﴾[1] "یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جانوں سے زیادہ مالک ہے"۔

صدر الاَفاضل سیّد محمد نعیم الدین مُرادآبادی رحمۃ اللہ تعالی علیہ اس آیتِ مبارکہ کے تحت

(۱) پ۲۱، الأحزاب: ٦.

فرماتے ہیں کہ "دنیا ودین کے تمام اُمور میں (نبی ﷺ مؤمنوں کے مالک و مختار ہیں)، اور نبی ﷺ کا حکم ان پر نافذ، اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی اِطاعت واجب، اور نبی ﷺ کے حکم کے مقابل نفس کی خواہش واجبُ الترک ہے، یا آیتِ مبارکہ کے یہ معنی ہیں کہ نبی ﷺ مؤمنین پر اُن کی جانوں سے زیادہ رافت ورحمت، اور لُطف وکرم فرماتے ہیں"[1]۔

سب سے زیادہ ادب واحترام کے حقدار

عزیزانِ محترم! رسول اللہ ﷺ سے قلبی لگاؤ، جذباتی وابستگی، حد درجہ ادب واحترام، اور تَعظیم وتوقیر، تقاضائے ایمان اور بعدِ ایمان ہر فرض سے مقدَّم ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا ۙ۝ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ﴾[2] "یقیناً ہم نے تمہیں بھیجا حاضر وناظر گواہ اور خوشی اور ڈر سناتا؛ تاکہ (اے لوگو!) تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم وتوقیر کرو!"۔

تعظیمِ رسول... فلاح وکامرانی کی ضمانت ہے

رسول اللہ ﷺ کی محبت وتعظیم، نصرت وپیروی، اور ان سے دلی وابستگی فلاح وکامرانی کی ضمانت ہے، اللہ رب العالمین ارشاد فرماتا ہے: ﴿فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَ عَزَّرُوْهُ وَ نَصَرُوْهُ وَ اتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْۤ اُنْزِلَ مَعَهٗۤ ۙ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾[3] "وہ جو

---

(۱) "تفسیر خزائن العرفان" پ۲۱، الاَحزاب، زیرِ آیت:۶، ص۷۷۲، ۷۷۳۔
(۲) پ۲٦، الفتح: ۸، ۹.
(۳) پ۹، الأعراف: ۱۵۷.

اِس (رسول ﷺ) پر ایمان لائیں، اس کی تعظیم کریں، اس کی مدد کریں، اور اُس نور کی پیروی کریں جو اِس کے ساتھ اُترا، وہی کامیاب ہیں!"۔

اللہ تعالی کے چُنیدہ بندے

بارگاہِ مصطفی ﷺ کا ادب واحترم کرنے، دل وجان سے محبت واُلفت اور وابستگی رکھنے والے، اور عظمتِ رسول کا لحاظ وپاس رکھنے والے، اللہ تعالیٰ کے چُنیدہ بندوں میں سے ہیں، اُن کے لیے بخشش اور بڑے اَجر وثواب کا وعدہ ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِیْمٌ﴾[1] "یقیناً وہ جو رسول اللہ کے پاس اپنی آوازیں (براہِ ادب وتعظیم) پست کرتے ہیں، وہ ہیں جن کے دل اللہ نے پرہیز گاری کے لیے پرکھ لیے ہیں، ان کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے!"۔

حضور اکرم ﷺ کا اِجلال واِکرام

حضراتِ گرامی قدر! سرکارِ دوعالم ﷺ کا مقام ومرتبہ کس قدر بلند وبالا ہے، اس کا اندازہ اس بات سے خوب لگایا جاسکتا ہے، کہ خالقِ کائنات عزّوجلّ نے قرآنِ کریم میں سرورِ کونین ﷺ کے ساتھ گفتگو کرنے کے آداب تک بیان فرمائے، ارشاد فرماتا ہے: ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ

---

(۱) پ۲٦، الحجرات: ۳.

لَا تَشْعُرُوْنَ﴾[۱] "اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو، یقیناً اللہ سنتا جانتا ہے۔ اے ایمان والو! اپنی آوازیں اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اونچی نہ کرو! اور ان کے حضور بات چلّا کر نہ کہو جیسے، آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ چِلّاتے ہو؛ کہ کہیں تمہارے اعمال اَکارت (ضائع) ہو جائیں، اور تمہیں خبر بھی نہ ہو!"۔

صدر الاَفاضل علّامہ سیّد محمد نعیم الدین مُراد آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان آیاتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں کہ "تمہیں لازم ہے کہ اصلاً تم سے تقدیم (یعنی آگے بڑھنے پہل کرنے کا اَمر) واقع نہ ہو، نہ قول میں، نہ فعل میں؛ کہ تقدیم کرنا رسول اللہ ﷺ کے ادب واحترام کے خلاف ہے، بارگاہِ رسالت میں نیاز مندی وآداب لازم ہیں"[۲]۔

صدر الاَفاضل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سورۂ حجرات کی دوسری آیتِ مبارکہ کے تحت مزید فرماتے ہیں کہ "اس آیتِ مبارکہ میں حضور ﷺ کا اِجلال واِکرام اور ادب واحترام تعلیم فرمایا گیا ہے، اور حکم دیا گیا کہ ندا کرنے میں ادب کا پورا لحاظ رکھیں، جیسے آپس میں ایک دوسرے کو نام لے کر پکارتے ہیں اس طرح نہ پکاریں! بلکہ کلماتِ ادب وتعظیم وتوصیف وتکریم واَلقابِ عظمت کے ساتھ عرض کرو جو عرض کرنا ہو؛ کہ ترکِ اَدب سے نیکیوں کے برباد ہونے کا اندیشہ ہے!"[۳]۔

---

(۱) پ۲٦، الحجرات: ۱، ۲.

(۲) "تفسیر خزائن العرفان" پ۲٦، حُجرات، زیرِ آیت: ۱، صـ۹۴۔

(۳) ایضاً، زیرِ آیت: ۲۔

عظمتِ رسول کے منکِر سے متعلق قرآنِ کریم کا فیصلہ

حضراتِ ذی وقار! جو شخص اللہ تعالی کی وَحدانیت، حشر ونشر، جنّت ودوزخ، اور فرشتوں پر ایمان رکھے، لیکن حضور نبیٔ کریم ﷺ کی رسالت وعظمت کا منکِر ہو، وہ کافر ومشرِک ہے، ابلیس (شیطان) توحیدِ خداوندی پر ایمان رکھنے کے باوُجود صرف اس لیے راندۂ درگاہ ٹھہرا، کہ اس نے عظمتِ نبی کو تسلیم کرنے سے انکار کیا۔ اللہ جَلّ جَلالُہٗ قرآنِ پاک میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓىٕكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْۤا اِلَّاۤ اِبْلِیْسَؕ اَبٰى وَ اسْتَكْبَرَ ﱪ وَ كَانَ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ﴾[1] "اور (یاد کرو) جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو! تو سوائے ابلیس کے سب نے سجدہ کیا، منکِر ہوا اور غرور کیا، اور کافر ہو گیا"۔

ایک اَور مقام پر ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿فَلَا وَ رَبِّكَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى یُحَكِّمُوْكَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَ یُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا﴾[2] "(اے حبیب!) تمہارے رب کی قسم! وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک آپس کے جھگڑے میں تمہیں اپنا حاکم نہ بنائیں، پھر تم جو کچھ حکم فرما دو اپنے دلوں میں اس سے (قبول کرنے میں) رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں"۔ یعنی حضور نبیٔ کریم ﷺ کا مقام ومرتبہ اور شان وعظمت اس قدر بلند ہے، کہ سروَرِ عالم ﷺ کسی مُعاملے میں جو بھی فیصلہ فرما دیں وہی حرفِ آخر ہے، پھر اس میں مزید بحث وتمحیص کی گنجائش باقی نہیں رہتی!۔

(۱) پ۱، البقرة: ٣٤.

(۲) پ٥، النساء: ٦٥.

عہدِ رسالت میں اکثر مُنافق یہودی مذہب سے تعلق رکھتے تھے، وہ اللہ عزّوجلّ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے تھے، لیکن رسولِ اکرم ﷺ کی شان وعظمت اور مقام ومرتبہ کے منکِر تھے، اللہ جلّ جلالہ نے ان کے بارے میں واضح طَور پر ارشاد فرمایا: ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ﴾[1] "کچھ لوگ (منافق) کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور پچھلے (آخرت کے) دن پر ایمان لائے، اور وہ ایمان والے نہیں"۔ یعنی کوئی بھی شخص اس وقت تک کامل مؤمن نہیں ہو سکتا، جب تک وہ سرورِ کونین ﷺ پر دل وجان سے ایمان نہ لے آئے، اور اپنے قول وفعل اور علم وعمل سے سرورِ دوعالم ﷺ کی شان وعظمت کا اعتراف نہ کرلے۔

حضور اکرم ﷺ سے صحابۂ کرام کی قلبی وابستگی کا عالَم

عزیزانِ مَن! صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم شمعِ رسالت کے پروانے ہیں، اللہ عزّوجلّ کی عطا وفضل سے انہیں مقامِ مصطفی اور عظمتِ رسول کی معرفت وادراک خوب حاصل ہے، یہی وجہ ہے کہ نبئ کریم ﷺ کی تعظیم وتکریم اور اِکرام واحترام کا خوب لحاظ وپاس رکھتے ہیں، حضور ﷺ سے ان کی محبت ووابستگی کا اندازہ اس بات سے خوب لگایا جاسکتا ہے، کہ رحمتِ عالمیان ﷺ جب کبھی اپنے بال مبارک بنواتے، تو شمعِ رسالت کے یہ پروانے، دیوانہ وار مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ کے اِرد گرد منڈلاتے، اور سرورِ کونین ﷺ کا کوئی بال مبارک زمین پر نہ گرنے دیتے، حضرت سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: «رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ

---

(۱) پ۱، البقرۃ: ۸.

وَالْحَلَّاقُ يَحْلِقُهُ، وَأَطَافَ بِهِ أَصْحَابُهُ، فَمَا يُرِيدُونَ أَنْ تَقَعَ شَعْرَةٌ إِلَّا فِي يَدِ رَجُلٍ»[۱] "میں نے دیکھا کہ بال بنانے والا، رسول اللہ ﷺ کا حلق شریف بنا (سرِاقدس کے بال مبارک مونڈ) رہا تھا، اور رسول اللہ ﷺ کے اصحاب ان کے گرد گھوم رہے تھے، وہ چاہتے تھے کہ ان کا کوئی موئے مبارک زمین پر تشریف لانے کے بجائے، کسی کے ہاتھ کو شرف بخشے"۔

امّتِ مسلمہ کا سرمایۂ حیات اور اُخروی نجات کا ذریعہ

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے لیے سرکارِ دو عالَم ﷺ سے محبت اور خلوصِ دل سے وابستگی ہی، ان حضرات کے لیے سرمایۂ حیات اور اُخروی فلاح وکامرانی کا ذریعہ تھا، حضرت سیّدنا انَس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے بارگاہِ رسالت میں آکر عرض کی: یا رسولَ اللہ! قیامت کب آئے گی؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «وَمَا أَعْدَدْتَ لِلسَّاعَةِ؟» "تم نے قیامت کے لیے کیا تیاری کی ہے؟" کہنے لگا: صرف یہ کہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں! حضور ﷺ نے فرمایا: «فَإِنَّكَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ!» "تو پھر یقیناً تم جس سے محبت کرتے ہو اُسی کے ساتھ ہوگے!"، حضرت سیّدنا انَس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اسلام لانے کے بعد، ہمیں نبئ کریم ﷺ کے اس فرمان کے سبب، اتنی خوشی ہوئی جو کسی اَور چیز سے نہیں ہوئی تھی[۲]۔

---

(۱) "صحيح مسلم" كتاب الفضائل، ر: ٦٠٤٣، صـ١٠٢٥، ١٠٢٦.

(۲) المرجع نفسه، كتاب البرّ والصلة والأدب، ر: ٦٧١٣، صـ١١٤٩.

حضور اکرم ﷺ سے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی محبت ووابستگی

میرے محترم بھائیو! صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی گفت وشنید اور افعالِ مبارکہ سے رسول اللہ ﷺ کے لیے ان کی محبت، تکریم اور جذباتی وابستگی کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں، وہ چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے اور باہم گفتگو کرتے وقت، رسولِ اکرم ﷺ کے ادب واحترام کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھتے تھے، اور اپنی زبان سے کوئی ایسا کلمہ ادا نہ کرتے جس میں سرورِ دوجہاں ﷺ کی شان وعظمت میں تنقیص یا بے ادبی کا کوئی ادنیٰ پہلو یا شائبہ تک کا اندیشہ ہو، حضرت سیّدنا عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں عرض کی گئی، کہ حضور نبیٔ کریم ﷺ اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں سے کون بڑا ہے؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (عظمت ومقامِ مصطفی کی کمال پاسداری ولحاظ رکھتے ہوئے) ارشاد فرمایا: «هُوَ أَكْبَرُ مِنِّي، وَأَنَا وُلِدْتُ قَبْلَهُ»[1] "بڑے وہی (یعنی رسول اللہ ﷺ) ہیں، اور میں ان سے پہلے پیدا ہوا تھا"۔

انبیاء اور صدّیقین کا ساتھ پانے والے خوش نصیب لوگ

برادرانِ اسلام! حضور نبیٔ کریم ﷺ سے دل وجان سے محبت واِطاعت کرنے والے، اَحکامِ شریعت پر عمل کرنے والے، اور بحیثیت اُمتی رسولِ اکرم ﷺ سے قلبی لگاؤ اور جذباتی وابستگی رکھنے والے خوش بخت لوگ، بروزِ قیامت انبیاء وصدّیقین کے ساتھ ہوں گے، حضرت سیّدہ عائشہ صدّیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک آدمی سیّد الکونین فخرِ عالَم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی:

---

(١) "مُستدرَك الحاكم" كتاب معرفة الصحابة رضي الله تعالى عنهم، ر: ٥٣٩٨، ٣/ ٣٦٢.

یارسولَ اللہ! خدا کی قسم آپ مجھے اپنی جان اور اپنے اہل وعیال سے بھی زیادہ محبوب ہیں! گھر میں ہوتے ہوئے جب آپ کی یاد آتی ہے تو میں آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوکر آپ کی زیارت سے مشرّف ہوتا ہوں، اور جب اپنی موت اور آپ کی جُدائی کو یاد کرتا ہوں کہ آپ جنّت میں نبیوں کے ساتھ اعلیٰ مقام میں ہوں گے، اگر میں جنّت میں داخل ہوا تَب بھی مجھے یہ خوف ہے کہ آپ کی زیارت سے محروم رہوں، والئ کونین ﷺ نے انہیں کوئی جواب نہیں دیا، یہاں تک کہ حضرت سیّدنا جبرائیل علیہ الصلاۃ والسلام یہ آیتِ مبارکہ لے کر حاضر ہوئے: ﴿وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ﴾[1] "جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے، تو اُسے جن پر اللہ نے فضل کیا انبیاء اور صدیقین کا ساتھ ملے گا"[2]۔

حضور اکرم ﷺ سے وابستگی کے چند تقاضے

حضراتِ گرامی قدر! آج ہر مسلمان مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ سے محبت کا دعویدار ہے، مگر یاد رہے کہ ہر وہ دعویٰ جو دلیل کے بغیر ہو، کوئی اہمیت نہیں رکھتا، لہٰذا رحمتِ عالمیان ﷺ سے محبت واُلفت کے دعویدار ہر مسلمان پر لازم ہے، کہ بطورِ دلیل حضور نبئ کریم ﷺ سے سچی وابستگی کے تقاضوں کو پورا کرے، اور اپنے قول وفعل میں پاکیزگی اور اَحوال میں دُرستی لائے۔ مصطفی جانِ رحمت ﷺ سے محبت واُلفت اور سچی وابستگی کے متعدّد تقاضے ہیں، جن میں سے چند حسبِ ذیل ہیں:

---

(١) پ٥، النساء: ٦٩.

(٢) "المعجم الأوسط" باب الألف، من اسمه أحمد، ر: ٤٧٧، ١/ ١٤٩.

(۱) اِطاعت وفرمانبرداری

عزیزانِ محترم! حضور نبیٔ کریم ﷺ سے محبت کے اوّلین تقاضوں میں، نبیٔ کریم ﷺ کی اِطاعت وفرمانبرداری سب سے ممتاز اور نمایاں اہمیت کی حامل ہے، اللہ جَلَّ جَلالُہ نے اپنی محبت کا دَم بھرنے والوں کو، تاجدارِ رسالت ﷺ کی اِطاعت وفرمانبرداری کا حکم دیا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾[۱] "(اے حبیب!) آپ فرما دیجیے کہ (لوگو!) اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہوجاؤ، اللہ تمہیں اپنا دوست بنالے گا، اور تمہارے گناہ بخش دے گا، اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے"۔

ایک اَور مقام پر ارشاد فرمایا: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾[۲] "یقیناً تمہارے لیے رسولُ اللہ کی پیروی بہتر ہے"۔ مفسّرینِ کرام فرماتے ہیں کہ "اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی زندگی سارے انسانوں کے لیے نمونۂ حیات ہے، جس سے زندگی کا کوئی شعبہ باہر نہیں، ربّ تعالی نے حضور ﷺ کی زندگی کو اپنی قُدرت کا نمونہ بنایا، کامیاب زندگی وہی ہے جو اِن کے نقشِ قدم پر ہو، اگر ہمارا جینا مرنا سونا جاگنا حضور ﷺ کے نقشِ قدم پر ہو جائے، تو یہ سارے کام عبادت بن جاتے ہیں"[۳]۔

---

(۱) پ۳، آل عمران: ۳۱.

(۲) پ۲۱، الأحزاب: ۲۱.

(۳) "تفسیر نور العرفان" پ۲۱، الاَحزاب، زیرِ آیت: ۲۱، ص۶۷۱، ملتقطاً۔

خاتم النبیین ﷺ کی اِطاعت وفرمانبرداری اور سچی وابستگی کا تقاضا ہے، کہ نبئ کریم ﷺ نے ہمیں جن اقوال وافعال کے کرنے کا حکم دیا ہے وہ کریں، اور جن کاموں سے منع کیا ہے اُن سے رُک جائیں، اللہ ربُّ العالمین کا فرمان ہے: ﴿وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۗ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾[1] "جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو، اور جس سے منع فرمائیں اس سے باز رہو!"۔

حضور نبئ کریم ﷺ کی اِطاعت وفرمانبرداری کے بغیر، اللہ تعالیٰ سے محبت کا دعویٰ جھوٹ اور تقاضائے محبت سے دُور ہے، حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، سرکارِ دو جہاں ﷺ نے فرمایا: «مَنْ أَطَاعَنِيْ فَقَدْ أَطَاعَ اللهَ، وَمَنْ عَصَانِيْ فَقَدْ عَصَى اللهَ»[2] "جس نے میری اِطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اِطاعت کی، اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی"۔

سچے مؤمن کی دلیل

سرکارِ دو عالم ﷺ سے وابستگی کا دَم بھرنے والے ہر مسلمان پر لازم ہے، کہ اللہ ورسول کی اِطاعت وفرمانبرداری کرے، مصطفی جانِ رحمت ﷺ کی لائی ہوئی شریعتِ مطہّرہ کا آئینہ دار بنے، اور نبئ پاک ﷺ کو ہر چیز سے زیادہ محبوب رکھے، کہ یہ کمالِ ایمان اور سچے مؤمن کی دلیل ہے، رَحمتِ کونین ﷺ نے ارشاد فرمایا: «لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُوْنَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ

---

(١) پ٢٨، الحشر: ٧.

(٢) "صحيح البخاري" كتاب الأحكام، ر: ٧١٣٧، صـ١٢٢٩.

وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ»[1] "تم میں کوئی اس وقت تک کامل مؤمن نہیں ہو سکتا، جب تک میں اسے اس کے والدین، اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں!"۔

(۲) صحابہ واہلِ بیتِ کرام کی محبت

عزیزانِ مَن! رحمتِ عالمیان ﷺ سے تعلق ونسبت اور وابستگی کا ایک تقاضا یہ بھی ہے، کہ سرورِ کونین ﷺ کے تمام صحابۂ کرام اور اہلِ بیتِ اَطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی محبت رکھی جائے، اور ان میں کسی سے بھی بُغض وعداوت ہرگز نہ کی جائے؛ کہ یہ سب حضرات وپاکیزہ نُفوس شفیعِ اُمت ﷺ ہی کے شجرِ فضیلت کی شاخیں ہیں، حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «أَكْرِمُوا أَصْحَابِي؛ فَإِنَّهُمْ خِيَارُكُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ!»[2] "میرے اصحاب کی عزّت کرو؛ کیونکہ وہ تم میں بہترین لوگ ہیں، پھر وہ جو اُن کے بعد ہیں!" یعنی تابعینِ عِظام۔

(۳) دُرود وسلام کی کثرت

حضراتِ ذی وقار! مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ پر دُرود وسلام کی کثرت کرنا بھی، حضور ﷺ سے محبت واُلفت کا ایک اہم تقاضا ہے، دُرود وسلام افضل، اعلیٰ اور عمدہ ترین عبادت ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۭ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾[3] "یقیناً اللہ

---

(۱) المرجع نفسه، كتابُ الإيمان، ر: ۱۵، صـ٦.

(۲) "السُّنن الكبرى" للنَّسائي، كتاب عشرة النساء، ر: ۹۱۸۲، ۸/ ۲۸۷.

(۳) پ۲۲، الأحزاب: ٥٦.

اور اس کے فرشتے دُرود بھیجتے ہیں اِس (غیب بتانے والے) نبی پر، اے ایمان والو! تم بھی ان پر دُرود اور خوب سلام بھیجو!"۔

میرے محترم بھائیو! بندۂ مؤمن دنیا کے کسی بھی کونے میں ہو، جب حضور نبئ کریم ﷺ پر دُرود شریف پڑھتا ہے، تو اُس کا دُرودِ پاک خود آقائے دو جہاں ﷺ تک پہنچتا ہے، حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، نبئ رحمت ﷺ نے فرمایا: «صَلُّوْا عَلَيَّ؛ فَإِنَّ صَلاتَكُمْ تَبْلُغُنِيْ حَيْثُ كُنْتُمْ»[1] "مجھ پر دُرود بھیجا کرو؛ کہ چاہے تم کہیں بھی ہو وہ مجھ تک پہنچ جاتا ہے!"۔ لہٰذا ہم سب کو دُرود و سلام کی کثرت کرنی چاہیے؛ کہ یہ محبتِ رسول ﷺ کے سچے دعویداروں کی ایک پختہ دلیل ہے۔

(۴) رسولِ اکرم ﷺ سے متعلق دُرست عقائد و نظریات

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! بحیثیت اُمتی آقائے دو جہاں ﷺ سے محبت واُلفت کے تقاضوں میں سے ایک یہ ہے، کہ بدمذہبوں اور گمراہوں کی صحبت سے بچا جائے، سرکارِ دو عالَم ﷺ کی حیات وصفات اور نبوّت سے متعلق اپنے عقائد ونظریات کو دُرست رکھے، اور اس سلسلے میں علمائے دین سے رہنمائی حاصل کرتا رہے۔ رسولِ اکرم ﷺ اور حضراتِ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام سے متعلق ایک حقیقی مسلمان اور صاحبِ ایمان شخص کے کیا عقائد ونظریات ہونے چاہئیں؟ انہیں حضور صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے اپنی شہرۂ آفاق تصنیف، اور اردو زبان کے فقہی انسائیکلو پیڈیا (Encyclopedia) "بہارِ شریعت" حصّہ اوّل میں "عقائد

---

(۱) "سنن أبي داود" كتابُ النّكاح، باب زيارة القبور، ر: ۲۰٤۲، صـ۲۹٦.

متعلّقۂ نبوّت" کے تحت بڑی وضاحت اور تفصیل سے بیان فرمایا ہے، ان میں سے چند اہم اور خاص خاص باتیں حسبِ ذیل ہیں:

(۱) انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سب بشر اور مرد تھے، نہ کوئی جن نبی ہوا، نہ کوئی عورت۔

(۲) اللہ عَزَّوَجَلَّ پر نبی کا بھیجنا واجب نہیں، اُس نے (محض) اپنے فضل و کرم سے لوگوں کی ہدایت کے لیے انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام بھیجے۔

(۳) نبی ہونے کے لیے اُس پر وحی ہونا ضروری ہے، چاہے فرشتہ کی معرفت ہو یا بلاواسطہ۔

(۴) وحیٔ نبوّت انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے لیے خاص ہے، جو اسے کسی غیرِ نبی کے لیے مانے کافر ہے۔ نبی کو خواب میں جو چیز بتائی جائے وہ بھی وحی ہے، اُس کے جھوٹے ہونے کا احتمال نہیں۔

(۵) نبوّت کسبی نہیں کہ آدمی عبادت و رِیاضت کے ذریعہ سے حاصل کر سکے، بلکہ محض عطائے الٰہی ہے کہ جسے چاہتا ہے اپنے فضل سے دیتا ہے، ہاں دیتا اُسی کو ہے جسے اس منصبِ عظیم کے قابل بناتا ہے۔ اور جو اِسے کسبی مانے کہ آدمی اپنے کسب و رِیاضت سے منصبِ نبوّت تک پہنچ سکتا ہے، کافر ہے۔

(۶) جو شخص نبی سے نبوّت کا زَوال جائز جانے کافر ہے۔

(۷) نبی کا معصوم ہونا ضروری ہے، اور یہ عصمت نبی اور مَلَک (فرشتہ) کا خاصہ ہے، کہ نبی اور فرشتہ کے سوا کوئی معصوم نہیں۔ اماموں کو انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی طرح معصوم سمجھنا گمراہی و بددینی ہے۔

(۸) اللہ تعالٰی نے انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر بندوں کے لیے جتنے اَحکام نازل فرمائے،

اُنہوں نے وہ سب پہنچا دیے، جو یہ کہے کہ کسی حکم کو کسی نبی نے چُھپا رکھا، تقیہ یعنی خوف کی وجہ سے یا اَور کسی وجہ سے نہ پہنچایا، کافر ہے۔

(۹) اللہ عَزَّوَجَلَّ نے انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کو اپنے غُیوب پر اطلاع دی، زمین وآسمان کا ہر ذرّہ (اللہ ربّ العالمین کے فضل اور عطا سے) ہر نبی کے پیشِ نظر ہے۔ جو لوگ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام بلکہ سیّد الانبیاء ﷺ سے مطلق علمِ غیب کی نفی کرتے ہیں، وہ قرآنِ عظیم کی اس آیتِ مبارکہ کے مِصداق ہیں: ﴿اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَ تَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ﴾[1] "قرآنِ عظیم کی بعض باتیں مانتے ہیں اور بعض کے ساتھ کُفر کرتے ہیں" کہ آیتِ نفی دیکھتے ہیں، اور اُن آیتوں سے انکار کرتے ہیں جن میں انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کو علومِ غیب عطا کیا جانا بیان کیا گیا ہے، حالانکہ نفی واِثبات دونوں حق ہیں؛ کہ نفی علمِ ذاتی کی ہے کہ یہ خاصۂ اُلوہیت ہے، اِثبات عطائی کا ہے کہ یہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام ہی کی شایانِ شان ہے، اور مُنافیٔ اُلوہیت ہے۔ اور یہ کہنا کہ "ہر ذرّہ کا علم نبی کے لیے مانا جائے تو خالق ومخلوق کی مُساوات لازم آئے گی" باطلِ محض ہے؛ کہ مُساوات تو جب لازم آئے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لیے بھی اتنا ہی علم ثابت کیا جائے، اور یہ نہ کہے گا مگر کافر۔

(۱۰) انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام غیب کی خبر دینے کے لیے ہی آتے ہیں، کہ جنّت ونار وحشر ونشر وعذاب وثواب غیب نہیں تو اَور کیا ہیں؟! اُن کا منصب ہی یہ ہے کہ وہ باتیں ارشاد فرمائیں جن تک عقل وحواس کی رَسائی نہیں، اور اسی کا نام غیب ہے۔

(۱۱) انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام، تمام مخلوق یہاں تک کہ رُسُلِ ملائکہ سے افضل

---

(۱) پ۱، البقرة: ۸۵.

ہیں۔ ولی کتنا ہی بڑے مرتبہ والا ہو، کسی نبی کے برابر نہیں ہو سکتا۔

(۱۲) جو کسی غیرِ نبی کو کسی نبی سے افضل یا برابر بتائے، کافر ہے۔

(۱۳) نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم فرضِ عین بلکہ اصلِ تمام فرائض ہے۔ کسی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ادنیٰ توہین یا تکذیب (یعنی جھٹلانا) کفر ہے۔

(۱۴) نبیوں کے مختلف درجے ہیں، بعض کو بعض پر فضیلت ہے، اور سب میں افضل ہمارے آقا و مولیٰ سیّد المرسلین ﷺ ہیں، اور حضور ﷺ کے بعد سب سے بڑا مرتبہ حضرت سیّدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے۔

(۱۵) انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی اپنی قبروں میں اُسی طرح بحیاتِ حقیقی زندہ ہیں، جیسے دنیا میں تھے، کھاتے پیتے ہیں، جہاں چاہیں آتے جاتے ہیں، تصدیقِ وعدۂ الٰہیہ کے لیے ایک آن کو اُن پر موت طاری ہوئی، پھر بدستور زندہ ہوگئے، اُن کی حیات، حیاتِ شہداء سے بہت ارفع و اعلیٰ ہے۔

(۱۶) حضور ﷺ خاتم النبیین ہیں، یعنی اللہ عزوجل نے سلسلۂ نبوّت حضور ﷺ پر ختم کر دیا، کہ حضور ﷺ کے زمانہ میں یا بعد، کوئی نیا نبی نہیں ہو سکتا، جو حضور ﷺ کے زمانہ میں یا حضور ﷺ کے بعد کسی کو نبوّت ملنا مانے یا جائز جانے، کافر ہے۔

(۱۷) حضور ﷺ کی اِطاعت عین اطاعتِ الٰہی ہے، طاعتِ الٰہی (عزوجل) بے طاعتِ حضور (ﷺ) ناممکن ہے[۱]۔

---

(۱) "بہارِ شریعت" عقائد متعلّقۂ نبوّت، حصّہ اوّل، ۲۸/۱، ۲۹، ۳۵-۳۸، ۴۰، ۴۱، ۴۴-۴۷، ۵۲، ۵۸، ۶۳، ۷۳، ملتقطاً۔

خلاصۂ کلام

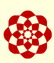
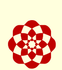
میرے عزیز دوستو، بھائیو اور بزرگو! رحمتِ دو عالم ﷺ کا امّتی ہونے کے ناطے، ہمیں چاہیے کہ مصطفٰی جانِ رحمت ﷺ کی شان وعظمت اور مقام ومرتبہ سے خوب آگاہی حاصل کریں، اپنے قُلوب واَذہان کو محبتِ رسول سے معمور ولبریز کریں، دُرود وسلام کے خوب نذرانے پیش کریں، اِطاعتِ الٰہی کے ساتھ ساتھ اِطاعتِ رسول بجالائیں، سرورِ کونین ﷺ کے اُسوۂ حسنہ کو پیشِ نظر رکھ کر رحمتِ عالمیان ﷺ کی اِتّباع کریں، رسولِ اکرم ﷺ سے محبت واُلفت اور وابستگی کے تقاضوں کو پورا کریں، رسول اللہ ﷺ کی عزّت وناموس پر پہرہ دیں، حضور ﷺ کے دِین کو تخت پر لانے کے لیے شب وروز محنت کریں، ہم میں جو صاحبِ اقتدار ہیں وہ وطنِ عزیز پاکستان میں نظامِ مصطفٰی نافذ کرنے میں اپنا کردار ادا کریں، یورپی ممالک میں وقتاً فوقتاً شائع ہونے والے گستاخانہ خاکوں کی مستقل روک تھام کے لیے بھی مؤثر اِقدامات کریں۔

علاوہ ازیں عوام الناس کو بھی چاہیے کہ الیکشن (Election) میں اپنے حکمرانوں کا چناؤ کرتے وقت، صرف ایسے نیک اور پرہیزگار لوگوں کا انتخاب کریں، جو حقیقی معنٰی میں صادق وامین ہوں! اور دنیا کے ساتھ ساتھ دینی مُعاملات سے بھی خوب آگاہی ودلچسپی رکھتے ہوں؛ تاکہ وہ اسلامی طرزِ حکومت اپنائیں، شریعتِ مطہّرہ کے اَحکام کو نافذ کریں، علمائے دین کا ادب واحترام کریں، حکومتی مُعاملات میں ان سے شرعی رہنمائی حاصل کریں، سُودی نظام ختم کر کے اسلامی نظامِ معیشت اپنائیں، پروٹوکول (Protocol) کو ترک کرکے سادگی وکفایت شِعاری اختیار کریں، قومی

خزانے کی حفاظت کریں، بدعنوانی (Corruption) سے اجتناب کریں، ترقیاتی کاموں کے نام پر لُوٹ مار کا بازار گرم نہ کریں، یتیموں، مسکینوں اور بیواؤں کا خیال رکھیں، بے روزگاروں کے لیے اچھے اور حلال وجائز روزگار کا اہتمام کریں، بے سہاروں کو سہارا دیں، اپنی رِعایا و عوام کا خیال رکھیں، روز بروز بڑھتی مہنگائی کے جِن پر قابو پائیں، روز مرّہ ضروریات کی چیزیں سَستی کریں، ناجائز منافع خوری اور حرام کمانے والوں کو سزائیں دیں، پولیس (Police) کے نظام میں اِصلاحات لائیں، قوانینِ شریعت کو نافذ کریں، اور ملک میں امن وامان کی صورتحال کو بہتر بنائیں۔

دعا

اے اللہ! ہمیں نبیٔ کریم ﷺ کے مقام و مرتبہ سے آگاہی عطا فرما، ان کی شان وعظمت کو سمجھنے کی توفیق عنایت فرما، اِطاعتِ رسول کے جذبے سے سرشار فرما، حضور ﷺ کی سیرتِ طیّبہ کو مشعلِ راہ بنانے کا جذبہ عطا فرما، رسول اللہ ﷺ سے محبت، اُلفت اور سچی وابستگی عطا فرما، محبتِ رسول کے تقاضوں پر پورا اُترنے کی توفیق مرحمت فرما، حضراتِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے متعلق ہمارے عقائد ونظریات کی حفاظت فرما، اگر ان میں کوئی خامی، کمی یا کوتاہی ہو تو اُسے دور فرما، اور بد مذہبوں اور گمراہوں کی صحبت سے بچا، آمین یاربّ العالمین!۔


شاہ عبد اللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ تعالٰی کی شاعری اور اصلاحِ مُعاشرہ

(جمعۃ المبارک ۱۲ صفر المظفّر ۱۴۴۴ھ - ۰۹/۰۹/۲۰۲۲ء)

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلِهِ وصحبِهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ باللّٰهِ مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسم الله الرّحمنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نُشور صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

برادرانِ اسلام! شاہ عبد اللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سندھ (پاکستان) کے مشہور صوفی بزرگ، عالِمِ دین، ولئ کامل اور بہترین شاعر تھے، آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اپنے صوفیانہ کلام کے ذریعے لوگوں کو محبت واُلفت، امن وآشتی، مُواسات وغمخواری، اور انسانی ہمدردی کا درس دیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اپنی فکری تعلیمات کے ذریعے اِصلاحِ مُعاشرہ میں اہم کردار ادا کیا، اور اپنے اَشعار میں عشقِ مجازی کی مثالوں کے ذریعے عشقِ حقیقی کے اَسرار ورُموز سمجھائے، اور لوگوں کے دلوں میں خالقِ کائنات عزّوجلّ کی محبت کی شمع روشن کی۔ نفرت وعداوت، بُغض وحسد، اور بے رحمی وسفّاکی کی اس گھٹن میں شاہ عبد اللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی تعلیمات، کردار اور شاعری بلاشُبہ مُعاشرے کے لیے مشعلِ راہ ہیں!۔

ولادتِ باسعادت

عزیزانِ محترم! شاہ عبد اللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادتِ باسعادت ۱۱۰۱ھ/ مطابق ۱۶۹۰ء کو "ہالا" ضلع حیدرآباد (سندھ) میں ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد کا اسمِ گرامی سیّد حبیب شاہ رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ شاہ بھٹائی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت کے چند روز بعد آپ کے والدِ گرامی اپنے آبائی گاؤں کو چھوڑ کر کوٹری مغل [1] میں سکونت پذیر ہو گئے۔ جوان ہونے کے بعد شاہ عبد اللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ "بھٹ" نامی ایک چھوٹے سے گاؤں میں گزارا [2]۔

خاندانی پسِ منظر

حضراتِ گرامی قدر! شاہ عبد اللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ علیہ کے آباء واَجداد "ہرات" کے سادات گھرانے سے تعلق رکھتے تھے، آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جدِّامجد سیّد میر علی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار علاقے کے معزّز ترین لوگوں میں ہوتا تھا۔ ۲-۸۰۱ھ/مطابق ۱۳۹۸ء میں جب امیر تیمور ہرات آیا، تو سیّد میر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی بڑی خاطر تواضُع کی، اور ایک بڑی رقم بھی بطورِ نذرانہ پیش کی۔ امیر تیمور سیّد میر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اس حُسنِ سُلوک سے بڑا متاثِر ہوا، اور سیّد میر علی صاحب اور ان کے دو ۲ بیٹوں سیّد میر ابوبکر اور سیّد حیدر شاہ کو اپنے خاص مُصاحبوں میں شامل کر کے ہندوستان لے آیا۔ یہاں آنے کے بعد سیّد میر ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ

---

(۱) موجودہ کوٹری سے الگ ایک قصبہ تھا، جو "بھٹ شاہ" سے پانچ ۵ کوس کے فاصلے پر آباد تھا، آج کل یہ قصبہ ویران ہو چکا ہے۔ ("رسالہ شاہ عبد اللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ علیہ" مقدّمہ، سوانح حیات، ص۲۹)۔
(۲) "رسالہ شاہ عبد اللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ علیہ" مقدّمہ، سوانحِ حیات، ص۲۷، ۲۸، ۳۱، ملخصًا۔

کو سندھ کے علاقے "سیوہن" کا حاکم مقرّر کیا، اور سیّد میر علی اور سیّد حیدر شاہ رحمۃ اللہ علیہما کو اپنے ساتھ رکھا!۔ بعدازاں سیّد حیدر شاہ بھی اپنے والد بزرگوار اور امیر تیمور کی اجازت سے مستقل طور پر سندھ میں آ گئے، اور ہالا کے علاقے میں سکونت اختیار کی، اور علاقہ زمیندار شاہ محمد کی بیٹی فاطمہ سے رشتہ اِزدِواج سے منسلک ہوئے۔ سیّد حیدر شاہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ تقریباً تین ۳ سال تک ہالا میں رہے، پھر اپنے والد کی وفات کی خبر سن کر ہرات چلے گئے اور وہیں وفات پائی۔ اس دوران سیّد حیدر شاہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے گھر ایک بیٹے کی ولادت ہوئی، جس کا نام شاہ صاحب کی وصیت کے مُطابق میر علی رکھا گیا، جن کی نسل سے بڑے بڑے صاحبِ کمال بزرگ پیدا ہوئے، شاہ عبد اللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا تعلق بھی انہی کے خاندان سے ہے[1]۔

ابتدائی تعلیم

شاہ عبد اللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے ابتدائی تعلیم اپنے والدِ گرامی سیّد حبیب شاہ، اور مشہور مُدرِّس مولانا نُور محمد آخوند صاحب رحمۃ اللہ علیہما سے حاصل کی، آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کو عربی، فارسی، ہندی، سندھی اور دوسری علاقائی زبانوں پر خاصی دسترس حاصل تھی، جس کا برمحل استعمال حضرت شاہ بھٹائی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے کلام میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے[2]۔

تعلیم وتربیت

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! عارفِ کامل شاہ بھٹائی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی نشو ونما اور تعلیم وتربیت ایک ایسے معزّز علمی گھرانے میں ہوئی، جس کے علم وعرفان کا چرچا دُور دُور

---

(۱) "رسالہ شاہ عبداللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ تعالی علیہ" مقدّمہ، سوانحِ حیات، صـ۲۷، ۲۸، ملخصًا۔
(۲) ایضًا۔

تک تھا، آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے والد ماجد سیّد حبیب شاہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ انتہائی نیک، پرہیز گار اور معزّز شخصیت کے مالک تھے، قُرب وجوار کے علاقوں میں انہیں بڑی قدر و منزلت اور ادب واحترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا، حضرت شاہ بھٹائی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی والدہ ماجدہ بھی عارفانِ کامل کے خاندان سے تعلق رکھتی تھیں، اسی لیے اوائل عمر ہی سے آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی خداداد صلاحیتوں کو اُبھرنے کا خوب موقع ملا، اور سنِ شُعور تک پہنچتے پہنچتے وہ جوہرِ قابل بھی نمایاں ہونے لگا، جو شاعرانہ مزاج کو نئی آب و تاب عطا کرنے کے لیے قدرت کی طرف سے ودیعت کیا گیا تھا"[۱]۔

عبادت وریاضت

جانِ برادر! فخرِ سندھ حضرت شاہ بھٹائی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ انتہائی متقی اور پرہیز گار بزرگ تھے، آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی ساری عمر عبادت وریاضت میں گزری، دنیاوی آلائشوں سے آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ ہمیشہ دُور رہے، اپنا زیادہ وقت تنہائی میں گزارتے اور خوب عبادت میں رہتے۔

عادات وصفات

حضراتِ ذی وقار! شاہ عبد اللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی عادات، صفات اور سیرت سے متعلق سندھی، فارسی، انگریزی، ہندی اور اردو کے مختلف اہلِ قلم نے اپنی رائے کا اظہار کیا ہے، مجموعی طَور پر سب نے تسلیم کیا ہے کہ "حضرت شاہ بھٹائی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نہ صرف ایک خدارَسیدہ (عارف باللہ) بزرگ تھے، بلکہ حضرت کی شاعرانہ حیثیت بھی شہرتِ دوام کی حامل ہے۔ بحیثیت انسان حضرت شاہ بھٹائی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ انتہائی

(۱) ایضاً، ص۲۹، ۳۳۔

سادگی پسند، سنجیدہ، بُردبار، حلیم اور منکسر المزاج تھے۔ ہمدردی واِیثار، بے لَوث رَواداری، وسیع الخیالی، دُور اندیشی، اور مُشفقانہ رحمدلی جیسی متعدّد خوبیوں سے، اللہ ربّ العالمین نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خوب نوازا تھا"[1]۔

تعلیمات

میرے محترم بھائیو! شاہ عبد اللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے عقیدت مندوں کو کم کھانے، کم سونے، کم بولنے، خود غرضی سے بچنے، دوسروں کے ساتھ بھلائی کرنے، سادہ لباس پہننے، راضی برضا رہنے اور ذکرواَذکار کی تلقین کیا کرتے تھے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خود بھی ان اُصولوں پر کار بند تھے، ظاہری عبادت (نماز، روزہ وغیرہ) کو ضروری سمجھتے تھے، لیکن ساتھ ہی ساتھ باطنی بصیرت پر بھی زور دیا کرتے؛ کیونکہ اگر انسان میں کسی نصب العین کو اپنانے کے لیے حقیقی جذب وشَوق پیدا نہ ہو، تو ظاہری عبادت وریاضت سے زیادہ مفید نتائج نہیں ملتے۔ زُعمِ پارسائی اور زُہد وتقوی کا غرور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک بے حد معیوب تھا، جن عادات وخصائل کو بُرا سمجھتے، مؤثر انداز میں اس کی نشاندہی اور اصلاح فرمادیا کرتے تھے"[2]۔

شاہ بھٹائی کی وجہِ تسمیہ

حضراتِ ذی وقار! شاہ بھٹائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جس غیر آباد جگہ کو اپنا مسکن بنایا، وہ جگہ اُس زمانے میں چند اونچے اونچے ٹیلوں پر مشتمل تھی، ٹیلے کو سندھی زبان میں "بھِٹ" کہتے ہیں، اسی بنا پر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شاہ بھٹائی (ٹیلے والے شاہ) کے نام سے مشہور ہوگئے،

---

(۱) ایضاً، ص۳۲، ۳۳۔
(۲) ایضاً، ص۳۴، ۳۵۔

اور آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی نسبت سے اس علاقے کو "بِھٹ شاہ" کہا جانے لگا۔ اب یہ علاقہ صوبہ سندھ (پاکستان) کے ایک شہر کی صورت اختیار کر چکا ہے، سندھ یونیورسٹی جامشورو کا "صوفی اِزم اینڈ ماڈرن سائنسز" (Sufism and Modern Sciences) کا بھٹ شاہ کیمپس (Bhit Shah Campus) بھی یہیں واقع ہے۔

صوفیانہ شاعری

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! شاہ عبد اللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی شاعری عشقِ حقیقی کا مَظہر اور معرفتِ الٰہی کا بہترین نمونہ تھی، آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اپنی شاعری میں توحید و رسالت پر ایمان رکھنے اور صراطِ مستقیم پر چلنے کا درس دیا، آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا کلام اسلامی تعلیمات پر مشتمل ہے، آپ نے اپنے کلام میں حقیقت و معرفت، شریعت و طریقت، حیات و کائنات، اور محبت واُلفت کے اَسرار و رُموز کو بڑی شرح و بسط اور وضاحت سے بیان فرمایا۔

رُومیٔ پاکستان

شاہ عبد اللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سندھ کے سب سے بڑے صوفی شاعر ہوئے ہیں، آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی شاعری میں صوفیانہ رنگ نمایاں ہے، آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے اَفکار، نظریات اور شاعری میں مولانا جلال الدین رُومی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی جھلک اور اثر نمایاں ہے، اسی لیے آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو "رومیٔ پاکستان" بھی کہا جاتا ہے۔

مولانا روم، شاہ بھٹائی اور ڈاکٹر اقبال رحمۃ اللہ علیہم

برادرانِ اسلام! مولانا جلال الدین رُومی، شاہ عبد اللطیف بھٹائی اور ڈاکٹر اقبال رحمۃ اللہ علیہم ایک ہی چراغ کی کرنیں ہیں، ان تینوں میں قدرِ مشترک یہ ہے

کہ ان کے کلام کا بیشتر حصہ قرآن وحدیث کی ترجمانی کرتا ہے، مولانا جلال الدین رُومی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اگرچہ اپنی زبان سے ایسا کوئی دعویٰ نہیں کیا، مگر بعد میں آنے والوں نے اُن کی "مثنوی" کو قرآن کی تفسیر قرار دیا، مولانا رُوم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے تقریبًا پانچ سو۵۰۰ برس بعد سندھ میں شاہ عبد اللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے یہ دعویٰ کیا، کہ اُن کی شاعری میں قرآن کے مَعانی کے سوا کچھ نہیں[۱]، شاہ بھٹائی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے تقریباً دو سو۲۰۰ سال بعد ڈاکٹر اقبال رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے بھی وہی بات دہراتے ہوئے فرمایا کہ "میرے اَشعار میں قرآن کے مَعانی کے سوا کچھ نہیں"، ان کا یہ دعوی ان کی مثنوی "رُموزِ بے خودی"[۲] میں موجود ہے[۳]۔

شاہ جو رسالو (دیوان)

عزیزانِ محترم! وادیٔ مہران کے اس عظیم صوفی شاعر شاہ عبد اللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا مجموعۂ کلام "شاہ جو رسالو" کے نام سے معروف ہے، جو پورے سندھ میں نہایت عقیدت واحترام کے ساتھ پڑھا جاتا ہے، آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا یہ کلام آپ کے عقیدت مندوں نے جمع کیا۔ شاہ بھٹائی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے بعض مرید ایسے بھی تھے جنہیں حضرت شاہ بھٹائی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا پورا کلام اَزبر (زبانی یاد) تھا۔

حضرت شاہ بھٹائی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے دیوان کی اِشاعت

عزیزانِ مَن! حضرت شاہ عبد اللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا دیوان "شاہ جو رسالو"

(۱) "تذکرۂ صوفیائے سندھ" شاہ عبد اللطیف بھٹائی، شاعری، ص۱۸۱۔
(۲) دیکھیے: "رُموزِ خودی" عرض حال مصنّف بحضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، ص۱۹۵، ۱۹۶۔
(۳) "اقبال اور بھٹائی" آن لائن آرٹیکل ۹ نومبر ۲۰۱۸ء، دانش ڈاٹ کام، ملخصاً۔

کو سب سے پہلے ڈاکٹر ٹرمپ (Dr. Trump) نے جرمنی سے شائع کرایا، اس کے بعد ایک ایڈیشن ڈاکٹر گر نجشانی (Dr. Granjshani) نے شائع کیا، یہ ایڈیشن سب سے زیادہ مقبول ہوا؛ کیونکہ اس کی تصحیح میں ڈاکٹر صاحب نے بڑی محنت اور تحقیق سے کام لیا[1]۔ بعدازاں اس دیوان کے دیگر علاقائی زبانوں میں بھی تراجم ہوئے، جن میں سب سے معروف ترجمہ اردو زبان میں ہے، جس کے مترجم معروف شاعر شیخ ایاز ہیں۔

سندھی زبان وادب کے فروغ میں آپ کا کردار

جانِ برادر! رُومیٔ پاکستان شاہ عبد اللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے جس دَور میں سندھی زبان کو اپنے سخن کا ذریعہ بنایا، اس زمانے میں بر صغیر پاک وہند میں فارسی زبان رائج تھی، عام طَور پر شعراء حضرات فارسی زبان میں شعر کہنے میں فخر محسوس کرتے تھے، مگر حضرت شاہ بھٹائی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے سندھ دھرتی کی شناخت کی خاطر، فارسی کی جگہ سندھی زبان کو اہمیت دی، اور اسی میں شاعری کر کے سندھی زبان کو ایک نیا مقام دِلوایا، اور سندھی زبان وادب کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا۔

وجدانی شاعری

حضراتِ محترم! شاہ عبد اللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی شاعری کا بغور جائزہ لیا جائے، تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ جیسے آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اِکتسابی نہیں بلکہ ایک بلند پایہ وِجدانی شاعر تھے، جب آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے عالَمِ تصوّر میں اللہ ربّ العالمین سے ہمکلامی کا شرف پایا، تو بے ساختہ زبانِ حال و قال سے پکار اٹھے: ع

---

(۱) دیکھیے: "تذکرۂ صوفیائے سندھ" شاہ عبداللطیف بھٹائی، شاہ جو رسالو، صـ۱۷۸، ملتقطاً۔

تیری ہی ذات اوّل و آخر   تو ہی قائم ہے اور تو ہی قدیم

تجھ سے وابستہ ہر تمنّا ہے   تیرا ہی آسرا ہے ربِّ کریم

کم ہے جتنی کریں تری توصیف   تو ہی اعلیٰ ہے اور تو ہی علیم

والئ شش جہات واحد ذات   رازقِ کائنات، ربِ رحیم [1]

وَحدت الوجود سے متعلق نہایت معتدِل اور محتاط انداز

حضراتِ ذی وقار! حضرت شاہ بھٹائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا کلام عارفانہ اور معرفتِ اِلٰہیہ کا خزینہ ہے، اس کی باریکیوں اور اَسرار و رُموز کو سمجھنے کے لیے بھی علم و معرفت کی ضرورت ہے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ معرفتِ حقیقی کے حصول اور وَحدت الوُجود سے متعلق نہایت معتدِل اور محتاط انداز اختیار کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: ؏

قصر ہے ایک اور در لاکھوں   ہر طرف ہے روزن بے شمار

مجھ کو ہر سمت سے نظر آیا   جلوہ گر ایک ہی رُخِ روشن! [2]

یعنی "(معرفتِ حقیقی حاصل کرنے کے بہت سے راستے ہیں، کوئی بھی راہ اس کا مُشاہدہ کرا سکتی ہے) گویا ایک قصر ہے جس کے لاکھوں دروازے اور ہزاروں کھڑکیاں ہیں، میں جس طرف نظر اٹھاتا ہوں مجھے اس طرف اللہ ربّ العزّت کے جلوے نظر آتے ہیں" [3]۔

---

(۱) "رسالہ شاہ عبداللطیف بھٹائی" سُر کلیان، پہلی داستان، ص۱۱۱۔

(۲) ایضاً، ص۱۱۴۔

(۳) "تذکرۂ صوفیائے سندھ" شاہ عبداللطیف بھٹائی، شاعری، ص۱۸۴۔

عشقِ رسول

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! حضرت شاہ عبد اللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مصطفی جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ والا صفات سے بے پناہ عشق اور والہانہ محبت تھی، آپ حضور نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دنیاوآخرت میں کامیابی کا ذریعہ، اور وجہِ تخلیقِ کائنات تصوّر کرتے تھے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے عشقِ رسول کا اظہار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ؏

کامل ایماں کے ساتھ جس نے بھی — دل سے مانا، زباں سے مانا
جس کی خاطر بنی ہے یہ دنیا — اس محمد کا مرتبہ جانا
فَوقیت اس کو دوسروں پہ ملی — اپنی ہستی کو اس نے پہچانا
جس نے اس قادرِ حقیقی کو — وَحدہٗ لا شریک گردانا[1]

دنیاوی اضطراب وبے چینی کاعلاج

میرے محترم بھائیو! حضرت شاہ عبد اللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی شاعری میں جابجا اللہ جلّ جلالہٗ کی اِطاعت وفرمانبرداری کی تاکید فرمائی ہے، اور اس بات کی خاص طَور پر تلقین فرمائی ہے، کہ دنیاوی اضطراب وبے چینی کا سب سے مؤثر علاج عقیدۂ توحید پر استقامت، اور ذاتِ باری تعالی پر بھروسہ ہے، حضرت شاہ بھٹائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ؏

کبھی وَحدت کی تنہائی میں کثرت — کبھی کثرت کے ہنگاموں میں وَحدت

(۱) "رسالہ شاہ عبداللطیف بھٹائی" سُر کلیان، پہلی داستان، ص۱۱۱۔

مگر اِن سارے ہنگاموں کی تہ میں بس ایک محبوب ہے اور اس کی صورت(۱)

حق گوئی اور اچھی صحبت

جانِ برادر! حضرت شاہ بھٹائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے عارفانہ کلام کے ذریعے اِصلاحِ مُعاشرہ میں بھی اہم کردار ادا کیا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے ہر مرید اور عقیدت مند کو ہمیشہ سچ بولنے، اور اچھی نیک صحبت اختیار کرنے کی تلقین فرمائی، جھوٹے اور بُرے لوگوں کی صحبت سے اجتناب کرنے کی تاکید فرمائی، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حق گوئی و حسنِ اعمال بجا لانے والوں کی ہمنشینی اختیار کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرماتے ہیں: ؏

ایسے لوگوں سے دُور رہنا تم جن کا سلک دروغ گوئی ہو
بیٹھ ایسوں میں جن کی صحبت میں حُسن و حق کے سِوا نہ کوئی ہو!(۲)

بے اعتدالی و خودسری

میرے عزیز دوستو! گناہوں کی کثرت کے باعث انسان خودسری و بے اعتدالی کا شکار ہو جاتا ہے، اُسے حلال و حرام کی تمیز نہیں رہتی، کوئی نصیحت اس پر اثر نہیں کرتی، حضرت شاہ بھٹائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ آج ہم بے اعتدالی و خودسری کے مرض میں مبتلا ہو چکے ہیں، لہٰذا اس سے نجات پانے کے لیے ضروری ہے کہ اس میں مبتلا شخص خود کو ان گناہوں سے بچانے کی پوری کوشش کرے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اصلاحِ مُعاشرہ کے پہلو کو کچھ یوں بیان فرمایا ہے: ؏

---

(۱) ایضاً، ص۱۱۳۔
(۲) ایضاً، سُرکھاہوڑی، تیسری داستان، ص۲۷۶۔

بے اعتدالیوں سے نحیف ونزار ہیں خود سر ہیں اور چارہ گری کے شکار ہیں
بے اعتدالیاں ہوں تو کیا چارہ گر کرے پرہیز ہی نہ ہو تو دوا کیا اثر کرے![1]

وصال شریف

فخرِ وادیٔ مہران حضرت شاہ عبد اللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا وصال شریف ۱۱۶۵ھ/ مُطابق ۱۷۵۲ء کو ہوا، آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا عرس شریف ہر سال ۱۴ صفر المظفّر کو "بھٹ شاہ" (سندھ، پاکستان) میں بڑی عقیدت واحترام سے منایا جاتا ہے[2]، اس موقع پر حکومتِ سندھ کی طرف سے صوبہ بھر میں عام تعطیل بھی ہوتی ہے۔

مزار پُرانوار

عزیزانِ مَن! حضرت شاہ عبد اللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا مزار شریف کراچی سے تقریبًا دو سو ۲۰۰ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے، جہاں پاکستان سمیت دنیا بھر سے زائرین اور عقیدت مند حاضر ہو کر فیض پاتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا مزار شریف تعمیر کرانے کی سعادت، کلہوڑو خاندان کے چوتھے فرمانروا، میاں غلام شاہ کلہوڑو کے حصے میں آئی[3]۔

میرے عزیز دوستو، بھائیو اور بزرگو! حضرت شاہ عبد اللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے ہمیشہ محبت واُلفت، انسان دوستی، راست بازی، تحمّل وبرداشت اور اُخوّت ومُساوات کا درس دیا، آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اپنی شاعری کے ذریعے دنیا بھر کو اختلافات کی خلیج کم کرنے،

---

(۱) ایضاً، سر یمن، دوسری داستان، ص۱۳۰۔

(۲) "تذکرۂ صوفیائے سندھ" شاہ عبد اللطیف بھٹائی، وفات، ص۱۸۷، ملخصًا۔

(۳) ایضًا۔

نفرتوں کے خاتمے، اور دوستی کے رشتے استوار کرنے کی سوچ دی، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شاعری اور عارفانہ کلام کی فکری اَساس یہی ہے، کہ اگر ہر انسان اپنی سوچ کو مثبت کرلے، دل میں نفرت و کدُورت کو جگہ نہ دے، اور حرص و ہوَس کے چکر میں پڑ کر، اپنے مسلمان بھائیوں کو دھوکہ نہ دے، تو ہمارا مُعاشرہ امن وآشتی اور رواداری کا گہوارہ بن سکتا ہے!۔

دعا

اے اللہ! حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے درجات بلند فرما، ہمیں ان کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرما، ان کے فلسفۂ محبت واُخوّت کو عام کرنے کا جذبہ عنایت فرما، بزرگانِ دین کے نقشِ قدم پر چلنے کی سوچ مَرحمت فرما، اور حضرت شاہ بھٹائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مشن کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرما!، آمین یاربّ العالمین!۔



خودکشی کا بڑھتا ہوا رُجحان اور اس کی وُجوہات

(جمعۃ المبارک ۱۹ صفر المظفّر ۱۴۴۴ھ - ۲۰۲۲/۰۹/۱۶ء)

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلِهِ وصحبِهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ باللهِ مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسم الله الرّحمٰنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافِعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

خودکشی کی مُمانعت

برادرانِ اسلام! اپنے ہاتھوں سے خود کو مار ڈالنا خودکشی کہلاتا ہے، ایسا کرنا حرام، گناہِ کبیرہ اور عذابِ جہنّم کا باعث ہے، اللہ ربّ العالمین نے قرآنِ مجید میں خود کشی کی سختی سے مُمانعت ومذمّت فرمائی، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ۝ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّ ظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا ؕ وَ كَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا﴾[1] "اپنی جانیں قتل نہ کرو، یقیناً اللہ تم پر مہربان ہے! اور جو ظلم وزیادتی سے ایسا کرے گا، تو عنقریب ہم اُسے آگ میں داخل کریں گے، اور یہ اللہ کو آسان ہے!"۔

---

(١) پ٥، النساء: ٢٩، ٣٠.

اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، قتلِ ناحق کرنا اور بدکاری ایسے گناہ ہیں، جو اللہ کے غضب کو اُبھارتے اور عذابِ الٰہی کو دعوت دیتے ہیں۔ ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ۝ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا﴾[1] "(اللہ کے بندے وہ ہیں) جو اللہ کے ساتھ دوسرے معبود کو شریک نہیں کرتے، اور اس جان کو ناحق قتل نہیں کرتے جسے اللہ نے حرام کیا، اور زِنا نہیں کرتے، اور جو یہ کام کرے وہ سزا پائے گا! قیامت کے دن اُس پر عذاب بڑھایا جائے گا، اور ہمیشہ ذِلّت کے ساتھ اس میں رہے گا!"۔

میرے محترم بھائیو! قرآنِ کریم میں جہاں بھی قتلِ ناحق کی مُمانعت بیان کی گئی ہے، وہاں اُس سے مراد صرف کسی دوسرے کو قتل کرنا نہیں، بلکہ کسی مؤمن کا خود کو مار ڈالنا بھی قتلِ ناحق میں شمار ہوتا ہے۔

انسانی جان کی اہمیت

عزیزانِ محترم! انسانی جان کس قدر اہمیت کی حامل ہے، اس کا اندازہ اس بات سے خوب لگایا جا سکتا ہے، کہ اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ نے خود کو خطرہ وہلاکت میں ڈالنے، بے ہتھیار میدانِ جنگ میں جانے، زہر کھانے یا کسی بھی طرح اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے سے منع فرمایا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ۛ وَاَحْسِنُوْا ۛ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴾[2] "اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو،

(۱) پ ۱۹، الفرقان: ٦٨، ٦٩.
(۲) پ۲، البقرة: ١٩٥.

اور بھلائی والے ہو جاؤ! یقیناً بھلائی والے اللہ کے محبوب ہیں"۔

خودکشی کرنے والے پر جنّت حرام

حضراتِ گرامی قدر! خودکشی ایک ایسا معیوب فعل ہے، کہ حلال جان کر اس کا ارتکاب کرنے والے شخص پر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جنّت حرام ہے، حضرت سیّدنا حسن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ پچھلی اُمتوں میں کسی شخص کو ایک پھوڑا نکلا، جب اس میں زیادہ تکلیف محسوس ہونے لگی، تو اس نے اپنے ترکش میں سے ایک تیر نکال کر اس سے پھوڑے کو چیر ڈالا، جس سے خون بہنے لگا اور پھر رُک نہ سکا، جس کی وجہ سے وہ بالآخر مر گیا۔ رب تعالی نے ارشاد فرمایا: «قَدْ حَرَّمْتُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ!» "میں نے اس پر جنّت حرام کر دی"۔ (یہ فرمانے کے بعد) حضرت سیّدنا حسن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے مسجد کی طرف ہاتھ سے اشارہ کر کے فرمایا: "اللہ کی قسم! مجھ سے اس مسجد میں حضرت سیّدنا جُندَب بن عبد اللہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے مصطفی جانِ رحمت صَلَّى اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے یہ حدیث بیان فرمائی"[1]۔

جہنّم میں آلۂ خودکشی سے سزا

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! دنیا میں انسان جس چیز کے ذریعے خودکشی کرے گا، جہنّم میں بھی اُسے اسی چیز کے ذریعے سزا دی جائے گی، حضرت سیّدنا ثابت بن ضحّاک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضور خاتم النبیین صَلَّى اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: «وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ، عَذَّبَهُ اللهُ بِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ»[2] "جو شخص اپنے آپ کو کسی چیز سے قتل کرے گا، اللہ تعالی اس کو جہنّم میں اسی چیز سے عذاب دے گا"۔

---

(١) "صحيح مسلم" كتاب الإيمان، ر: ٣٠٧، صـ٦٢.
(٢) المرجع نفسه، ر: ٣٠٤، صـ٦١.

حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، رسولِ اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «الَّذِي يَخْنُقُ نَفْسَهُ يَخْنُقُهَا فِي النَّارِ، وَالَّذِي يَطْعُنُهَا يَطْعُنُهَا فِي النَّارِ»[1] "جس نے اپنا گلا گھونٹا تو وہ جہنّم کی آگ میں بھی اپنا گلا گھونٹتا رہے گا، اور جس نے خود کو نیزہ مارا وہ جہنّم کی آگ میں بھی خود کو نیزہ مارتا رہے گا"۔

خودکشی بہر صورت حرام ہے، اور اس کا ارتکاب کرنے والا عذابِ جہنّم کا سزاوار وحقدار ہے، حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، سرکارِ دو جہاں صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «مَنْ تَرَدَّى مِنْ جَبَلٍ فَقَتَلَ نَفْسَهُ، فَهُوَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ يَتَرَدَّى فِيهِ خَالِداً مُخَلَّداً فِيهَا أَبَداً، وَمَنْ تَحَسَّى سُمّاً فَقَتَلَ نَفْسَهُ، فَسُمُّهُ فِي يَدِهِ يَتَحَسَّاهُ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِداً مُخَلَّداً فِيهَا أَبَداً، وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِحَدِيدَةٍ، فَحَدِيدَتُهُ فِي يَدِهِ يَجَأُ بِهَا فِي بَطْنِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ [خَالِداً] مُخَلَّداً فِيهَا أَبَداً»[2] "جو پہاڑ سے گر کر خودکشی کرے گا، وہ نارِ دوزخ میں ہمیشہ گرتا رہے گا، اور جو شخص زہر کھا کر خودکشی کرے گا، وہ زہر اس کے ہاتھ میں ہو گا، جہنّم کی آگ میں ہمیشہ اسے کھاتا رہے گا، جس نے لوہے کے ہتھیار سے خودکشی کی، تو دوزخ کی آگ میں وہ ہتھیار اس کے ہاتھ میں ہو گا، اور وہ اسے اپنے پیٹ میں مارتا رہے گا"۔

خودکشی کرنے والے کی نمازِ جنازہ ادا کرنا؟

حضراتِ محترم! خودکشی اگرچہ بڑا قبیح ومذموم فعل ہے، لیکن اس کے باوُجود خودکشی کرنے والے کی نمازِ جنازہ ادا کرنا، اور اس کے لیے مغفرت کی دعا کرنا جائز ہے۔

---

(۱) "صحيح البخاري" كتاب الجنائز، ر: ۱۳٦٥، صـ۲۱۹.
(۲) المرجع نفسه، كتاب الطب، ر: ۵۷۷۸، صـ۱۰۲۰.

"دُرِّ مختار" میں ہے کہ "جس نے خودکشی کی، اگرچہ جان بوجھ کر ہی کیوں نہ کی ہو، اُسے غسل دیا جائے گا، اور اُس پر نمازِ جنازہ بھی پڑھی جائے گی، اسی پر فتوی ہے "[1]۔

جہاں تک بات ہے کہ سرورِ دو جہاں ﷺ نے خودکشی کرنے والے کی نمازِ جنازہ ادا نہ فرمائی، تو وہ بطور تنبیہ تھا؛ تاکہ لوگ اس فعلِ حرام اور گناہِ کبیرہ کے اِرتکاب سے باز رہیں! سرورِ کونین ﷺ کی پیروی میں اگر علماء وفضلاء بھی ایسے شخص کی نمازِ جنازہ میں شرکت نہ کریں، تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ امامِ اہلِ سنّت، امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ "اگر علماء وفضلاء باقتدائے نبی ﷺ، فی المدیون وفی قاتل نفسہ (حضور نبئ کریم ﷺ کی پیروی میں مقروض اور خودکشی کرنے والے کی) بغرض زَجر وتنبیہ بے نمازی کی نمازِ جنازہ سے خود جُدا رہیں، کوئی حرج نہیں، ہاں یہ نہیں ہوسکتا کہ اصلاً کوئی نہ پڑھے، یوں سب آثِم وگنہگار رہیں گے "[2]۔

خودکشی کرنے والے کی برائی بیان کرنا؟

مرنے کے بعد کسی بھی فاسق وفاجِر یا خودکشی کرنے والے کی برائی بیان نہ کی جائے؛ کیونکہ شریعتِ مطہَّرہ میں کسی بھی مسلمان کو مرنے کے بعد برائی سے یاد کرنے کی اجازت نہیں، حضرت سیّدہ عائشہ صدّیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے، رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: «لَا تَسُبُّوا الأَمْوَاتَ؛ فَإِنَّهُمْ قَدْ أَفْضَوْا إِلى مَا قَدَّمُوْا»[3] "مُردوں کو بُرا مت کہو؛ اس لیے کہ انہوں نے جو اعمال آگے بھیجے،

---

(۱) "الدرّ المختار" كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ٥/ ٢٥٨.

(۲) "فتاوی رضویہ" کتاب الصلاۃ، باب الاوقات، ۴/۶۲۔

(۳) "صحيح البخاري" كتاب الجنائز، ر: ١٣٩٣، صـ٢٢٤.

وہ خود اُن اعمال کی جزا کو پہنچ چکے ہیں"[۱]۔

حضرت سیّدنا ابنِ عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے، مصطفیٰ جانِ رحمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: «اذْكُرُوا مَحَاسِنَ مَوْتَاكُمْ، وَكُفُّوا عَنْ مَسَاوِيهِمْ»[۲] "اپنے مُردوں کی خوبیاں بیان کرو، اور ان کی بُرائیوں سے باز رہو"۔

خودکشی کی وُجوہات واَسباب

حضراتِ ذی وقار! مختلف دنیاوی مسائل اور پریشانیوں کے باعث، دنیا بھر میں خودکشی کا رُجحان خطرناک حد تک بڑھتا جارہا ہے، ایک اندازے کے مطابق اس وقت دنیا میں ہر سال تقریبًا ۸ سے ۱۰ لاکھ لوگ خودکشی کر رہے ہیں[۳]، روز بروز یہ شرح آخر کیوں بڑھ رہی ہے؟ اس کی مختلف اور متعدّد وُجوہات واَسباب میں سے چند یہ ہیں:

ڈپریشن

عزیزانِ مَن! خودکشی کرنے والا شخص اپنے دنیاوی مسائل کو ذہن پر اس قدر سوار کرلیتا ہے، کہ وہ سخت ذہنی دباؤ (Depression) کا شکار ہوجاتا ہے، اس کے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت شدید متاثر ہوجاتی ہے، اس کے باعث وہ خودکشی جیسے سخت اِقدام اور گناہِ کبیرہ کا اِرتکاب کرنے سے بھی نہیں چُوکتا۔ عالمی ادارۂ صحت (World Health Organization) کے مطابق دنیا بھر میں تقریبًا ۳۰ کروڑ سے زائد اَفراد ذہنی دباؤ کا شکار ہیں، اور ایک عالمی سروے (International Survey) کے

---

(۱) "واعظ الجمعہ" "اسلام اور انسانی حقوق، ص۸، ۹، مؤرّخہ ۷/۱۲/۲۰۱۸ء۔
(۲) "سنن الترمذي" أبواب الجنائز، ر: ۱۰۱۹، صـ۲٤٦.
(۳) "خودکشی کی طرف بڑھتا رُجحان اور اس کا حل" آن لائن آرٹیکل ۶ جون ۲۰۲۱ء۔

مطابق ہر چوتھا شخص اور ہر دسواں بچہ ذہنی صحت کے مسائل کا شکار ہے"[۱]۔

دماغی اور نفسیاتی بیماریاں

جانِ برادر! خودکشی کا دوسرا اہم سبب دماغی اور نفسیاتی بیماریاں ہیں۔ ماہرین کے مطابق ۳۵ فیصد خودکشی کی وجہ، دماغی و نفسیاتی بیماری، مثلاً مایوسی، جدائی، تنہائی، بے روزگاری، حد سے زیادہ شراب نوشی، اور منشیات وغیرہ کا استعمال ہے، جبکہ خودکشی کی ۶۵ فیصد وُجوہات مختلف ہیں، جیسے غلط تربیت، سماجی تہذیب وثقافت میں بے اعتدالی، خاندانی لڑائی جھگڑے، کسی سے جذباتی لگاؤ اور اس میں مایوسی وناکامی، تعلیم اور امتحان میں ناکامی، جسمانی اَمراض اور تکلیف، یا اس طرح کی دیگر وُجوہات وغیرہ خودکشی کا باعث بنتی ہیں"[۲]۔

مُعاشی مشکلات

حضراتِ ذی وقار! آج کے حالات میں خودکشی کی ایک بڑی وجہ انسان کی مُعاشی مشکلات بھی ہیں، دنیا میں جُوں جُوں مہنگائی اور بے روزگاری کا سلسلہ بڑھ رہا ہے، ویسے ہی غربت وافلاس، فقروفاقہ اور مُعاشی مسائل کے باعث خودکشی کے واقعات میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔ کرونا وائرس کے باعث دنیا بھر میں لگنے والے لاک ڈاؤن (Lockdown) کے تناظر میں، ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن نے اپنی ایک رپورٹ (Report) میں اظہارِ تشویش کرتے ہوئے کہا ہے کہ "دنیا میں پیدا شدہ عالمی مُعاشی

---

(۱) ایضًا۔

(۲) "خودکشی کا بڑھتا ہوا رُجحان: اَسباب وعوامل اور ہماری ذِمّہ داری" آن لائن آرٹیکل ۲۹ ستمبر ۲۰۲۰ء، ملت ٹائمز۔

بحران (Global Economic Crisis) کی وجہ سے خودکشی کے تناسُب میں اضافہ ہوسکتا ہے!" اور واقعی ادھر چند ماہ کے اندر اس میں کافی اضافہ ہوا، اور (حیرت کی بات یہ ہے کہ) مسلمانوں میں یہ رُجحان بہت بڑھ گیا ہے"[1]۔

گھریلو لڑائی جھگڑے

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! خودکشی کی چند بڑی وُجوہات میں سے ایک وجہ گھریلو لڑائی جھگڑے بھی ہیں، کہیں میاں بیوی کی گھریلو ناچاقیوں کا بازار گرم ہے، تو کہیں سوتیلے اور یتیم بچوں کے ساتھ ناروا سُلوک کیا جارہا ہے، کوئی اِحساسِ محرومی کا شکار ہے، تو کوئی بے روزگاری کے باعث گھر میں ہونے والی لعن طعن سے تنگ ہے، اور جب یہ پریشانیاں اور گھریلو اُلجھنیں حد سے بڑھ جائیں، اور انسان کی قوّتِ برداشت جواب دے جائے، تو وہ ان مسائل اور لڑائی جھگڑوں سے چھٹکارہ پانے کے لیے خود کشی جیسے سخت اِقدام پر مجبور ہوجاتا ہے۔

دنیاوی اُمور میں ناکامی

عزیزانِ محترم! خودکشی کی ایک وجہ دنیاوی اُمور میں ناکامی بھی ہے، یہ ناکامی کسی بھی میدان میں ہوسکتی ہے، کاروبار میں ناقابلِ برداشت نقصان، قرض کی ادائیگی میں ناکامی، محبت میں ناکامی وغیرہ سمیت، اس کی متعدّد صورتوں میں سے کوئی بھی صورت ہوسکتی ہے۔ ایک "بینَ الاَقوامی تحقیقاتی رپورٹ" (International Research Report) میں بھی یہ واضح کیا گیا ہے، کہ ٦٠ فیصد خودکشی کے واقعات

---

(١) ایضاً۔

دنیا میں ناکامی کی وجہ سے پیش آتے ہیں"[۱]۔

گناہ پر نَدامت اور جگ ہنسائی کا خوف

میرے عزیز دوستو! خودکشی کی ایک وجہ احساسِ گناہ اور جگ ہنسائی کا خوف بھی ہوتا ہے، بسا اوقات انسان شیطانی بہکاوے میں آکر کسی ایسے گناہ کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے، جس پر بعد میں اسے خوب پچھتاوا ہوتا ہے، بالآخر ایسا شخص جگ ہنسائی، اور شرم وعار کے خوف سے بچنے کے لیے خودکشی کرنے پر مجبور ہوجاتا ہے۔

زندگی سے مایوسی

جانِ عزیز! خودکشی کی ایک بڑی وجہ زندگی سے مایوسی بھی ہے، بعض لوگ کینسر (Cancer)، ایڈز (AIDS)، یا جُذام (Leprosy) جیسی خطرناک بیماریوں میں مبتلا ہوتے ہیں، اور بیماری میں ہونے والی تکلیف سے تنگ آکر، اور اپنی زندگی سے مایوس ہوکر خودکشی کر لیتے ہیں۔ "بعض بینَ الاَقوامی رپورٹس میں کہا گیا ہے، کہ اس طرح کی بیماریوں کی وجہ سے خودکشی کرنے والوں کا تناسب ۱۵ سے ۱۸ فیصد ہے"[۲]۔

خودکشی سے بچنے کا طریقہ اور علاج

برادرانِ اسلام! خودکشی سے بچنے کے متعدّد طریقے اور علاج ہیں، جن میں سے چند یہ ہیں:

(۱) جب امید کا ہر دروازہ بند دِکھائی دینے لگے، اور انسان ہر طرف سے مایوس ہوجائے، تو اسے چاہیے کہ اللہ تعالی سے مدد مانگے، اور اس بات کا پختہ یقین

(۱) ایضاً۔
(۲) ایضاً۔

رکھے کہ وہی مدد کرنے والا، بے سہاروں کا سہارا، اور دعائیں قبول کرنے والا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَ قَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾[1] "اور تمہارے ربّ نے فرمایا کہ مجھ سے دعا کرو، میں قبول کروں گا"۔

(۲) خودکشی سے بچنے کا ایک بہترین طریقہ یہ بھی ہے، کہ انسان کثرت سے اللہ کا ذکر کرے، کہ اس سے دِلوں کی بے چینی اور بے قراری کو قرار آتا ہے، انسان قلبی سکون محسوس کرتا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُ﴾[2] "سن لو! اللہ کی یاد ہی میں دِلوں کا چین ہے"۔

(۳) جو شخص اپنے ذاتی مسائل کے باعث پریشان ہوکر، خودکشی جیسے فعلِ حرام سے متعلق سوچ رہا ہو، اسے چاہیے کہ اللہ واحد پر کامل ایمان رکھے، اور نیک صالح اعمال بجالائے؛ کہ اعمالِ صالحہ کی بجاآوری دنیا وآخرت میں راحت، نعمت اور خوشحالی کا بہترین ذریعہ ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰى لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ﴾[3] "وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے، ان کو خوشی ہے اور اچھا انجام!"۔

(۴) خودکشی جیسے قبیح فعل کا اِرتکاب عموماً وہ لوگ کرتے ہیں، جو اللہ تعالی کی نعمتوں کے ناشکرے ہیں، ناشکری کی عادت کے باعث ایسا شخص بڑی سے بڑی نعمت کو بھی حقیر اور کمتر خیال کرتا ہے، کسی حال میں خوش نہیں ہوتا، لوگوں کے سامنے اپنی قسمت وبد نصیبی کا رونا روتا اور ناشکری کا مُظاہرہ کرتا ہے، رفتہ رفتہ ناشکری کی اس عادتِ

---

(۱) پ۲٤، المؤمن: ٦٠.
(۲) پ۱۳، الرعد: ۲۸.
(۳) پ۱۳، الرعد: ۲۹.

بد کے باعث، انسان ذہنی دباؤ کا اس قدر شکار ہو جاتا ہے، کہ خودکشی پر آمادہ ہو جاتا ہے، لہذا بندۂ مؤمن کو چاہیے کہ اللہ تعالی کی نعمتوں میں سے اسے جو چیز جتنی بھی حاصل ہے، اس پر شکرِ الٰہی بجا لائے؛ کہ ایسا کرنا نعمتوں میں اِضافہ کا سبب ہے، جبکہ ناشکری مصیبتوں، پریشانیوں اور عذاب کا باعث ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ﴾[1] "اگر اِحسان مانو گے (یعنی شکر کرو گے) تو میں تمہیں مزید دُوں گا، اور اگر ناشکری کرو تو میرا عذاب سخت تر ہے!"۔

(۵) جو بندہ اللہ تعالی پر ایمان رکھتا ہے، اسے چاہیے کہ ہمیشہ اللہ ربّ العالمین پر توکّل رکھے، اپنی ضروریات، خواہشات اور مُعاملات کو اللہ تعالی کے سپرد کر دے، تمام اَحوال میں اُسی پر اعتماد اور بھروسا رکھے، اور ظاہری اَسباب کو اختیار کرنے کے ساتھ ساتھ اس بات کا پختہ یقین رکھے، کہ جو اُس کے مقدّر میں لکھ دیا گیا ہے وہ اسے مل کر رہے گا، اور جو مقدّر نہیں، لاکھ کوشش کے باوُجود بھی اُسے حاصل نہیں کر سکتا، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَاۤ إِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَاۚ هُوَ مَوْلٰىنَاۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾[2] "اے حبیب! آپ فرما دیجیے کہ ہمیں وہی پہنچے گا جو اللہ تعالی نے ہمارے لیے لکھ دیا ہے، وہی ہمارا مَولیٰ ہے اور اللہ ہی پر مسلمانوں کو بھروسا کرنا چاہیے!"۔

---

(١) پ١٣، إبراهيم: ٧.

(٢) پ١٠، التوبة: ٥١.

مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ نے توکُّل اختیار کرنے کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: «فَإِنْ أَصَابَكَ شَيْءٌ، فَلَا تَقُلْ: لَوْ أَنِّي فَعَلْتُ كَذَا وَكَذَا، وَلَكِنْ قُلْ: قَدَّرَ اللهُ وَمَا شَاءَ فَعَلَ، فَإِنَّ لَوْ تَفْتَحُ عَمَلَ الشَّيْطَانِ»[1] "اگر تمہیں کوئی مصیبت آئے تو یوں نہ کہو کہ "اگر میں اس طرح کرتا تو یوں نہ ہوتا"، بلکہ یوں کہو کہ "اللہ نے یہی مقدّر کیا اور اُس نے جو چاہا کیا"؛ کہ شکوک وشبہات شیطانی عمل کا دروازہ کھول دیتے ہیں"۔

میرے محترم بھائیو! "توکُّل اللہ تعالی کی معرفت کی بنیاد ہے، جس کا تعلق قلبی اَعمال سے ہے، توکُّل اور اَسباب کو اختیار کرنے کے درمیان کوئی ٹکراؤ نہیں؛ کیونکہ توکُّل کا تعلق دل سے ہے، اور اَسباب کا تعلق بدن سے ہے، توکُّل یہ ہے کہ انسان کوشش اور وسائل کے ساتھ حقیقی رازِق وکفیل اللہ تعالی کو جانے مانے، اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴾[2] "اگر تم ایمان والے ہو تو اللہ ہی پر بھروسا کرو!"۔ سرکارِ دوعالَم ﷺ نے ان دونوں بنیادی باتوں کو جمع کرکے فرمایا: «احْرِصْ عَلَى مَا يَنْفَعُكَ! وَاسْتَعِنْ بِاللهِ، وَلَا تَعْجَزْ!»[3] "جو چیز تمہارے لیے فائدہ مند ہو اُس کے لیے کوشش کرو، اور اللہ تعالی سے مدد بھی مانگو، اور ہمت ہار کر بیٹھ مت جاؤ!"۔ اس فرمانِ مصطفی ﷺ میں اَسباب کو اختیار کرنے کی ترغیب کے ساتھ ساتھ اللہ تعالی سے مدد چاہنے کا حکم بھی فرمایا گیا ہے"[4]۔

---

(١) "سنن ابن ماجه" باب في القدر، ر: ٧٩، ١/ ٣١.
(٢) پ٦، المائدة: ٢٣.
(٣) "صحيح مسلم" كتاب القدر، ر: ٦٧٧٤، صـ١١٦١.
(۴) "واعظ الجمعہ" "اللہ پر توکُّل، ٦ فروری ۲۰۱۵ء۔

(٦) جو شخص اپنی گھریلو پریشانیوں، اُلجھنوں، لڑائی جھگڑوں، اور بیماری یا بے روزگاری کے سبب ذہنی دباؤ کا شکار ہو، اُسے چاہیے کہ اس پریشانی کی طرف سے اپنی توجہ پوری طَور پر ہٹالے؛ تاکہ اس کے ذہنی دباؤ اور اَعصابی کھچاؤ میں کچھ کمی واقع ہو، اور اس کا ذہن کچھ مثبت سوچنے سمجھنے کے قابل ہو سکے، زیادہ سوچنے سے مسائل ہرگز حل نہیں ہوتے، البتہ انسان بیمار ضرور ہو جاتا ہے!۔

(٧) جب شیطان خودکشی کا وسوسہ ڈالے تو اس کے دُنیا وآخرت میں ہونے والے نقصان اور عذاب کو یاد کیجیے! اور اپنے عزیز واَقارب اور اہل وعِیال کے بارے میں سوچیں، کہ آپ کے خودکشی کرنے کی صورت میں، انہیں کس طرح کی پریشانیوں اور مسائل کا سامنا کرنا پڑے گا!۔

(٨) جب خودکشی کا شیطانی وسوسہ آئے، تو اللہ ربّ العالمین سے شیطان کے شر سے پناہ مانگیں، اللہ تعالی کے فضل وکرم سے بہتری کی امید رکھیں، اور مایوس ہرگز نہ ہوں کہ مایوسی گناہ ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ﴾[1] "اللہ کی رحمت سے نا امید نہ ہو!"۔

(٩) خودکشی عموماً وہ لوگ کرتے ہیں جن میں صبر وتحمل اور قوّتِ برداشت کی کمی ہوتی ہے، لہذا جب بھی دنیاوی پریشانیوں اور مالی مُعاملات کے سبب ذہنی دباؤ حد سے بڑھ جائے، اور خودکشی جیسا شیطانی خیال ذہن میں آنے لگے، تو خود کو اس اَمر کی یاد دہانی کروائیں، کہ یہ دنیاوی مسائل اور پریشانیاں اللہ تعالی کی طرف سے ہماری آزمائش

(١) پ ٢٤، الزمر: ٥٣.

اور امتحان ہیں، ہمیں اس امتحان میں ہر حال میں سُرخرو ہونا ہے، خالقِ کائنات جَلَّ جَلالُہ کا فرمانِ عالی شان ہے: ﴿وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَ الْجُوْعِ وَ نَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَ الْاَنْفُسِ وَ الثَّمَرٰتِ ؕ وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ۝۱۵۵ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ﴾[1] "ضرور ہم تمہیں کچھ ڈر، بھوک، مال کے نقصان، پھلوں اور جانوں کی کمی سے آزمائیں گے، خوشخبری سنا دو اُن صبر والوں کو، کہ جب اُن پر کوئی مصیبت پڑے تو کہیں کہ ہم اللہ تعالی کا مال ہیں اور ہم کو اُسی کی طرف لَوٹنا ہے"۔

(۱۰) خودکشی جیسا انتہائی اِقدام سراسر شیطانی وسوسوں اور بزدلی کا نتیجہ ہے، لہذا جو شخص اللہ تعالی پر کامل ایمان اور پختہ یقین رکھتا ہے، اسے چاہیے کہ جب ایسے خیالات آئیں تو تقدیرِ الٰہی پر اپنے ایمان کو متزلزل نہ ہونے دے! اور قضا وقدر کے مُعاملات پر اللہ تعالیٰ سے راضی رہے، اور اس بات کو ذہن نشین کرلے کہ اس کے خودکشی کرنے سے نہ تو اس کی تقدیر بدل سکتی ہے، اور نہ ہی اس کے مسائل حل ہوں گے، لہذا خودکشی جیسے فعلِ حرام کا اِرتکاب کرکے خواہ مخواہ خود کو جہنّم کا ایندھن بنانا کہاں کی دانش مندی ہے؟!۔

لہذا جب بھی مشکلات اور پریشانیاں حد سے بڑھ جائیں، اور دل میں شیطانی وسوسے سر اٹھانے لگیں، تو صبر وتحمل کا مُظاہرہ کریں، فرائض وواجبات کی پابندی کریں، حلال ذرائع آمدَن اپنائیں، اللہ تعالیٰ سے استعانت ومدد چاہیں، یقینِ کامل کے ساتھ صلاۃ الحاجات کا خوب اہتمام کریں، اور دل ودماغ کو باوَر کرائیں کہ مشکلات وقتی اور عارِضی ہیں، مَصائب وآلام کی یہ گھڑی بھی گزر جائے گی، اور اچھا وقت بہت جلد آئے گا؛

(۱) پ۲، البقرۃ: ۱۵۵، ۱۵۶.

کہ ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا﴾[1] "تو یقیناً دُشواری کے ساتھ آسانی ہے! یقیناً دُشواری کے ساتھ اَور آسانی ہے"۔

ہماری ذِمّہ داری

میرے عزیز دوستو، بھائیو اور بزرگو! خودکشی مسائل کا حل ہرگز نہیں، لہذا اس کا خیال بھی اپنے قریب نہ پھٹکنے دیں! حالات کا ڈٹ کر مُقابلہ کریں، توکُّل وقناعت کی عادت اپنائیں، تقدیرِ الٰہی سے راہِ فرار اختیار نہ کریں، ہر حال میں شکرِ الٰہی بجالائیں، اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل وکرم کی دعا مانگیں، اپنے اِرد گرد بسنے والوں کو خودکشی کے اَخلاقی وسماجی نقصانات سے آگاہ کریں، تنگدستوں، مقروضوں اور پریشان حال لوگوں کے ساتھ نرمی سے پیش آئیں، اور حسبِ استطاعت ان کے ساتھ تعاوُن کریں، ذہنی تناؤ اور مشکلات سے دوچار لوگوں میں جینے کا حَوصلہ پیدا کریں، اور انہیں اپنی مدد وتعاوُن کی یقین دہانی کرائیں!۔

دعا

اے اللہ! ہمیں خودکشی جیسے فعلِ حرام اور کبیرہ گناہ سے بچا، اپنے مسائل اور حالات کا ڈَٹ کر مقابلہ کرنے کی ہمت عطا فرما، ہمارے اندر صبر وتحمّل اور قوّتِ برداشت پیدا فرما، توکُّل وقناعت کی توفیق عطا فرما، ہر حال میں تقدیر پر راضی رہنے کا جذبہ عنایت فرما، غریبوں، تنگدستوں اور مقروضوں کی مدد کا جذبہ عطا فرما، اور ہمیں شیطانی وسوسوں کا شکار ہونے سے بچا، آمین یاربّ العالمین!۔

---

(۱) پ۳۰، الانشراح: ٥، ٦.

ٹرانس جینڈر ایکٹ ۲۰۱۸ء

(Transgender Act 2018)

(جمعۃ المبارک ۲۶ صفر المظفّر ۱۴۴۴ھ - ۲۰۲۲/۰۹/۲۳ء)

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلهِ وصحبهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ باللهِ مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسم الله الرّحمنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافِعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلهِ وصَحبهِ أجمعين.

ہم جنس پرستی کی عالَمی تنظیم کی کارستانیاں

برادرانِ اسلام! ۷ مارچ ۲۰۱۸ء کو ہم جنس پرستی کی عالَمی اور بدنامِ زمانہ تنظیم (LGBT) کے اشارے پر، پاکستان کی معروف سیاسی جماعتوں نے باہم اشتراک سے، پاکستان کے ایوانِ بالا (سینٹ) سے ٹرانس جینڈرز پروٹیکشن ایکٹ (Transgenders Protection Act) کے نام سے ایک بِل (Bill) پاس کیا، جسے صرف دوماہ کے قلیل وقفے کے بعد، ۱۸ مئی ۲۰۱۸ء کو قومی اسمبلی سے بھی فی الفَور منظور کروا کر، باقاعدہ قانون کی شکل دے دی گئی۔ بادیٔ النظر میں یہ ایک معمولی سابِل تھا، جو پاکستان میں خُنثیٰ (Intersex) کے حقوق کے تحفظ کے نام پر پاس کیا گیا، لیکن جب اس بِل (جو اَب ایک قانون کی شکل اختیار کر چکا ہے) کے مُندرِجات سامنے آئے، تب ان میں یہود

ونصاریٰ کی اسلام مخالف سازِش کا بڑا گہرا عمل دخل اور رَبط دیکھنے میں آیا۔

ٹرانس جینڈر ایکٹ کے چند اہم نِکات

عزیزانِ محترم! ٹرانس جینڈر ایکٹ (Transgender Act) کے چند اہم نِکات حسبِ ذیل ہیں:

(۱) اس ایکٹ کی دفعہ ۳ کے مطابق کوئی بھی مرد یا عورت صرف اپنی خواہش یا احساس کی بنیاد پر، اپنے شناختی کاغذات میں اپنی جنس تبدیل کروانے کا حق رکھتا ہے، اور نادرا (Nadra) آفس بغیر کسی طبّی مُعائنہ یا سرٹیفکیٹ کے، قانونی طَور پر اس بات کا پابند ہے کہ تبدیلیٔ جنس کی درخواست دینے والے مرد یا عورت کی حسبِ خواہش جنس کا اِندراج کرے۔ ٹرانس جینڈر ایکٹ میں اس قانون کے لیے (Self Perceived Gender Identity) کی اصطلاح وضع کی گئی ہے[۱]۔

(۲) اس بِل کے چیپٹر ۲ کی سیکشن ۲ اور ۳ کا ذکر کرتے ہوئے مفتیٔ اعظم پاکستان جناب مفتی منیب الرحمن صاحب نے تحریر فرمایا، کہ "قومی رجسٹریشن اَتھارٹی نادرا سمیت تمام سرکاری محکموں کو، اُس کے اپنے دعوے کے مطابق اُسے مرد یا عورت تسلیم کرنا ہوگا، اور اپنی طے کردہ جنس کے مطابق اُسے نادرا سے قومی شناختی کارڈ (National Identity Card)، ڈرائیونگ لائسنس (Driving License)، چلڈرن رجسٹریشن سرٹیفکیٹ (Children Registration Certificate) وغیرہ کے حصول میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈالی جائے گی"[۲]۔

---

(۱) "پاکستان پر بدترین مغربی، تہذیبی، ثقافتی جارحیت" ص۳۔
(۲) "خواجہ سراؤں کے تحفظ کا بِل اور مضمر خطرات" ڈیجیٹل ایڈیشن روزنامہ "دنیا" ۱۵ جولائی ۲۰۱۹ء۔

(۳) ایک اَور سیکشن میں یہ بھی مذکور ہے کہ ہر طرح کے سامان، رہائش گاہ، خدمات، سہولتوں، فوائد، استحقاق یا مَواقع جو عام پبلک کے لیے وقف ہوتے ہیں، یا رَواجی طور پر عوام کو دستیاب ہوتے ہیں، ٹرانس جینڈرز (Transgenders) کے لیے اُن سے استفادہ یا راحت حاصل کرنے میں کوئی رکاوَٹ نہیں ڈالی جائے گی[1]۔

(۴) ٹرانس جینڈر ایکٹ (Transgender Act) کی شق ۷ کی ذیلی دفعہ ۳ میں یہ بھی کہا گیا ہے، کہ ۱۸ سال کی عمر کو پہنچنے پر وراثت میں مرد خُنثیٰ (Male Intersex) کے لیے مرد کے برابر حصہ ہوگا، زنانہ خُنثیٰ (Women Intersex) کے لیے عورت کے برابر حصہ ہوگا، اور وہ خُنثیٰ مشکل (Hermaphroditism) جو مذکّر اور مؤنّث دونوں خصوصیات کا حامل ہو، یا اس کی جنس (Type) واضح نہ ہو، تو اُسے مرد اور عورت دونوں کی اوسط کے برابر حصہ ملے گا، اور ۱۸ سال سے کم عمر ہونے کی صورت میں اس کی جنس کا تعیُن میڈیکل افسر طے کرے گا[2]۔

جنسی احساسِ ملامت

حضراتِ گرامی قدر! جنسی احساسِ ملامت (Gender Dysphoria) میں مبتلا ہونا ایک مرض ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص پیدائشی طور پر جس جنسی ساخت (مردانہ یا زنانہ) پر پیدا ہوا ہے، وہ خود سمجھتا ہے کہ یہ ساخت اس کے جنسی تشخُّص سے مُطابقت نہیں رکھتی، یہ ایک نفسیاتی مرض ہے، اور جو لوگ اس بیماری میں مبتلا ہیں، وہ ایک خاص قسم کے ٹرانس جینڈر ہیں، اور یہ دنیا میں لاکھوں کی تعداد میں پائے جاتے ہیں۔

---

(۱) ایضاً۔
(۲) ایضاً۔

اگر صرف امریکہ کی بات کی جائے تو "یونیورسٹی آف کیلے فورنیا (University of California)، لاس اینجلس (Los Angeles) کے ولیمز انسٹیٹیوٹ کی رپورٹ کے مُطابق، ۷ لاکھ امریکی یہ سمجھتے ہیں کہ ان کی موجودہ جنس وہ نہیں جو اُن کی پیدائش کے وقت تھی، سو وہ اسے تبدیل کرانا چاہتے ہیں۔ لیکن ۲۰۱۵ء کی رپورٹ کے مطابق شاید ایسا سمجھنے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہے، ایسے ہی لوگوں کو ٹرانس جینڈر کہا جاتا ہے۔ جبکہ اس نفسیاتی مسئلے کو آج کل کے ماہرینِ نفسیات جنسی احساسِ ملامت (Gender Dysphoria) کہتے ہیں"[۱]۔

نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ تبدیلئ جنس کے قانون کو آج جس انداز سے وطنِ عزیز میں رائج کرنے کی کوششیں کی جارہی ہیں، اس انداز سے دنیا میں کہیں بھی یہ قانون رائج نہیں، خود یو کے (UK) میں ۲۰۰۴ء میں جنسی تعیُّن کے ایکٹ میں طبّی مُعائنے اور طبّی سرٹیفکیٹ کو لازم قرار دیا گیا ہے، جبکہ پاکستان جینڈر ایکٹ ۲۰۱۸ء کے لحاظ سے کسی میڈیکل بورڈ کی رائے کے بغیر، اپنی مرضی اور صوابدید پر مرد سے عورت، یا عورت سے مرد بننے اور تبدیلئ جنس کا آپریشن کرانے کی کھلی چُھوٹ ہے[۲]۔

قانون کا غلط استعمال

حضراتِ ذی وقار! ہم بحیثیت مسلمان ٹرانس جینڈر ایکٹ ۲۰۱۸ء کے ہر گز قائل نہیں ہوسکتے؛ تاکہ ہم جنس پرستی کے دل دادہ ہوَس کے مارے (نفسیاتی بیمار

(۱) ایضًا۔

(۲) روزنامہ "پاکستان" ڈیجیٹل ایڈیشن، ۱۶ ستمبر ۲۰۲۲ء، ملخصًا۔

بے چارے) اس قانون سے غلط فائدہ اٹھا کر، مُعاشرے میں ایڈز (Aids) وغیرہ بیماریوں کو پھیلانے کا سبب نا بنیں، نیز اس سے پوری قوم بھی اللہ کے عذاب کا شکار ہو سکتی ہے!! بلکہ اس کا نام (Intersex Protection Act) ہونا چاہیے؛ تاکہ حقیقۃً جو پیدائشی خُنثیٰ (Intersex) ہیں انہیں اس کا فائدہ ہو، جبکہ غلط قسم کے بدمُعاش، بدکردار اور آوارہ لوگ اس قانون کا ناجائز استعمال نہ کر سکیں!!۔

نیز پیدائشی خُنثیٰ (Intersex) کے حقوق پر قانون سازی ہونی چاہیے، ان کے حقوق پر آواز بلند کی جائے، آخر ان مظلوموں کو اپنے ہی گھروں سے کیوں نکال دیا جاتا ہے؟ اس کے خلاف آواز اٹھانی چاہیے، ان کو غیر قانونی طریقوں سے ہیجڑوں، کھسروں اور کھدڑوں کی سرپرستی کرنے والوں، اور ان سے بدکاری کا دھندہ کرانے والے گروہوں کے حوالے کیوں کر دیا جاتا ہے؟ انہیں مُعاشرے میں عزّت ووقار کیوں حاصل نہیں؟ والدین اپنی دیگر اَولاد کی طرح انہیں وراثت میں حصّہ کیوں نہیں دیتے؟ انہیں مُعاشرہ میں ہر جگہ ذِلّت ورُسوائی کا سامنا کیوں کرنا پڑتا ہے؟ میڈیا (Media) اس سلسلے میں عوام کو آگاہی اور شُعور کیوں نہیں دیتا؟ حکومتِ وقت ان کے لیے مناسب روزگار کا اہتمام کیوں نہیں کرتی؟ آخر انہیں بھیک مانگنے، ناچنے گانے اور بدکاری کا پیشہ اپنانے پر کیوں مجبور کیا جاتا ہے؟! درحقیقت ان تمام اُمور پر بات کرنے اور شُعور دینے کی آج شدید ضرورت ہے!!

یقیناً اس بات کے ہم بھی قائل ہیں کہ پیدائشی ہیجڑوں (Intersex) کو ان کے بنیادی انسانی حقوق ضرور ملنے چاہئیں، دینِ اسلام میں خنثٰی (Intersex) سے متعلق اَحکام اور حقوق کو بڑے مفصَّل انداز سے بیان کیا گیا ہے، لہذا کوئی بھی صاحبِ

علم، خُنثیٰ (Intersex) کو ان کے بنیادی حقوق دیے جانے کی مخالفت ہرگز نہیں کر سکتا، مگر جانے انجانے میں خنثیٰ (Intersex) کے نام پر، ہم جنس پرستی جیسے مکروہ اور غلیظ فعل کے لیے چور دروازہ کھولنے کی سازش بھی، کسی صورت برداشت نہیں کی جاسکتی!۔

۲۰۱۸ء سے لے کر ۲۰۲۱ء تک اس قانون کا کتنا مثبت استعمال ہوا اور کتنا منفی؟ اس کا اندازہ اس بات سے لگائیے کہ ۲۰۱۸ء کے بعد سے تین سال کے دوران نادرا کو، جنس تبدیلی کی قریبًا ۲۹ ہزار درخواستیں موصول ہوئیں، جن میں سے ۱۶ ہزار ۵۳۰ مَردوں نے اپنی جنس عورت میں تبدیل کرائی، جبکہ ۱۵ ہزار ۱۵۴ عورتوں نے اپنی جنس مَرد میں تبدیل کرائی۔ خُنثیٰ (Intersex) جن کے حقوق کے تحفظ کے نام پر بنیادی طَور پر ٹرانس جینڈر ایکٹ پاس کیا گیا ہے، ان کی پاکستان بھر سے صرف ۳۰ درخواستیں موصول ہوئیں، جن میں ۲۱ نے مرد کے طور پر، اور ۹ نے عورت کے طور پر اِندراج کی درخواست دی[۱]۔

اتنی بڑی تعداد میں لوگوں کا اپنی جنس تبدیل کرنے کے لیے درخواستیں دینا اس بات کا واضح ثبوت ہے، کہ وطنِ عزیز پاکستان کو دجّالی شیطانی سَمت لے جانے کے لیے بھرپور سازش رَچائی جارہی ہے!! مُعاشرتی پابندیوں کے باعث جس مکروہ فعل کو سرِعام کرنا مشکل ہے، اس کے لیے اب قانون کا سہارا تلاش کرنے کی مذموم کوشش کی جارہی ہے!! آپ خود ہی بتائیے کہ جب ایک مرد خود کو باعتبارِ جنس بطور عورت رجسٹر کروائے گا، تو قانونی طور پر کسی دوسرے مرد کے ساتھ شادی کرکے اس کے

---

(۱) "ٹرانس جینڈر ایکٹ... خدشات ومضمرات" نیونیوز ڈیجیٹل ایڈیشن، ۱۲ ستمبر ۲۰۲۲ء۔

ساتھ جنسی تعلق قائم کرنا، اس کے لیے قانوناً ممکن ہو جائے گا یا نہیں؟! کیا یہ سراسر لَواطت اور فعلِ حرام نہیں؟! ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿إِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ﴾[1] "تم تو مَردوں کے پاس شہوَت سے جاتے ہو عورتیں چھوڑ کر، بلکہ تم لوگ حد سے گزر گئے!"۔

ایک اَور مقام پر ارشاد فرمایا: ﴿إِنَّكُمْ لَتَأْتُوْنَ الرِّجَالَ وَ تَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ ۙ وَ تَأْتُوْنَ فِيْ نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ ؕ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوا ائْتِنَا بِعَذَابِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ﴾[2] "کیا تم مَردوں سے بدفعلی کرتے ہو اور راہ مارتے ہو؟! اور اپنی مجلس میں بُری بات کرتے ہو! تو اس کی قوم کا کچھ جواب نہ ہوا مگر یہ کہ بولے: ہم پر اللہ کا عذاب لاؤ اگر تم سچّے ہو!"۔

میرے محترم بھائیو! ایک مرد کا دوسرے مرد کے ساتھ جنسی تعلق قائم کرنا لَواطت کہلاتا ہے، اس فعل کا اِرتکاب عذابِ الٰہی کو دعوت دینے کے مترادِف ہے، قومِ لُوط پر اسی فعلِ شنیع کے باعث اللہ تعالی کا عذاب آیا، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَ اَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ؕ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ﴾[3] "اور ہم نے اُن پر (پتھروں کی) ایک بارش برسائی، تو دیکھو کیسا انجام ہوا مجرِموں کا!"۔

ایک اَور مقام پر ارشاد فرمایا: ﴿فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَ اَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ۙ۬ مَّنْضُوْدٍ ۙ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ ؕ وَ مَا هِيَ مِنَ

(۱) پ۸، الأعراف: ۸۱.
(۲) پ۲۰، العنكبوت: ۲۹.
(۳) پ۸، الأعراف: ۸۴.

الظّٰلِمِیْنَ بِبَعِیْدٍ﴾[1] "پھر جب ہمارا حکم آیا ہم نے اُس بستی کے اوپر کو اُس کا نیچا کر دیا (اُلٹ دیا)، اور اس پر کنکر کے پتھر لگاتار برسائے، جو نشان کیے ہوئے تیرے رب کے پاس ہیں، اور وہ پتھر کچھ ظالموں سے دُور نہیں!"۔

حضرت سیّدنا جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، مصطفی جانِ رحمت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «إِنَّ أَخْوَفَ مَا أَخَافُ عَلَى أُمَّتِي عَمَلُ قَوْمِ لُوطٍ»[2] "مجھے اپنی اُمت کی بربادی کا جس چیز سے زیادہ خوف ہے، وہ قومِ لُوط والا عمل ہے"۔

اسی طرح اگر کوئی صحیح سالم عورت اپنی جنس تبدیل کر کے خود کو مرد کے طور پر رجسٹر کروالے، یا سرجری (آپریشن) کے ذریعے اپنی جنس تبدیل کر لے، تو اسے بھی کل کلاں نکاح کے ذریعے قانونی طور پر یہ اجازت مل جائے گی، کہ کسی دوسری عورت کے ساتھ جنسی تعلق قائم کر لے، کہ قانون کی نظر میں اب وہ دو ۲ عورتیں نہیں بلکہ مرد وعورت ہیں، اور یوں لزبیین سیکس (Lesbian sex) کا راستہ بھی ہموار ہو جائے گا!!۔

یاد رکھیے! ایسا کرنا تغییرِ خَلق اور عذابِ الٰہی کو دعوت دینا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَّ لَاُضِلَّنَّهُمْ وَ لَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَ لَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَ لَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا﴾[3] "قسم ہے میں ضرور انہیں بہکادُوں گا! اور ضرور انہیں آرزُوئیں دِلاؤں گا! اور ضرور انہیں کہوں گا کہ وہ چوپایوں کے کان چیریں گے! اور ضرور

---

(١) پ١٢، هُود: ٨٢، ٨٣.

(٢) "سنن الترمذي" أبواب الحدود، ر: ١٤٥٧، صـ٣٥٤.

(٣) پ٥، النساء: ١١٨.

انہیں کہوں گا کہ وہ اللہ کی پیدا کی ہوئی چیز بدل دیں گے! اور جو اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو دوست بنائے وہ کھلے نقصان میں پڑا!"۔

تبدیلئ جنس تغییرِ خَلق ہے

حضراتِ گرامی قدر! تبدیلئ جنس تغییرِ خَلق ہے، قرآنِ کریم میں اس کی ممانعت فرمائی گئی ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا ؕ لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ﴾[1] "اللہ کی ڈالی ہوئی بنیاد جس پر لوگوں کو پیدا کیا، اللہ کی بنائی ہوئی چیز نہ بدلنا، یہی سیدھا دِین ہے!"۔

حقِ وراثت سے متعلق قانون میں خرابی اور اِبہام

عزیزانِ مَن! ٹرانس جینڈرز ایکٹ (Transgenders Act) کی شق ۷ کی ذیلی دفعہ ۳ خُنثی (Intersex) کے حقِ وراثت سے متعلق ہے، اس میں مذکور ہے کہ "اٹھارہ ۱۸ سال کی عمر ہونے پر خُنثی (Intersex) مرد وعورت کو اُن کی جنس کے مطابق حقِ وراثت دیا جائے گا"۔ سب سے پہلے یہ بات ذہن نشین کر لیجیے کہ دینِ اسلام میں ۱۸ سال یا اس سے زیادہ یا کم عمر والے کا، وراثت میں حصہ ایک ہی ہے، اس میں عمر کے لحاظ سے کوئی تفاوُت نہیں، یہاں تک کہ اگر مُورِث کی وفات کے وقت کسی وارِث کی عمر ایک دن یا چند دن تھی، تو وہ بھی اپنی صِنف کے اعتبار سے برابر کا حصہ دار ہے، نیز صنف کا تعیُّن پیدائش کے وقت سے ہی ہو جاتا ہے، اس کا تعلق کسی کے اپنے گمان وخیال یا خواہش سے نہیں، اور اگر اس بارے میں کوئی اِبہام ہے، اور طبّی مُعائنہ سے طے کرنے

---

(۱) پ۲۱، الرُوم: ۳۰.

کی ضرورت ہے، تب بھی اس میں اٹھارہ ۱۸ سال یا اس سے کم عمر میں کوئی تفریق رَوا نہیں رکھی جاسکتی۔ یعنی کسی فرد کی اپنی خواہش اور تصوُر (Self Perception) پر جنس کے تعیُن کے معنی یہ ہیں، کہ وہ عورت ہوتے ہوئے اپنے آپ کو مرد قرار دے ڈالے، تو وراثت میں اس کا حصہ عورت کے مقابلے میں دُگنا ہو جائے گا، جبکہ شریعتِ اسلام میں اس چیز کی گنجائش نہیں، لہٰذا شریعت کی رُو سے اس قانون میں یہ بہت بڑی خرابی اور بنیادی اِبہام ہے"[1] جسے دُور کرنے کی اشدّ ضرورت ہے۔

جھوٹ اور دھوکہ دہی

جانِ برادر! تبدیلئ جنس قانون کے نفاذ کی صورت میں کوئی بھی مرد یا عورت ٹرانس جینڈر ہونے کا دعویٰ کر سکتا ہے، اور اس سلسلے میں صرف اس کا اپنا کہنا ہی کافی ہوگا، کسی میڈیکل پروف یا شرعی ثبوت کے بغیر صرف متعلقہ مرد یا عورت کے بیان کو کافی قرار دینا، جھوٹ اور دھوکہ دہی کا راستہ کھولنے کے مترادِف ہے!! حالانکہ جھوٹ اور دھوکہ دینا حرام، اور جہنّم میں لے جانے والے کام ہیں، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ﴾[2] "جھوٹوں پر اللہ تعالی کی لعنت"، اور لعنت کا مطلب ہے اللہ کی رحمت سے دُور!۔

نبئ کریم ﷺ نے بھی جھوٹ کی نحوست اور اس کے باعث ہونے والے عذاب کا ذکر فرمایا، حضرت سیّدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ

---

(۱) "خواجہ سراؤں کے تحفظ کا بِل اور مضمر خطرات" ڈیجیٹل ایڈیشن روزنامہ "دنیا" ۱۵ جولائی ۲۰۱۹ء۔

(۲) پ۳، آل عمران: ٦١.

ﷺ نے ارشاد فرمایا: «إِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ! فَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِيْ إِلَى الْفُجُوْرِ، وَإِنَّ الْفُجُوْرَ يَهْدِيْ إِلَى النَّارِ، وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَكْذِبُ وَيَتَحَرَّى الْكَذِبَ، حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ الله كَذَّاباً»[1] "جھوٹ سے بچو؛ کیونکہ جھوٹ بُرائی کی طرف، اور بُرائی جہنّم کی طرف لے جاتی ہے، انسان جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ میں کوشاں رہتا ہے، یہاں تک کہ اللہ تعالی کے ہاں جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے"۔

حضرت سیّدنا امام نووی رحمہ اللہ تعالی علیہ اس حدیثِ پاک کی شرح میں فرماتے ہیں کہ "علمائے کِرام نے فرمایا: اس کے معنی یہ ہیں کہ جھوٹ بُرائیوں کی طرف لے جاتا ہے، اور جھوٹ نیکی پر استقامت سے دُور کر دیتا ہے۔ اس حدیثِ پاک میں جھوٹ سے بچنے کی تاکید ہے"[2]۔

دھوکہ دہی کی مذمت میں حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، سرکارِ دوجہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا: «مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا»[3] "جو ہمیں دھوکہ دے، وہ ہم میں سے نہیں"۔

بے پردگی اور بے حیائی کا فروغ

حضراتِ محترم! ٹرانس جینڈر ایکٹ کی متعدّد خرابیوں میں سے ایک بڑی خرابی یہ بھی ہے، کہ یہ قانون بے پردگی اور بے حیائی کے فروغ کا سبب بنے گا، اس قانون سے مکمل استفادہ کرنے کے لیے بعض مرد وعورت سرجری (آپریشن) کا سہارا

---

(١) "صحيح مسلم" كتاب البِرّ والصِّلة، ر: ٦٦٣٩، صـ١١٣٨.
(٢) "شرح صحيح مسلم" كتاب البِرّ والصِّلة والآداب، الجزء ١٦، صـ١٦٠.
(٣) "صحيح مسلم" كتاب الإيمان، ر: ٢٨٣، صـ٥٧.

لیتے ہیں، اور اس سلسلے میں اپنا ستر بلاوجہِ شرعی غیر مرد وعورت (یعنی ڈاکٹر صاحبان) کے سامنے کھولتے ہیں، بلاضرورت ایسا کرنا بھی حرام ہے، حضرت سیّدنا ابو سعید خُدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «لَا يَنْظُرُ الرَّجُلُ إِلَى عَوْرَةِ الرَّجُلِ، وَلَا الْـمَرْأَةُ إِلَى عَوْرَةِ الْـمَرْأَةِ»[1] "مرد مرد کے ستر کی طرف نظر نہ کرے! اور عورت عورت کے ستر کی طرف نظر نہ کرے!"۔

مرد وعورت میں باہم مُشابہت

رفیقانِ ملّت اسلامیہ! ٹرانس جینڈر ایکٹ کی ایک بڑی خرابی یہ بھی ہے، کہ یہ بِل (Bill) مرد وعورت میں باہم مُشابَہت کا سبب بنے گا، مرد اپنی جنس تبدیل کر کے یا تبدیلئ جنس کا جھوٹا اِندراج کروا کر، زَنانہ وضع قطع اختیار کر رہے ہیں، اور عورتیں تبدیلئ جنس کے نام پر مردانہ لباس اور چال ڈھال اپنا رہی ہیں، حضرت سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ارشاد فرمایا: «لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ، وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ»[2] "رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی اُن مَردوں پر جو عورتوں کی مُشابَہت اختیار کریں، اور اُن عورتوں پر جو مَردوں کی مُشابہت اختیار کریں"۔

میرے عزیز دوستو بھائیو اور بزرگو! ٹرانس جینڈر ایکٹ خُنثیٰ (Intersex) کے حقوق کے نام پر، پاکستانی مسلمانوں کو دیا جانے والا بہت بڑا دھوکہ اور فریب ہے، یہ

---

(١) "صحيح مسلم" كتاب الحيض، باب تحريم النظر إلى العورات، ر: ٧٦٨، صـ١٥٠.

(٢) "صحيح البخاري" كتاب اللباس، ر: ٥٨٨٥، صـ١٠٣٥، ١٠٣٦.

قانون جھوٹ، بے پردگی، بے حیائی، تغییرِ خَلق، مرد و عورت میں باہم مشابَہت اور حقِ وراثت سے متعلق متعدّد خرابیوں اور اِبہام کا مجموعہ ہے، یہ قانون زِنا اور بدکاری، لَواطت اور ہم جنس پرستی کے فروغ کا سبب، اور عذابِ الٰہی کو دعوت دینے والا ہے، لہذا ہم تمام مقتدر حلقوں سے گزارش کرتے ہیں کہ خدارا! اللہ کے عذاب کو دعوت مت دیجیے! میدانِ محشر میں ہونے والے حساب وکتاب اور عذابِ جہنّم سے ڈریں! اس قانون پر نظرِ ثانی کریں، اور علماء ومفتیانِ کرام کی مُشاوَرت سے اس قانون کو صرف پیدائشی ہیجڑوں (Intersex) کے جائز شرعی اور بنیادی انسانی حقوق تک محدود رکھیں، تبدیلیٔ جنس کے سلسلہ میں میڈیکل بورڈ کی رپورٹ اور طبّی مُعائنہ کو بھی لازم قرار دیا جائے، عام مرد وعورت کی تبدیلیٔ جنس پر پابندی عائد کی جائے، نیز ہم جنس پرستی کی تمام صورتوں پر پابندی عائد کریں؛ تاکہ کوئی بھی شخص قانون کا غلط استعمال کر کے کسی چور دروازے سے، اسلامی مُعاشرے میں اس بے حیائی کے وائرس کو داخل کرنے میں کامیاب نہ ہوسکے!۔

دعا

اے اللہ! ہمیں بے پردگی اور بے حیائی سے بچا، ہم جنس پرستی جیسے فعلِ شنیع سے محفوظ فرما، زِنا وبدکاری سے محفوظ فرما، فعلِ لَواطت سے اُمتِ محمدیّہ کو بچا، جھوٹ اور دھوکہ دہی کے گناہ سے ہمیں کوسوں دُور رکھ، ہمارے خُنثیٰ (Intersex) مسلمان بہن بھائیوں کو ان کے جائز شرعی حقوق کے حصول میں کامیابی عطا فرما، ان کے نام پر وطن عزیز پاکستان میں رچائی جانے والی سازشوں کو ناکام فرما، اور مرد وعورت کو بھی باہم مشابَہت سے اجتناب کی توفیق مرحمت فرما!، آمین یاربّ العالمین!۔

حضرت مجدِّد اَلفِ ثانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اور فتنۂ اکبری

(جمعۃ المبارک ۲۶ صفر المظفّر ۱۴۴۴ھ - ۲۰۲۲/۰۹/۲۳ء)

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلِهِ وصحبِهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ باللهِ مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسم الله الرّحمنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نُشور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

برادرانِ اسلام! حضرت شیخ مجدِّد اَلفِ ثانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا نام کسی تعارُف کا محتاج نہیں، آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا شمار اپنے زمانے کے بہترین اور جلیل القدر عُلماء میں ہوتا ہے، اللہ جلّ جلالہ نے آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو ظاہری وباطنی کمالات سے خوب نوازا، آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کے اکابر مشایخ میں سے ہیں۔

ولادتِ باسعادت اور اسمِ گرامی

ابو البرکات بدر الدین شیخ احمد سرہندی مجدِّد اَلفِ ثانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی ولادتِ باسعادت ۹۷۱ھ/مطابق ۱۵۶۳ء کو ہندوستان کے علاقہ "سرہند" میں ہوئی، آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا اصل نام شیخ احمد سرہندی ابن شیخ عبد الاَحد رحمۃ اللہ علیہما ہے۔ آپ کا سلسلۂ نَسَب ۲۹ واسطوں سے صحابیٔ رسول حضرت سیّدنا عمر بن خطّاب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے جاملتا

ہے[۱]، اسی نسبت سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو فاروقی بھی کہا جاتا ہے۔

"روضۃ القیّومیہ" میں مذکور ہے کہ امام ربّانی حضور مجدِّد اَلفِ ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادتِ باسعادت پر کُل اولیائے امّت نے جمع ہوکر، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ ماجدہ کو مبارکباد دی، اور آپ کے مَدراجِ عالیہ بیان فرمائے[۲]۔

"روضۃ القیّومیہ" میں مزید یہ بھی مذکور ہے کہ حضرت مجدِّد اَلفِ ثانی قدس سرہٗ کی ولادت کے وقت مغل فرمانروا جلال الدین اکبر نے ایک وحشت ناک خواب دیکھا، کہ شمالی جانب سے ایک تُند وتیز ہوا آئی ہے، جس نے بادشاہ کو اس کے تاج وتخت سمیت اُٹھاکر زمین پر دے مارا ہے۔ بادشاہ اس خواب سے بہت پریشان ہوا، اس نے تعبیر بیان کرنے والوں سے دریافت کیا، تو اُنہوں نے یہ تعبیر بتائی کہ کسی ایسے بزرگ کے ظُہور کا وقت آپہنچا ہے، جس سے آپ کا نظامِ سلطنت بدل جائے گا[۳]۔

ابتدائی تعلیم

عزیزانِ محترم! شیخ مجدِّد اَلفِ ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بچپن میں ہی پہلے قرآنِ کریم حفظ کیا، اور اس کے بعد مزید دینی تعلیم اور علومِ مُتداولہ اپنے والدِ گرامی حضرت شیخ عبد الاَحد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حاصل کیے، جو ایک ممتاز عالمِ دین اور صوفیانہ طبیعت ومزاج کے مالک تھے۔ بعد ازاں سیالکوٹ اور کشمیر تشریف لے گئے، جہاں اکابر عُلمائے کرام

---

(۱) "سیرتِ مجدِّد الف ثانی" حسب نسَب، ص۴۷ مُلخصاً۔

(۲) "روضۃ القیومیہ (اردو)" حضرت مجدد الف ثانی کی ولادت کے چند واقعات، ص۱۱۶، ملخصًا۔

(۳) ایضًا، ص۵۸۔

کی بارگاہ میں حاضر ہوکر معقولات، اور فنِ حدیث میں مہارت حاصل کی، حتّٰی کہ صرف ۱۷سال کی عمر میں تمام تعلیمی مراحل سے گزر کر، درس و تدریس میں مشغول ہو گئے[۱]۔

اساتذۂ کرام

حضرت مجدِّدِ الفِ ثانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے جن اساتذۂ کرام کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیے، ان میں سے چند معروف علمائے دین کے اسمائے گرامی حسبِ ذیل ہیں:

(۱) حضرت مخدوم عبد الاَحد فاروقی (والدِ ماجد)، (۲) حضرت شیخ کمال کشمیری، (۳) حضرت شیخ یعقوب کشمیری، (۴) حضرت قاضی بہلول بدخشی رحمۃ اللہ علیہم[۲]۔

بیعت واجازت

حضرت مجدِّدِ الفِ ثانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سلسلۂ نقشبند میں حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے مرید و خلیفہ ہیں، اللہ جلّ جلالہٗ کے فضل اور مُرشِدِ کریم کی نظرِ کرم، صوفیانہ تربیت اور روحانی تصرُّف کی برکت سے، حضرت مجدِّد الفِ ثانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو اس قدر باطنی کمالات حاصل ہوئے، کہ دیکھتے ہی دیکھتے آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے علم و فضل اور بزرگی کی شہرت دُور دُور تک پھیل گئی، اور متلاشیانِ حق اور تشنگانِ علم دُور دراز سے آکر اپنی تشنگی دُور کرنے اور فیضیاب ہونے لگے۔

پیر و مرشد کا ادب واحترام

حضراتِ گرامی قدر! امام ربّانی مجدِّدِ الفِ ثانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اپنے پیر و مُرشِد، حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا بڑا ادب واحترام کیا کرتے، اور مُرشِدِ کریم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ

(۱) "تجلیات امام ربّانی" "حیاتِ مجدِّدِ اعظم"، ص۸۹، ۹۰، ملخصًا۔
(۲) "سیرتِ مجدِّدِ الف ثانی" "تعلیم و تعلّم"، ص۸۴، ملخصًا۔

بھی حضرت مجدِّد الفِ ثانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے بڑی محبت فرماتے، اور انہیں قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔

"زُبدۃ المقامات" میں مذکور ہے کہ ایک روز حضرت مجدِّد پاک رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اپنے حُجرے میں ایک تخت پر آرام فرما تھے، کہ حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ تن تنہا تشریف لائے، خادم نے دیکھا تو حضرت مجدِّد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو بیدار کرنا چاہا، مگر حضرت خواجہ محمد باقی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے سختی سے منع فرمایا، اور حُجرے کے باہر آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے بیدار ہونے کا انتظار فرمانے لگے، تھوڑی دیر بعد کچھ آہٹ ہوئی تو حضرت مجدِّد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی آنکھ کُھل گئی، آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے آواز دی: کون ہے؟ پیر و مرشد حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے فرمایا کہ "فقیر محمد باقی"، پیر و مُرشِد کی آواز سنتے ہی حضرت مجدِّد الفِ ثانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ بے قرار ہوگئے، اور باہر آکر نہایت عاجزی وانکساری کے ساتھ اپنے مُرشِد کریم کے سامنے باادب بیٹھ گئے[1]۔

شُیوخ وسلاسِل

عزیزانِ مَن! شیخ احمد سرہندی فاروقی، المعروف بہ مجدِّد الفِ ثانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے متعدِّد بزرگوں اور سلاسِلِ طریقت سے اکتسابِ فیض کیا اور نسبت وخلافت پائی، ان میں سے چند معروف مشایخِ طریقت کے اسمائے گرامی حسبِ ذیل ہیں:

(۱) حضرت خواجہ محمد باقی باللہ، (۲) حضرت مخدوم عبد الاَحد فاروقی (والدِ ماجد)، (۳) حضرت شیخ یعقوب صرفی کشمیری، (۴) حضرت سیِّد سکندر شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہم۔

حضرت مجدِّد الفِ ثانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اپنے مکتوب میں تین ۳ سلاسِلِ طریقت میں

---

(۱) دیکھیے: "تذکرۂ مجدِّد الفِ ثانی" پیر و مرشد کا ادب واحترام (حکایت)، ص۹، ۱۰، بحوالہ "زُبدۃ المقامات"۔

اکتسابِ فیض کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "مجھے کثیر واسطوں سے حضور نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شرفِ اِرادت حاصل ہے، سلسلۂ نقشبندیہ میں ۲۱، سلسلۂ قادریہ میں ۲۵، اور سلسلۂ چشتیہ میں ۲۷ واسطوں سے "[۱]۔

اَولادِ اَمجاد

حضراتِ ذی وقار! اللہ ربّ العالمین نے حضرت مجدِّد شیخ احمد سرہندی فاروقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ۷ بیٹوں، اور ۳ بیٹیوں سے نوازا، ان میں سے تین ۳ صاحبزادوں اور تین ۳ صاحبزادیوں کا بچپن میں ہی انتقال ہوگیا تھا۔ حضرت مجدِّد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اَولادِ اَمجاد میں سے بیٹوں کے اسمائے گرامی حسبِ ذیل ہیں:

(۱) حضرت خواجہ محمد صادق، (۲) حضرت خواجہ محمد سعید، (۳) حضرت خواجہ محمد معصوم، (۴) حضرت خواجہ محمد فرخ، (۵) حضرت خواجہ محمد عیسیٰ، (۶) حضرت خواجہ محمد اشرف، (۷) حضرت خواجہ محمد یحییٰ رحمۃ اللہ علیہم[۲]۔

خلفائے گرامی

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! حضرت مجدِّد الفِ ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سلطانِ طریقت تھے، متعدّد بزرگانِ دین اور اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم نے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی رُوحانی توجہ کی برکت سے، ولایت کی منازل ودرَجات طے کیے، اور مَسندِ رُشد وہدایت پر فائز ہوئے، جن خوش بختوں کو حضرت مجدِّد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صحبت اور ہمنشینی میسّر آئی، اور

---

(۱) "مکتوباتِ امام ربّانی" دفترسوم ۳، مکتوب ہشتاد وہفتم ۸۷، جلد ۲، حصّہ نہم ۹، ص۲۶۔

(۲) دیکھیے: "جواہرِ مجدِّدیہ" تیسرا جوہر، اولادِ امجاد، ص۱۱۰- ۱۱۳، ملتقطاً۔

اجازت وخلافت کے پروانوں سے سرفراز کیے گئے، اُن میں سے چند ممتاز خُلفاء حضرات کے اسمائے گرامی حسبِ ذیل ہیں:

(۱) حضرت خواجہ محمد صادق، (۲) حضرت خواجہ محمد سعید، (۳) حضرت خواجہ محمد معصوم، (۴) حضرت میر محمد نعمان اکبرآبادی، (۵) حضرت شیخ حمید بنگالی، (۶) شیخ طاہر لاہوری، (۷) خواجہ محمد صدّیق کشمی، (۸) خواجہ صادق کابُلی، (۹) شیخ بدیع الدین سہارَنپوری، (۱۰) مولانا یوسف سمرقندی، (۱۱) شیخ احمد استنبولی، (۱۲) خواجہ محمد ہاشم، (۱۳) شیخ نور محمد بہاری، (۱۴) شیخ زین العابدین، (۱۵) سیّد محبّ اللہ مانک پوری، (۱۶) مولانا صغیر احمد رُومی، (۱۷) شیخ طاہر اللہ بدخشی رحمۃ اللہ علیہم[1]۔

تصنیفات

حضرت مجدِّد الفِ ثانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی تصنیفات کے طَور پر سب سے زیادہ مشہور کتاب (۱) "مکتوباتِ امام ربّانی" ہے، یہ فارسی زبان میں ہے، البتہ اردو، عربی، ترکی اور انگریزی زبان میں اس کے تراجم بھی شائع ہو چکے ہیں، آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے چار ۴ دیگر رسائل کے نام یہ ہیں: (۲) اِثباتِ نبوّت، (۳) تہلیلہ، (۴) معارفِ لدُنیہ، (۵) شرحِ رُباعیات[2]۔

سیرتِ مبارکہ

میرے محترم بھائیو! حضرت مجدِّد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ بڑے ہی بلند پایہ اور پاکیزہ سیرت کے حامل باعمل بزرگ تھے، "آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ جامعِ علومِ شریعت وطریقت

---

(۱) ایضًا، حضرت مجدِّد کے خلفاء، ص۱۱۳، ۱۱۴، ملتقطاً۔
(۲) "تذکرہ مجدِّد الف ثانی" تصانیف، ص۳۴۔

تھے، آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سنّت ِ رسول کے پابند تھے، عبادت و مجاہدہ، صبر و شکر، علم و تواضُع، زُہد و تقویٰ، توکُّل وقناعت اور تسلیم و رِضا میں یگانۂ عصر تھے، نعمت ِالٰہی حاصل ہوتی تو اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاتے، اور کوئی تکلیف پہنچتی تو صبر فرماتے تھے، آدھی رات کو بیدار ہوکر عبادت میں مشغول ہوجاتے، اور نمازِ تہجد پابندی سے ادا فرماتے تھے"[1]۔

اِتّباعِ شریعت

عزیزانِ محترم! شیخ احمد سرہندی فاروقی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ شریعت کے بڑے پابند تھے، آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے نزدیک محبت ِرسول کا سب سے بڑا تقاضا ہی یہ تھا، کہ مصطفی جانِ رحمت صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کے اُسوۂ حسنہ، اور شریعت ِ مطہَّرہ کی تعلیمات پر عمل کیا جائے۔ حضرت مولانا محمد ہاشم کشمی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں کہ "(حضرت مجدِّد الف ِ ثانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) اس حال کو جس میں شریعت اور اہلِ سنّت وجماعت کی رائے کی مُخالفت ہوتی قبول نہ کرتے تھے، اور فرماتے تھے کہ اَحوال شریعت کے تابع ہیں، شریعت اَحوال کے تابع نہیں؛ کیونکہ شریعت قطعی ہے اور وحی سے ثابت ہے، اَحوال ظنّی ہیں جو کشف واِلہام سے ثابت ہوتے ہیں"[2]۔

آدابِ نماز کی رِعایت

جانِ برادر! حضرت مجدِّد الف ِ ثانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ تمام اُمورِ شریعت، بالخصوص پنجگانہ نماز کو بڑے آداب اور خشوع وخضوع سے ادا فرماتے تھے، تقویٰ کا دامن ہمیشہ تھامے رہتے، اور نماز کے فرائض وواجبات، اور سُنن ومستحبات میں سے کوئی چیز ترک نہیں فرماتے تھے۔

---

(۱) دیکھیے: "تذکرہ اولیائے پاک وہند" حصّہ ششم، باب ۵۲، سیرت ِ پاک، ص۲۶۱، ملتقطاً۔

(۲) دیکھیے: "رسائلِ مجدّد الف ثانی" مجدِّد الف ِ ثانی کردار وافکار، اِتّباعِ شریعت، ص۱۵۔

حضرت مولانا بدر الدین سرہَندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنا ذاتی مُشاہدہ بیان فرماتے ہیں کہ "میں حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نماز دیکھ کر بے اختیار ہوجاتا، اور یہ یقین رکھتا تھا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہمیشہ سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر رہتے ہیں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز کو دیکھتے ہیں، اور اسی طریقے کے مطابق نماز ادا فرماتے ہیں، یوں تو اس فقیر نے دوسرے علماء و مشایخ کو بھی دیکھا ہے، لیکن ایسی نماز کسی کی نہیں دیکھی"(۱)۔

حضرت مجدِّد الفِ ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آدابِ نماز کی رعایت سے متعلق بذاتِ خود ارشاد فرماتے ہیں کہ "لوگ ریاضت و مجاہدات کی ہوَس کرتے ہیں، حالانکہ کوئی ریاضت و مُجاہدہ آدابِ نماز کی رعایت کے برابر نہیں، (مزید یہ بھی ارشاد فرمایا کہ) بہت سے ریاضت کرنے والوں اور پرہیزگاروں کو دیکھا جاتا ہے، کہ رعایتوں اور احتیاطوں میں مشغول ہیں، لیکن آدابِ نماز میں سُستی برتتے ہیں"(۲)۔

اہلِ سنّت وجماعت کے دامن سے وابستگی کی تلقین

حضراتِ محترم! شیخ الاسلام والمسلمین حضرت مجدِّد الفِ ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے مریدوں اور عقیدتمندوں کو اہلِ سنّت وجماعت کے دامن سے لپٹے رہنے کی بڑی تلقین کی، اور ارشاد فرمایا کہ "نَجات کا حاصل ہونا صرف اسی پر مَوقوف ہے کہ تمام اَفعال واقوال اور اُصول وفُروع میں اہلِ سنّت وجماعت کا اِتّباع کیا جائے، اور صرف یہی فرقہ جنّتی ہے، اس کے سوا جتنے فرقے ہیں سب زَوال کے مقام، اور

---

(۱) ایضاً، احتیاط وتقویٰ، صـ۱۷۔

(۲) ایضاً۔

ہلاکت کے کنارے پر ہیں، آج اس بات کو کوئی جانے یا نہ جانے، کَل قیامت کے دن ہر شخص اس بات کو جان لے گا، مگر اس وقت کا جاننا کچھ نفع نہ دے گا!"[۱]۔

عقیدہ اَفضلیتِ صحابہ سے متعلق حضرت مجدِّد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی رائے

برادرانِ اسلام! حضرت مجدِّد الفِ ثانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ صحابۂ کرام کی شان وعظمت اور مَراتب ودرَجات کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے، سب کا یکساں ادب واحترام فرماتے تھے، اور ان کے ساتھ محبت رکھتے تھے، آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں کہ "حضورِ اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے تمام صحابۂ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کو نیکی کے ساتھ یاد کرنا چاہیے، اور نبئ کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہی کی وجہ سے ان کے ساتھ محبت رکھنی چاہیے؛ (کیونکہ) ان کے ساتھ محبت رحمتِ عالمیان صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ساتھ محبت ہے، اور ان کے ساتھ عداوَت سرورِ کشورِ رسالت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہی کے ساتھ عداوَت ہے"[۲]۔

صحابۂ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم میں باہم اَفضلیت کے اعتبار سے حضرت شیخ مجدِّد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا عقیدہ وہی ہے جو دیگر اہلِ سنّت وجماعت کا ہے، اس بارے میں آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے ارشاد فرمایا کہ "خلفائے راشدین میں اَفضیلت کی ترتیب خلافت کی ترتیب کے مُوافق ہے، لیکن شیخین (یعنی سیّدنا ابوبکر صِدّیق اور سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہما) کی اَفضلیت صحابہ وتابعین رضی اللہ تعالٰی عنہم کے اِجماع سے ثابت ہے[۳]، اور اکثر اہلِ سنّت کا یہی مذہب ہے کہ سیّدنا ابوبکر

---

(۱) "مکتوباتِ امام ربّانی" دفترِاوّل، مکتوب شصت ونہم ۶۹، جلد۱، حصّہ دُوم، ص۵۰، ملخصًا۔

(۲) ایضًا، مکتوب دوصد وشصت وششم ۲۶۶، حصّہ چہارُم، ص۱۳۲۔

(۳) ایضًا، ص۱۲۹۔

صِدّیق رضی اللہ تعالٰی عنہ اور حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے بعد تمام صحابہ میں افضل حضرت سیّدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ ہیں، اور ان کے بعد حضرت سیّدنا مولیٰ علی رضی اللہ تعالٰی عنہ افضل ہیں(۱)۔

محبتِ اہلِ بیت سے متعلّق حضرت مجدِّد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا عقیدہ

حضراتِ گرامی قدر! امامِ ربّانی حضور مجدِّد الفِ ثانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اہلِ بیتِ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم سے بھی بڑی محبت وعقیدت رکھتے تھے، اور فرماتے ہیں کہ "حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے اہلِ بیتِ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کے ساتھ محبت کا فرض ہونا نصِ قطعی سے ثابت ہے، اللہ عزّوجلّ نے اپنے حبیب کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی دعوتِ حق، اور تبلیغِ اسلام کا عِوض امّت پر یہی قرار دیا، کہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے قرابتداروں کے ساتھ محبت کی جائے، جیسا کہ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: ﴿قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ؕ وَمَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا﴾(۲) "اے حبیب آپ فرمادیجیے! کہ میں اس خدمتِ دین اور احسان پر تم سے، سوائے قَرابت کی محبت کے کچھ اُجرت نہیں مانگتا، اور جو نیک کام کرے ہم اس کے لیے اس میں خوبی بڑھائیں"(۳)۔

تعلیماتِ امام ربّانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ

حضراتِ ذی وقار! حضرت مجدِّد شیخ احمد سرہندی فاروقی نقشبندی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی تعلیمات زُہد واِخلاص، تقویٰ وپرہیزگاری، فکرِ آخرت، اصلاحِ اعمال، اور تزکیۂ نفس پر مبنی ہیں، آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے مکتوبات اس کی واضح اور روشن مثال ہیں، آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے

---

(۱) ایضاً، ص۱۳۰۔

(۲) پ ۲۵، الشُّوریٰ: ۲۳.

(۳) "مکتوباتِ امامِ ربّانی" دفترِ اوّل، مکتوب دوصد وشصت وششم ۲۶۶، جلد ۱، حصّہ ۴، ص۱۲۴۔

اپنے مریدوں، عقیدت مندوں اور محبت رکھنے والوں کو جو تعلیمات ارشاد فرمائیں، اُن سب کا اِحاطہ اس مختصر سی تحریر میں کرنا تقریبًا ناممکن ہے، البتہ چیدہ چیدہ تعلیمات واِرشادات حسبِ ذیل ہیں:

ترکِ دنیا کی تلقین

(۱) "ترکِ دنیا کی دو ۲ قسمیں ہیں: ایک تو یہ کہ ضروریات کے سوا تمام دنیوی مُباحات (جائز اُمور) کو بھی چھوڑ دیا جائے، یہ اعلیٰ قسم کا ترک ہے۔ اور دوسری قسم یہ کہ محرّمات اور مشتبہات سے اجتناب کیا جائے، اور مُباح اُمور سے فائدہ حاصل کیا جائے، یہ قسم بھی خاص کر ہمارے عہد میں نادرُ الوُجود اور کمیاب ہے"[۱]۔

انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی پیروی کی تاکید

(۲) سعادتِ اَبدی اور نَجات حضراتِ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی متابعت وپیروی سے وابستہ ہے، اگر بالفرض ہزار سال تک عبادت کی جائے، سخت ریاضتیں اور کٹھن مُجاہدات کیے جائیں، مگر ان انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے نورِ متابعت وتابعداری سے ہمارے سینے منوّر نہ ہوں، تو ان تمام ریاضتوں اور مجاہدوں کو ایک جَو کے بدلے بھی نہ خریدا جائے گا (یعنی ایسی ریاضتوں کی کوئی حیثیت نہیں ہوگی)، لیکن اگر دوپہر کا سونا (قیلولہ) جو سراسر غفلت ہے، ان حضراتِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی مُتابعت وپیروی میں کرلیا جائے، تو یہ اُن ریاضوں اور مُجاہَدوں سے کہیں بڑھ کر ہوگا[۲]۔

---

(۱) ایضًا، مکتوب صد وشصت وسیوم ۱۶۳، جلد۱، حصّہ ۳، ص۴۵، ۴۶۔

(۲) ایضًا، مکتوب صد ونود ویکم ۱۹۱، ص۷۷، ملخصًا۔

شریعت وطریقت میں باہمی تعلق

(۳) شریعت دنیا وآخرت کی تمام سعادتوں کی ضامن ہے، اور کوئی ایسا مطلب نہیں جس کے حاصل کرنے میں شریعت کے سِوا کسی اَور چیز کی حاجت پڑے، اور طریقت و حقیقت دونوں شریعت کے خادِم ہیں(۱)۔

نفسِ اَمّارہ کی پیروی کا نقصان

(۴) شیطان خواہشاتِ انسانی کی راہ سے آتا ہے، اور انسان کو مرغوب چیزوں کی طرف رہنمائی کرتا ہے، دشمنِ خانگی نفسِ اَمّارہ کی مدد سے انسان پر غلبہ پاتا، اور اُس کو اپنا فرمانبردار بنالیتا ہے، در حقیقت ہماری بلا نفسِ اَمّارہ ہی ہے جو ہمارا جانی دشمن ہے، لہٰذا سب سے پہلے اپنے نفس کا سر کاٹنا چاہیے اور اُس کی تابعداری چھوڑ دینی چاہیے(۲)۔

ظاہری وباطنی دَولت

(۵) حقیقت میں ظاہری دَولت یہ ہے کہ اپنے ظاہر کو شریعتِ مصطفویہ کے اَحکام سے آراستہ کیا جائے، اور باطنی دَولت یہ ہے کہ اپنے باطن کو ماسوائے حق سبحانہ کی گرفتاری سے خلاص وآزاد کیا جائے"(۳)۔

حضرت مجدِّد الفِ ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے شاعرِ مشرق کی عقیدت

میرے محترم بھائیو! شاعرِ مشرق ڈاکٹر محمد اقبال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت مجدِّد الفِ ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دینی خدمات، تبلیغی کوششوں اور رُوحانی مقام ومرتبہ سے بڑے متاثر

---

(۱) ایضاً، مکتوب سی وششم ۳۶، حصّہ ا، ص۹۸۔

(۲) ایضاً، دفترِ سوم ۳، مکتوب سی وسیوم ۳۳، جلد ۲، حصّہ ہشتم ۸، ص۸۴۔

(۳) ایضاً، دفترِ اوّل، مکتوب چہل ونہم ۴۹، ج ا، حصّہ دُوم، ص۲۱۱۔

تھے، بلکہ حضرت مجدِّد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے گہری عقیدت و محبت رکھتے تھے، شاعرِ مشرق ڈاکٹر محمد اقبال رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی حضور شیخِ مجدِّد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے گہری نیاز مندی کا اندازہ اس بات سے لگائیے، کہ ڈاکٹر اقبال نے باقاعدہ حضرت مجدِّد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے مزارِ پُرانوار پر حاضری دی، اور آپ کی شان میں ایک منقبت بھی قلمبند فرمائی، جس میں حضرت مجدِّد پاک رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی رُوحانی شان و عظمت کا اعتراف کرتے ہوئے تحریر فرمایا: ع

حاضر ہوا میں شیخِ مجدِّد کی لحد پر
وہ خاک کہ ہے زیرِ فلک مَطلعِ انوار

اس خاک کے ذرّوں سے ہیں شرمندہ ستارے
اس خاک میں پوشیدہ ہے وہ صاحبِ اَسرار

گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے
جس کے نفَسِ کرم سے گرمیٔ اَحرار

وہ ہند میں ہے سرمایۂ ملّت کا نگہباں
اللہ نے بَر وقت کیا جس کو خبردار[1]

بادشاہ جہانگیر کو سجدۂ تعظیمی سے انکار

حضراتِ گرامی قدر! حضرت مجدِّد الفِ ثانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا زمانہ اَز حد پُرآشوب تھا، ہر طرف بدعت وضلالت (گمراہی) کے اندھیرے پھیلے ہوئے تھے، کفر وشرک کی خزائیں

(۱) "کلیاتِ اقبال" بالِ جبریل، منظومات، پنجاب کے پیرزادوں سے، ص۴۸۸، ۴۸۹۔

زوروں پر تھیں، اکبر بادشاہ کی اسلام دشمنی اور جہانگیر کی آزاد رَوی کے سامنے حضرت مجدِّد پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے عزم واِستقلال نے اندھیروں اور خزاؤں کا تسلُّط ختم کیا، اور شہنشاہوں کی اکڑی ہوئی گردنیں خم کردیں، جس وقت بادشاہِ وقت نے حضرت مجدّد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو سجدۂ تعظیمی کے لیے مجبور کیا، تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے صاف انکار کیا اور ارشاد فرمایا کہ "جو سر بارگاہِ الٰہی میں جھکتا ہو، کسی اَور کے دروازے پر کیسے جھک سکتا ہے!"۔ سجدۂ تعظیمی سے انکار کے بعد حضرت شیخ احمد سرہندی نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو طرح طرح سے ظلم وستم کا نشانہ بنایا گیا، لیکن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پایۂ استقلال میں کوئی لرزش نہ آئی، ایسی جراَت، استقلال اور استقامت کی توقع سیّدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لختِ جگر سے ہی کی جاسکتی ہے[1]۔

شاہ جہاں کی بادشاہت اور حضرت مجدِّد کی بِشارت

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! حضرت مجدِّد الفِ ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اللہ تعالیٰ کے کامل ولی، واقف اَسرارِ حقیقت، اور مُقرّبِ بارگاہِ ایزدی تھے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو دعا مانگتے وہ جلد سندِ قبولیت پالیتی تھی، منقول ہے کہ "ایک دن حضرت مجدِّد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تنہا بیٹھے تھے کہ بادشاہ جہانگیر کا بیٹا شہزادہ خرم آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ "یہ عجیب بات ہے کہ میں نے ہمیشہ آپ کی طرفداری وحمایت کی، مگر آپ نے میرے حق میں دعا کے بجائے بادشاہ کے حق میں دعا فرمائی!" آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواباً فرمایا کہ "مت گھبراؤ؛ کیونکہ مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ معلوم ہوا ہے کہ عنقریب تخت پر تو بیٹھے گا، اور تیرا لقب "شاہ جہاں" ہوگا"، شہزادہ خرم نے حضرت مجدِّد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں عرض کی

---

(۱) دیکھیے: "رسائلِ مجدّد الفِ ثانی" "مجدّد الف ثانی کردار وافکار، عزم واستقلال، ص۲۱، ملخصًا۔

کہ "مجھے بطورِ تبرک اپنی دستار عطا فرمائیں، تو امامِ ربّانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اپنی دستار شہزادہ خرم کو عطا فرمادی، جو کافی عرصہ تک مغل بادشاہوں کے پاس تبرکاً محفوظ رہی"[1]۔

حضور مجدِّد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی دینی خدمات

برادرانِ ملّتِ اسلامیہ! امامِ ربّانی حضرت شیخ احمد سرہَندی فاروقی نقشبندی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے دینِ اسلام کی تبلیغ اور نشرواشاعت میں گراں قدر دینی خدمات انجام دیں، آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے جہالت کی تاریکیوں میں بھٹکنے والوں کو کتاب وسنّت کی دعوت دی، شرک وبدعت کے خلاف جدوجہد فرمائی، علمائے سُوء کی بیخ کنی فرمائی، جعلی پیروں کو بے نقاب کیا، حاکمِ وقت کے سامنے کلمۂ حق بلند فرمایا، اور دینِ اکبری کی صورت میں اٹھنے والے فتنے کا اس طرح خاتمہ فرمایا، کہ آج پوری دنیا میں کوئی اس کا نام لیوا یا پیروکار موجود نہیں!۔

تبلیغی وُفود کی روانگی

حضرت مجدِّد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے دنیا کے مختلف ممالک اور خِطوں میں مُتعدِّد تبلیغی وُفود روانہ فرمائے، جن میں یمن (Yemen)، شام (Syria)، روم (Rome)، ترکستان (Turkestan)، کاشغر (Kashgar)، بدخشان (Badakhshan)، اور خُراسان (Khorasan) وغیرہ خاص طَور پر قابلِ ذکر ہیں، اسی طرح حضرت مجدِّد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے شاہی لشکر میں تبلیغ کی غرض سے اپنے خلیفہ شیخ بدیع الدین رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو روانہ فرمایا۔ شیعہ وزیرِ اعظم آصف الدَولہ کو جب اس صورتحال کا علم ہوا، تو وہ بڑا غضبناک ہوا، اور یہ کہہ کر بادشاہ جہانگیر کے خوب کان

(۱) "حضرت امام ربّانی مجدِّد الف ثانی شیخ احمد سرہَندی فاروقی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ" آن لائن آرٹیکل۔

بھرے اور بھڑکایا، کہ یہ شخص بغاوت کی تیاریاں کر رہا ہے، اس نے اندرونِ ملک اور فوج کے اندر ہی نہیں، بلکہ بیرونِ ممالک اپنے تبلیغی وُفود بھیج کر اپنا حلقۂ اثر بڑا وسیع کر لیا ہے، لہذا اپنے وزیرِ اعظم کے کہنے پر جہانگیر بادشاہ نے حضرت مجدّدِ الف ثانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے مرید گورنروں کے تبادلے دُور دراز علاقوں میں کر دیے، خانِ خاناں کو دَکن، خاں جہاں لودھی کو مالوہ (Malwa)، خانِ اعظم کو گجرات (Gujarat) اور مہابت خاں کو کابُل (Kabul) کا گورنر بنا دیا[۱]۔

الغرض یہ کہ "عہدِ اکبری اور جہانگیری میں مَسندِ اقتدار سے لے کر عوام کے انتہائی پسماندہ طبقے تک، سری لنکا (Sri Lanka) کے ساحل سے لے کر آسام (Assam) کے جنگلات تک، بحیرۂ عرب (Arabian Sea) کے جنوبی مسلم علاقوں سے لے کر چین (China) کی سرحدوں تک، حضرت مجدّدِ الفِ ثانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے رُشد وہدایت کی جو شمع فروزاں کی، اس سے مذکورہ علاقوں کے ساتھ ساتھ پورا عالمِ اسلام منوّر ہوا، سلطنتِ مغلیہ کے مُقتدَر ایوانوں اور عام مسلم گھرانوں میں آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے تجدیدی کارناموں کی بدَولت لاکھوں اَفراد کی اصلاح ہوئی، حضرت مجدِّد پاک رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی بے باکی، بے خوفی اور بے غرضی کو دیکھ کر قُرونِ اُولیٰ کے مسلمان صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالٰی عنہم کی یاد تازہ ہو جاتی ہے"[۲]۔

---

(۱) "تجلّیاتِ امام ربّانی" حیاتِ مجدّدِ اعظم، ص۹۹، ۱۰۰، ملخصًا۔

(۲) دیکھیے: "حضرت امامِ ربّانی مجدّد الفِ ثانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سوانح وعقائد ونظریات" آن لائن آرٹیکل۔

فکری وشُعوری تربیت

حضراتِ محترم! مجدِّد الفِ ثانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اپنے مکتوبات کے ذریعے، اپنے اِرادت مند اُمرائے دربار کی فکری وشُعوری تربیت فرمائی، ان کے کردار وعمل کی تطہیر کی، قابلِ ذکر علماء کو مکتوب روانہ کیے، اور باہم رابطے کے لیے ملاقاتوں کا سلسلہ شروع کیا، اور اس مقصد کے لیے اندرونِ مُلک اپنے خُلفاء بھی پھیلائے۔ اس طرح آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اِحیائے اسلام کی جدوجہد کرنے والے کارکنوں کی سیرت، اَخلاق اور عادات کی پاکیزگی کے ساتھ ساتھ، ان میں جدوجہد کرنے، اور آگے بڑھنے کی تحریک پیدا فرمائی[۱]۔

حضرت مجدِّد الفِ ثانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی مِلّی وسیاسی خدمات

برادرانِ اسلام! حضرت شیخ مجدِّد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی مِلّی وسیاسی خدمات کی بات کی جائے، تو آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی کاوِشوں کے نتیجہ میں خُسرو کی جگہ جہانگیر تخت نشین ہوا، جہانگیر اسلام کے معیار پر اگرچہ پورا تو نہیں اترتا تھا، لیکن اس کے برسرِ اقتدار آنے سے مطلوبہ معیار تک پہنچنے کی راہ ضرور ہموار ہوئی، جہانگیر نے اسلام مخالف پالیسی (Policy) اپنانے سے گریز کیا، اور غیر جانبدار رہنے کو ترجیح دی، بعد اَزاں یہی غیر جانبداری شاہ جہاں کے عہد میں اسلام کی حمایت اور ہمدردی میں تبدیل ہو گئی، حضرت مجدِّد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی روشن کی ہوئی شمع بڑھتے بڑھتے مینارۂ نور میں بدل گئی، لہٰذا جب شاہ جہاں کا بیٹا اَورنگزیب عالمگیر تخت نشین ہوا، تو اس نے تاریخ کا دھارا موڑ کر اسلام کی سَمت کر دیا، اور اپنی سرکاری حکمتِ عملی کی بنیاد اُن اُصول پر رکھی، جنہیں حضرت مجدِّد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے وضع فرمایا تھا"[۲]۔

---

(۱) "مجدِّد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی علمی ودینی خدمات" باب ۱، تحریکِ مجدِّد...الخ، ص۵۶، ملخصًا۔
(۲) ایضًا، ص۵۷۔

فتنۂ اکبری کی سرکوبی

عزیزانِ مَن! حضرت مجدِّد الفِ ثانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی دینی خدمات میں سب سے نمایاں چیز فتنۂ دینِ اکبری کے خلاف جدوجہد اور اس کی سرکوبی ہے، آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے زمانے میں مغل بادشاہ اکبر برسرِ اقتدار تھا، ہجری اعتبار سے ایک ہزار سال مکمل ہونے پر اکبر بادشاہ کے بعض درباری علماء نے اسے اس بات پر اکسایا، کہ پچھلے ہزار سال میں دِین کی جو تعبیرات تھیں، وہ اب پرانی اور ناقابلِ عمل ہوچکی ہیں، اب دین کی نئی تعبیرات اور نئے علمی وفکری ڈھانچے کی ضرورت ہے، آپ بادشاہِ وقت ہیں، تمام اختیارات کے مالک ہیں، لہذا اگلے ہزار سال کے لیے بطورِ مجدِّد تجدیدِ دین کا اختیار بھی آپ ہی کو حاصل ہے، اکبر بادشاہ نے ان درباری اور دنیا کے طلبگار علمائے سُوء کی خوشامد اور بہکاوے میں آکر یہ اعلان کروادیا کہ "وہ مجتہدِ اعظم ہے، لہذا قرآن وسنّت کی تشریح، تعبیر اور فقہی اختلافات کی صورت میں، کسی حکمِ واحد کی تعیین وغیرہ کا اختیار اکبر بادشاہ کو حاصل ہے، وہ جو بھی حکم دے گا وہی دین وشریعت ہے"[1]۔ اکبر بادشاہ نے نفسانی خواہشات کے مطابق دینِ اسلام کی نئی تعبیر وتشریح کی، دین کا ایک نیا علمی وفکری ڈھانچہ بنایا، اور اسے "دینِ الٰہی" کا نام دیا[2]۔

"دینِ الٰہی" کے نام پر مختلف مذاہب کا مرکّب

حضراتِ ذی وقار! اکبر بادشاہ نے اپنے اس مَن گھڑت اور نام نہاد "دینِ الٰہی" (فتنۂ اکبری) میں، ہندوستان میں بسنے والے سارے مذاہب کی چیدہ چیدہ باتوں کو

(۱) "سیرت مجدِّد الف ثانی" دوسرا دور، ص۱۲۹، ملخصًا۔
(۲) ایضًا، تیسرا دور، ص۱۳۶، ملخصًا۔

لے کر ایک معجون دینِ مرکّب بنایا، اور ہندوستان میں بسنے والے ہندوؤں، عیسائیوں، پارسیوں، مجوسیوں اور مسلمانوں سمیت تمام مذاہب کے لوگوں کو خوش رکھنے کی کوشش کی[۱]، اکبر کے دینِ الٰہی میں سورج کی پرستش بھی تھی اور اللہ جلّ جلالہٗ کی عبادت بھی، حلال کاموں کے ساتھ ساتھ فعلِ حرام کی بھی اجازت دی گئی، سُور اور شراب کو جائز قرار دیا گیا، مشروط طَور پر زِنا کی بھی اجازت دی گئی، اور دوسری شادی کرنا حرام قرار دے دیا گیا، الغرض ایسے متعدِّد غیر شرعی کاموں کا اِرتکاب کیا گیا، اور دینی اَحکام کو توڑ مروڑ کر حلال کو حرام، اور حرام کو حلال وجائز قرار دے دیا گیا[۲]۔

ستم بالائے ستم یہ کہ اس نام نہاد "دینِ الٰہی" (فتنۂ اکبری) کو باقاعدہ سرکاری مذہب قرار دیا گیا، اور یہ اعلان کیا گیا کہ ہندوستانی عوام کا اب یہی مذہب ہوگا، اور ہر عام وخاص پر اِس کے اَحکام وضوابط کی پابندی کرنا لازم ہوگا[۳]۔

حضرت مجدِّدِ الفِ ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی علمی وفکری جدوجہد

جانِ برادر! حضرت شیخ احمد سرہَندی فاروقی نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے "دینِ الٰہی" کے نام پر سر اٹھانے والے اس نئے فتنے کی سرکوبی کے لیے سب سے پہلے جدوجہد کا آغاز فرمایا، اور باطل عقائد ونظریات کی بھرپور تردید فرمائی، فتنۂ اکبری کے خلاف آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جدوجہد علمی وفکری نَوعیت کی تھی، حضرت شیخ مجدِّد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ہندوستانی فوج (Indian Army)، بیوروکریسی (Bureaucracy) اور درباری اُمراء سے روابط قائم

---

(۱) ایضاً۔
(۲) "مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی علمی ودینی خدمات" تیسرا دور، ص۱۳۱، ملخصاً۔
(۳) "سیرتِ مجدّد الف ثانی" دوسرا دَور، ص۱۲۹، ملخصاً۔

کیے، اپنے مکتوبات کے ذریعے فرداً فرداً اُن کی ذہن سازی فرمائی، اور انہیں اپنے مَوقف پر قائل کیا، سالہا سال کی جد وجہد بالآخر رنگ لائی، اور اکبر بادشاہ کا بیٹا جہانگیر اپنے دَورِ بادشاہت میں اپنے باپ کے اس مَن گھڑت "دینِ الٰہی" (فتنۂ اکبری) سے عملی طور پر دستبردار ہوگیا، اور دینِ اسلام کے اصل عقائد ونظریات کی طرف واپس لَوٹ آیا۔ بادشاہ کے حضور سجدۂ تعظیمی مَوقوف کر دیا گیا، گائے کی قربانی عام ہوگئی، بلکہ سب سے پہلے خود جہانگیر بادشاہ نے قلعہ کانگڑا میں حضرت مجدِّد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی مَوجودگی میں گائے ذبح کرائی، شراب پر پابندی لگادی گئی، اور بے شمار اصلاحات عمل میں لائی گئیں"[۱]۔

"اے شارٹ ہسٹری آف ہندوپاکستان" (A Short History of India And Pakistan) میں ہے کہ "جہانگیر کی تخت نشینی کے بعد "دینِ الٰہی" (فتنۂ اکبری) اپنی مَوت آپ مر گیا، بہرکیف اس اِلحاد وارتداد کے خلاف جو زوردار آواز اٹھائی گئی وہ شیخ احمد سرہندی کی تھی، جن کو حضرت مجدِّد الفِ ثانی (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے"[۲]۔

"مجدِّدِ الفِ ثانی" کی وجہِ تسمیہ

جانِ برادر! دینِ اسلام کے اَحکام کو اس کی اصل شکل وصورت اور رُوح کے ساتھ بحال کرنے، اس کے لیے شب وروز کوششیں کرنے، قید وبند کی صُعوبتیں برداشت کرنے، اور ضلالت وگمراہی اور کفر وشرک کے تاریک دَور میں مینارۂ نور بن کر مجدِّدانہ کردار ادا کرنے کے سبب، حضرت شیخ احمد سرہَندی فاروقی نقشبندی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو اگلے ہزار سال تک کا مجدِّد یعنی "مجدِّد الفِ ثانی" تسلیم کیا جاتا ہے۔

---

(۱) دیکھیے: "تجلّیاتِ امامِ ربّانی" افتتاحیہ، صـ۲۳، ۲۴۔
(۲) ایضاً، صـ۲۰ بحوالہ "اے شارٹ ہسٹری آف ہندوپاکستان"۔

وصال شریف

میرے عزیز دوستو، بھائیو اور بزرگو! عارفِ حقّانی حضرت مجدِّد شیخ احمد سرہَندی فاروقی نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال شریف ۲۸ صفر المظفّر ۱۰۳۴ھ/مُطابق ۱۶۲۴ء کو ہوا[۱]، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نمازِ جنازہ چھوٹے صاحبزادے حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پڑھائی، شیخِ مجدِّد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار شریف سرہَند کے آبائی قبرستان میں ہے، جہاں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے عقید تمند اور فیض کے طلبگار حاضر ہوتے، اور مَن کی مرادیں پاتے ہیں۔

حضرت مجدِّد الفِ ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزارِ پُر انوار ٹھیک اس مقام پر ہے جہاں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی زندگی میں ایک نور دیکھا تھا، اور یہ وصیت فرمائی تھی کہ "میری قبر میرے بیٹے (حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی قبر کے سامنے بنانا، کہ میں وہاں جنّت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری دیکھ رہا ہوں"[۲]۔

دعا

اے اللہ! ہمیں بزرگوں کا ادب واحترام کرنے کی توفیق عطا فرما، ان کے نقشِ قدم کی پیروی کرنے کا جذبہ عطا فرما، حضرت مجدِّد الفِ ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تعلیمات پر عمل کرنے کا جذبہ عنایت فرما، ان کے مشن کو جاری رکھنے کی توفیق مَرحمت فرما، ان کے مزار پُر انوار پر اپنی کروڑہا کروڑ رحمتوں کا نُزول فرما، دینِ اسلام کی خدمت کرنے، اور کلمۂ حق کہنے کی سعادت وجرأت عطا فرما، ہمارے عقائد واعمال کی اصلاح فرما، اور باطل عقائد ونظریات سے بچا، آمین یاربّ العالمین!۔

(۱) "حضرات القدس" وفاتِ ایشان، ق۱۱۶۔
(۲) دیکھیے: "تذکرۂ مجدِّد الفِ ثانی" ص۳۹،۴۰۔

مصطفیٰ جانِ رحمت....انسانِ کامل

(جمعۃ المبارک ۰۳ ربیع الاوّل ۱۴۴۴ھ - مطابق: ۲۰۲۲/۰۹/۳۰ء)

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلِهِ وصحبِهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ باللهِ مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسم الله الرّحمنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

عالَمِ انسانیت کے لیے رَہبر ورَہنما

برادرانِ اسلام! مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ بحیثیت انسان، سب سے کامل ترین ہستی ہیں، سرورِ کونین ﷺ کی سیرتِ طیّبہ عالَمِ انسانیت، بالخصوص اُمتِ مسلمہ کے لیے کامل نمونہ ہے، حضورِ اکرم ﷺ کی عادات وصفات، حُسن وجمال، صداقت واَمانت، طریقۂ تعلیم وتعلّم، منہجِ دعوت وتبلیغ، اندازِ گفتگو، حُسنِ سُلوک، اور اَخلاقِ کریمہ سمیت تمام اَوصاف وکمالات میں کاملیت وجامعیت ہے۔

رحمتِ دوعالَم ﷺ رَہبرِ انسانیت ہیں، رسولِ کریم ﷺ اس دنیا میں اللہ ربّ العالمین کے آخری نبی بن کر تشریف لائے، لہٰذا نبیٔ رحمت ﷺ کی سیرتِ مبارکہ تاقیامت آنے والے انسانوں کے لیے کامل عملی نمونہ ہے، ارشادِ باری تعالی

ہے: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾[1] "یقیناً تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے!" لہٰذا ہمیں بھی سرورِ عالَم ﷺ کے اُسوۂ حسنہ پر بھرپور طریقے سے عمل کرنا ہے، کہ اسی میں دنیا وآخرت کی کامیابی اور کامرانی ہے!۔

وجہِ کاملیت وجامعیت

اس دنیا میں رسولِ اکرم ﷺ کی تشریف آوری کا مقصد ہی عالَمِ انسانیت کی ہدایت، رَہنمائی اور اصلاح ہے، لہٰذا ان کے تمام فرامینِ مبارکہ اور سیرتِ طیّبہ میں کاملیت وجامعیت کی جھلک ہونا ایک فطری امر ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ﴾[2] "وہی ہے جس نے اَن پڑھوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا، کہ اُن پر اس کی آیتیں پڑھتے ہیں، اور انہیں پاک کرتے ہیں، اور انہیں کتاب وحکمت کا علم عطا فرماتے ہیں، اور وہ اس سے پہلے ضرور کھلی گمراہی میں تھے"۔

یہی وجہ ہے کہ خالقِ کائنات عزّوجلّ نے قرآنِ کریم میں واضح طَور پر ہمیں حکم ارشاد فرمایا، کہ ہر مُعاملے میں رسول اللہ ﷺ کے اَحکام کی تعمیل وپیروی کی جائے، انہیں بلاچُون وچرا دل وجان سے قبول کیا جائے، اور اپنی رائے یا عقل کے گھوڑے نہ دَوڑائے جائیں، اللہ رب العالمین ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ

---

(۱) پ ۲۱، الأحزاب: ۲۱.

(۲) پ ۲۸، الجمعة: ۲.

وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ﴾[1] "جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لے لو، اور جس سے منع فرمائیں (اس سے) باز رہو، اور اللہ سے ڈرو، یقیناً اللہ کا عذاب شدید ہے!"

؎

خدا نے ذات کا اپنی تمہیں مظہر بنایا ہے

جو حق کو دیکھنا چاہیں تو اُس کے آئینہ تم ہو[2]

معلّمِ کائنات

عزیزانِ محترم! سرورِ دوجہاں ﷺ کی بحیثیت انسان، کاملیت کا اندازہ اس بات سے خوب لگایا جاسکتا ہے، کہ اللہ عزّوجلّ نے سرکارِ دوعالم ﷺ کو ساری دنیا کی اِصلاح اور تعلیم وتربیت کے لیے مُعلّمِ کائنات بناکر بھیجا، اس بارے میں حضرت سیّدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، سرورِ کونین ﷺ نے اِرشاد فرمایا: «إِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّماً»[3] "میں مُعلّم (اُستاد) بناکر بھیجا گیا ہوں"۔

ایک اَور مقام پر حضرت سیّدنا مُعاویہ بن حَکم سُلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: «فَبِأَبِي هُوَ وَأُمِّي! مَا رَأَيْتُ مُعَلِّماً قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ أَحْسَنَ تَعْلِيماً مِنْهُ»[4] "میرے ماں باپ رسول اللہ ﷺ پر قربان ہوں! میں نے ان سے پہلے اور ان کے بعد، ان سے بہتر کوئی سکھانے والا مُعلّم نہیں دیکھا"۔

---

(۱) پ۲۸، الحشر: ۷.

(۲) "سامانِ بخشش" کوئی کیا جانے جو تم ہو خدا ہی جانے کیا تم ہو، ص۱۶۵۔

(۳) "سُنن ابن ماجه" المقدّمة، ر: ۲۲۹، صـ۴۸.

(٤) "صحيح مسلم" كتاب المساجد ومواضع الصلاة، ر: ۱۱۹۹، صـ۲۱۸.

سب سے بہتر اَخلاقِ کریمہ

حضراتِ ذی وقار! محسنِ اِنس وجاں صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم ہر لحاظ سے ایک عظیم ترین اور کامل انسان ہیں، اگر سرورِ دوعالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے اَخلاقِ کریمہ کا ہی ذکر کیا جائے، تو اس بارے میں خود قرآنِ کریم نے گواہی دی، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿ وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِیْمٍ ﴾[1] "یقیناً آپ اَخلاق کے عظیم مقام پر ہیں!"۔

رحمتِ عالمیان صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے اَخلاقِ حسنہ کے بارے میں جب کسی نے حضرت سیّدہ عائشہ صدّیقہ طیّبہ طاہرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے پوچھا، تو جواب میں آپ نے ارشاد فرمایا: «کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنُ»[2] "خود قرآنِ کریم ہی حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے اَخلاقِ کریمہ ہیں" ؏

ترے خُلق کو حق نے عظیم کہا، تِری خَلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا، ترے خالقِ حُسن وادا کی قسم[3]

عدل ومُساوات میں کامل

حضراتِ گرامی قدر! نبئ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم بحیثیت انسانِ کامل اعلیٰ اَخلاقی کردار اور حُسنِ سُلوک کا عملی نمونہ ہیں، رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے متعدّد اَزواج ہونے کے باوُجود، سب کے مابین عدل ومُساوات کو قائم رکھا، سب کی باریاں مقرّر فرماکر برابر وقت دیا اور سب کی دِلجوئی فرمائی۔ ام المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدّیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں، کہ

---

(١) پ٢٩، القلم: ٤.

(٢) "مُسند الإمام أحمد" مسند السيِّدة عائشة، ر: ٢٤٦٥٥، ٩/ ٣٨٠.

(٣) "حدائق بخشش" حصّہ اوّل، ہے کلامِ الٰہی میں شمس وضحیٰ ترے چہرۂ نور فزا کی قسم، ص۸۰۔

رسول اللہ ﷺ انصاف سے باریاں تقسیم کرتے، اور بارگاہِ الٰہی میں عرض کرتے:

«اللَّهُمَّ هَذَا قَسْمِي فِيمَا أَمْلِكُ، فَلَا تَلُمْنِي فِيمَا تَمْلِكُ وَلَا أَمْلِكُ!»[1]

"اے اللہ! یہ میری تقسیم ہے جس کا مجھے اختیار ہے، اور مجھے اُس پر ملامت نہ کرنا جو تیرے اختیار میں ہے، اور میں اس (دل کے میلان) پر اختیار نہیں رکھتا!"۔

میرے محترم بھائیو! آج ہم لوگ اپنی ایک بیوی کے ساتھ بھی انصاف کے تقاضوں کو پورا نہیں کرپاتے، کہیں نہ کہیں کوتاہی ضرور کر بیٹھتے ہیں، جبکہ رسولِ اکرم ﷺ نے تعدّدِ اَزواج کے باوُجود عدل ومُساوات کا بہترین عملی نمونہ پیش فرمایا، اور یہ امر مصطفی جانِ رحمت ﷺ کی کاملیت کا بیّن ثبوت ہے!۔

ایمان اور شخصیت کے اعتبار سے کامل ترین

مصطفی جانِ رحمت ﷺ نے حُسنِ اَخلاق کو کمالِ ایمان سے شمار فرمایا، حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَاناً أَحْسَنُهُمْ خُلُقاً، وَخِيارُكُمْ خِيَارُكُمْ لِنِسائِهِم»[2]

"تمام مسلمانوں میں ایمان کے اعتبار سے کامل وہ ہے، جو اَخلاق میں سب سے اچھا ہے، اور تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو اپنی بیویوں کے ساتھ اچھا ہے!"۔

ایک اَور مقام پر تاجدارِ رسالت ﷺ نے ارشاد فرمایا: «خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لأَهْلِهِ، وَأَنَا خَيْرُكُمْ لأَهْلِي»[3] "تم میں بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے

---

(۱) "سنن أبي داود" كتاب النكاح، ر: ۲۱۳٤، صـ۳۰۸.

(۲) "سنن الترمذي" أبواب الرضاع، ر: ۱۱٦۲، صـ۲۸۲.

(۳) المرجع نفسه، أبوابُ المناقب، ر: ۳۸۹٥، صـ۸۷۸.

ساتھ اچھا ہو، اور میں اپنے گھر والوں کے ساتھ تم سب سے بہتر ہوں"۔

لہذا پتا چلا کہ باعتبارِ ایمان اور باعتبارِ شخصیت، حضور نبئ کریم ﷺ سے کامل اور بہترین انسان کوئی نہیں!۔

شفقت و مہربانی کے لحاظ سے کاملیت

عزیزانِ مَن! رحمتِ عالمیان ﷺ کی ذاتِ مبارکہ اس اعتبار سے بھی کامل واکمل ہے، کہ سرورِ کونین ﷺ سے زیادہ بچوں پر کوئی شفیق و مہربان نہیں، حضرت سیّدنا اَنَس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور رحمتِ عالم ﷺ کی بچوں سے محبت ومہربانی کے بارے میں فرماتے ہیں: «مَا رَأَيْتُ أَحَداً كَانَ أَرْحَمَ بِالْعِيَالِ، مِنْ رَسُولِ الله ﷺ»[١] "میں نے رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر، بچوں پر مہربانی فرمانے والا کسی کو نہیں دیکھا!"۔

حضرت سیّدنا اَنَس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ تاجدارِ رسالت ﷺ کے انتہائی قریبی صحابی اور وفادار خادم تھے، انہوں نے حضور خاتم النبیین ﷺ کو بہت قریب سے دیکھا، اور مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ کی سیرتِ مبارکہ کا بڑی گہرائی سے مشاہدہ کیا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: «خَدَمْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَشَرَ سِنِيْنَ بِالْمَدِيْنَةِ وَأَنَا غُلَامٌ، لَيْسَ كُلُّ أَمْرِيْ كَمَا يَشْتَهِيْ صَاحِبِيْ أَنْ يَكُوْنَ عَلَيْهِ، مَا قَالَ لِيْ فِيْهَا: "أُفٍّ" قَطُّ، وَمَا قَالَ لِيْ: "لِمَ فَعَلْتَ هٰذَا؟" أَمْ "أَلَّا فَعَلْتَ هٰذَا!"»[٢] "میں نے

---

(١) "صحيح مسلم" كتاب الفضائل، ر: ٦٠٢٦، صـ١٠٢٣.

(٢) "سنن أبي داود" باب في الحلم وأخلاق النبي ﷺ، ر: ٤٧٧٤، صـ٦٧٦.

مدینہ منوّرہ میں نبئ کریم ﷺ کی دَس ۱۰ سال خدمت کی جبکہ میری کم عمری کے سبب، ہر کام نبئ رحمت ﷺ کی مرضی کے مطابق نہیں ہو پاتا تھا، لیکن میرے کسی کام پر نبئ رحمت ﷺ نے کبھی مجھے "اُف" تک نہیں کہا، اور نہ یہ فرمایا کہ "تم نے یہ کیوں کیا؟" یا "ایسے کیوں نہ کیا؟"۔

میرے محترم بھائیو! کسی بھی انسان کی عادات وخصائل کو اس کے اہل وعیال، اور ملازمین سے بہتر کوئی نہیں جانتا، رسولِ اکرم ﷺ کی بچوں پر شفقت ومہربانی کے بارے میں حضرت سیّدنا انَس رضی اللہ تعالی عنہ کا گواہی دینا، اور اپنا دس ۱۰ سالہ مُشاہدہ بیان فرمانا، رحمتِ عالمیان ﷺ کے انسانِ کامل ہونے پر ایک واضح اور بڑی دلیل ہے!۔

عادات وخصائل کے اعتبار سے کامل وبہترین

جانِ برادر! تاجدارِ رسالت ﷺ اپنی مبارک عادات وخصائل کے اعتبار سے بھی، تمام مخلوقات میں سب سے بہتر اور کامل ہیں، سرورِ دو عالم ﷺ کی عادات وخصائل کا ذکر کرتے ہوئے حضرت سیّدنا انَس رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں: «لَمْ يَكُنْ رَسُولُ الله ﷺ فَاحِشاً، وَلَا لَعَّاناً، وَلَا سَبَّاباً»[1] "رسول اللہ ﷺ نہ فحش گوئی کرتے، اور نہ لعنت کرتے، اور نہ ہی گالی دیتے"۔

صداقت واَمانت کے اعتبار سے جامع

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! سرکارِ دوجہاں ﷺ کی ذاتِ والا صفات بحیثیت انسان اس قدر جامع تھی، کہ کفّار ومشرکین بھی مصطفی جانِ رحمت ﷺ کو صادِق

(۱) "صحيح البخاري" كتاب الأدب، ر: ٦٠٤٦، صـ١٠٥٦.

اور امین کہہ کر پکارا کرتے۔ "صحیح بخاری" میں حضرت سیّدنا ابنِ عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ "جب آیتِ مبارکہ: ﴿وَ اَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ﴾[1] "(اے حبیب) اپنے قریب تر رشتہ داروں کو خوفِ خدا دلائیے!" نازل ہوئی، تو نبئ کریم صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّم نے صفا کی پہاڑی پر چڑھ کر اپنے خاندان والوں کو آواز دی، جب وہ جمع ہوگئے تو رسولِ اکرم صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّم نے انہیں مخاطب کر کے ارشاد فرمایا: «أَرَأَيْتَكُمْ لَوْ أَخْبَرْتُكُمْ أَنَّ خَيْلاً بِالْوَادِي تُرِيدُ أَنْ تُغِيرَ عَلَيْكُمْ، أَكُنْتُمْ مُصَدِّقِيَّ؟» "اگر میں کہوں کہ اِس وادی کے پیچھے ایک لشکر ہے جو تم پر حملہ آور ہونا چاہتا ہے، تو کیا تم لوگ میری بات مان لوگے؟" سب نے بیک زبان کہا کہ کیوں نہیں مانیں گے! جبکہ ہم میں سے کسی نے بھی کبھی آپ کو جھوٹ بولتے نہیں پایا[2]۔

نبئ کریم صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّم کا کلامِ مبارک اور قرآنِ کریم کی گواہی

عزیزانِ محترم! بحیثیت انسان حضور نبئ کریم صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّم کا کلامِ مبارک بھی جامع وکامل ہے؛ کیونکہ مصطفٰی جانِ رحمت صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّم اپنی خواہش سے کچھ نہیں فرماتے، بلکہ جو کچھ فرماتے ہیں وہ وحئ الٰہی ہوتی ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۞ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى﴾[3] "وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے، وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے!"۔

---

(١) پ١٩، الشعراء: ٢١٤.

(٢) "صحيح البخاري" كتاب التفسير، ر: ٤٧٧٠، صـ٨٣٦.

(٣) پ٢٧، النجم: ٣، ٤.

سرورِ کونین ﷺ بحیثیت انسانِ کامل واکمل

حضراتِ گرامی قدر! سرورِ کونین ﷺ کی ذاتِ مبارکہ بحیثیت انسان اس قدر کامل واکمل ہے، کہ اللہ ربّ العالمین نے سرکارِ دو عالم ﷺ کے نورانی چہرۂ اقدس، اور مبارک زُلفوں کی قسم ارشاد فرمائی، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَالضُّحٰى ۝ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى﴾[1] "چاشت کی قسم اور رات کی! جب پردہ ڈالے"۔ مفسرینِ کرام اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں کہ ﴿وَالضُّحٰى﴾ سے مراد نورِ جمالِ مصطفیٰ ﷺ ہے، اور ﴿وَالَّيْلِ﴾ حضورِ اکرم ﷺ کے گیسوئے عنبرین (بال مبارک) کے لیے بطورِ کنایہ استعمال ہوا ہے[2] ؏

ہے کلامِ الٰہی میں شمس وضحیٰ، ترے چہرۂ نور فزا کی قسم

قسمِ شبِ تار میں راز یہ تھا کہ حبیب کی زُلفِ دوتا کی قسم[3]

بے نظیر وبے مثال حُسنِ کامل

برادرانِ اسلام! حُسن وجمال کے اعتبار سے بھی سرکارِ دوعالَم ﷺ کی ذاتِ مبارکہ بے نظیر، بے مثال اور کامل ہے، اللہ ربّ العزّت نے مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ کا کوئی ثانی پیدا ہی نہیں فرمایا، حضرت سیّدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ «لَمْ أَرَ قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ مِثْلَهُ ﷺ»[4] "میں نے ان جیسا حسین وجمیل نہ کوئی ان سے

---

(۱) پ۳۰، الضحی: ۱، ۲.

(۲) "تفسیر خزائن العرفان" پ۳۰، ضحیٰ، زیرِ آیت: ۲، صـ۱۰۷۲۔

(۳) "حدائق بخشش" حصّہ اوّل، ہے کلامِ الٰہی میں شمس وضحیٰ ترے چہرۂ نور فزا کی قسم، صـ۸۰۔

(٤) "سنن الترمذي" باب [وصف علي للنبي ﷺ ...] ر: ۳٦۳۷، صـ۸۲۹.

پہلے دیکھا اور نہ ہی ان کے بعد دیکھا"۔

امام قسطلانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں کہ "حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر ایمان لانے کی تکمیل میں سے ہے، کہ اس بات پر بھی ایمان لایا جائے، کہ اللہ تعالیٰ نے حضورِ اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بدن شریف کی بناوٹ اس طَور پر کی ہے، کہ حضور سے پہلے اور بعد، کسی کی تخلیق اس انداز سے نہیں کی گئی"[1] ؏

وہ کمالِ حُسنِ حضور ہے، کہ گمانِ نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دُور ہے، یہی شمع ہے کہ دُھواں نہیں[2]

سرورِ کائنات صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا کامل اندازِ گفتگو

میرے محترم بھائیو! سرورِ کائنات صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا اندازِ گفتگو بھی بحیثیت انسان، سب سے زیادہ دلنشین، منفرد اور کامل تھا، مصطفی جانِ رحمت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اہم بات کو تین ۳ بار دُہراتے اور ٹھہر ٹھہر کر گفتگو فرماتے؛ تاکہ اگر کسی سے سُننے میں کوئی کمی رہ گئی ہو تو وہ اُسے دُور کرلے، حضرت سیّدنا انس رضی اللہ تعالٰی عنہ نبئ اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے اس دلنشین اندازِ گفتگو اور اُسلوبِ تعلیم کے بارے میں روایت فرماتے ہیں: «إِذَا تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ أَعَادَهَا ثَلاَثاً حَتَّى تُفْهَمَ، وَإِذَا أَتَى عَلَى قَوْمٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ سَلَّمَ عَلَيْهِمْ ثَلاَثاً»[3] "نبئ کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جب کوئی گفتگو کرتے تو اسے تین ۳ بار دہراتے؛ تاکہ اچھی طرح سمجھ

---

(١) "المواهب اللدُنية" المقصد ٣، الفصل ١ في كمال خلقته وجمال ...إلخ، ٢/ ٥.

(٢) "حدائقِ بخشش" حصّہ اوّل، وہ کمالِ حُسنِ حضور ہے کہ گمانِ نقص جہاں نہیں، صـ١٠٧۔

(٣) "صحيح البخاري" كتابُ العلم، ر: ٩٥، صـ٢٢.

آجائے، اور جب کسی جماعت کے پاس جاتے، توانہیں تین ۳بار سلام کرتے" ع

میں نثار تیرے کلام پر، ملی یُوں توکس کو زباں نہیں؟

وہ سُخن ہے جس میں سُخن نہ ہو، وہ بیاں ہے جس کا بیان نہیں![1]

صورتِ بشری میں کامل ترین ذاتِ والاصفات

میرے عزیز دوستو، بھائیو اور بزرگو! اللہ ربّ العالمین نے رسولِ اکرم ﷺ کو صورتِ ظاہری میں تو ہمارے جیسا بشر (انسان) بنایا ہے، لیکن رحمتِ عالمیان ﷺ کی حقیقت اَرفع واعلیٰ ہے جسے سمجھنا ہمارے بس کی بات نہیں، حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ نے پے دَر پے لگاتار روزے رکھنے سے منع فرمایا، کچھ لوگوں نے عرض کی: یارسولَ اللہ! آپ خود تو پے دَرپے روزے رکھتے ہیں! سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا: «أَيُّكُمْ مِثْلِي؟ إِنِّي أَبِيتُ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِينِ»[2] "تم میں میرے جیسا کون ہے؟ یقیناً میں تورات گزارتا ہوں اس حال میں، کہ میرا رب مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے"، لہٰذا جو لوگ مصطفی جانِ رحمت ﷺ کو اپنے جیسا بشر خیال کرتے ہیں، انہیں چاہیے کہ اپنے عقائد ونظریات کی اصلاح کریں، اور حضور نبئ کریم ﷺ کے حقیقی مقام ومرتبہ کو پہچاننے کی کوشش کریں! ع

---

(۱) "حدائقِ بخشش" حصّہ اوّل، وہ کمالِ حُسنِ حضور ہے کہ گمانِ نقص جہاں نہیں، صـ۱۰۷۔

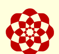
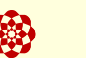
(۲) "صحيح البخاري" بَابُ التنكيل لمن أكثر الوصال، ر: ۱۹٦٥، صـ۳۱٦.

تِرا مَسندِ ناز ہے عرشِ بریں، تِرا محرمِ راز ہے رُوحِ امیں

تو ہی سرورِ ہر دو جہاں ہے شہا، تِرا مثل نہیں ہے خدا کی قسم (۱)

دعا

اے اللہ! ہمیں رسولِ اکرم ﷺ کی سُنّت و سیرت اور تعلیمات پر عمل کی خوب توفیق عطا فرما، ان کا ادب و احترام کرنے کی سعادت نصیب فرما، حضورِ اکرم ﷺ کی سیرتِ طیّبہ کی پیَروی کرنے کا جذبہ عنایت فرما، دینِ متین کی بے لَوث خدمت کی توفیق عطا فرما، ایک اچھا اور باعمل مسلمان بنا، ہمارے عقائد و اعمال کی حفاظت فرما، اور اگر ان میں کوئی کمی کوتاہی ہو تو اسے دُور فرما، آمین یاربّ العالمین!۔

(۱) "حدائق بخشش" حصّہ اوّل، ہے کلامِ الٰہی میں شمس و ضحیٰ ترے چہرۂ نورِ فزا کی قسم، ص۸۱۔

میلادِ مصطفی کے مقاصد

(جمعۃ المبارک ۱۰ ربیع الاوّل ۱۴۴۴ھ - ۲۰۲۲/۱۰/۰۷ء)

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلهِ وصحبهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ باللهِ مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسمِ الله الرّحمنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلهِ وصَحبهِ أجمعين.

اللہ تعالی کا احسانِ عظیم

برادرانِ اسلام! ربیع الاوّل کا مہینہ اُمتِ مسلمہ کے لیے بڑی خاص اہمیت کا حامل ہے، اس مبارک ماہ کی بارہ ۱۲ تاریخ کو مصطفی جانِ رحمت ﷺ کی ولادتِ باسعادت ہوئی، رحمتِ عالمیان ﷺ اس دنیا میں انسانِ کامل، اور ہادئ عالَم بن کر تشریف لائے، رسولِ کریم ﷺ کے وُجودِ مسعود کے طفیل اس دنیا سے ظلمت وجہالت کے تاریک اور سیاہ بادل چھٹے، سسکتی انسانیت کو سہارا ملا، دُکھی اور بے سہارا لوگوں کو فرحت، مسرّت اور شادمانی نصیب ہوئی، اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اللہ ربّ العالمین کا خاص فضل وکرم، احسان، نعمت اور رحمت نصیب ہوئی۔ ع

لتحقيق الكتب والطباعة والنشر

حَسن ولادتِ سرکار سے ہوا روشن
مِرے خدا کو بھی پیاری ہے بارہویں تاریخ[1]

عزیزانِ محترم! خالقِ کائنات عَزَّوَجَلَّ نے ہمیں بے حساب نعمتوں سے نوازا ہے، مگر جس نعمت کو خاص طَور پر عطا فرما کر مسلمانوں پر احسانِ عظیم فرمایا اور جتایا، وہ رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ذاتِ مبارک ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ﴾[2] "یقیناً اللہ تعالی کا مسلمانوں پر بڑا احسان ہوا، کہ اُن میں اُنہیں میں سے ایک رسول بھیجا، جو اُن پر اللہ تعالی کی آیتیں پڑھتے ہیں، انہیں پاک کرتے ہیں، انہیں کتاب و حکمت سکھاتے ہیں، اور اِس سے پہلے وہ لوگ ضرور کھلی گمراہی میں تھے"۔

اِس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالی نے نبیٔ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ذاتِ بابرکت کو، واضح طور پر اپنا فضل واحسان قرار دیا، اور رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے اوصاف کا ذکر فرمایا۔ ؏

مثلِ فارس زلزلے ہوں نجد میں ذکرِ آیاتِ ولادت کیجیے[3]

ذکرِ میلاد اور قرآنِ کریم

حضراتِ گرامی قدر! بارہ ۱۲ ربیع الاوّل کے موقع پر محافلِ میلاد میں، حمد و نعت

---

(۱) "ذَوقِ نعت" ردِیف خائے معجمہ، ص۳۸۔

(۲) پ ٤، آل عمران: ١٦٤.

(۳) "حدائقِ بخشش" دشمنِ احمد پہ شدّت کیجیے، حصّہ اوّل، ص۱۹۹۔

شریف کے بعد بیان اور تقاریر کی صورت میں، حضور نبیٔ کریم ﷺ کے اَوصاف وکمالات اور ولادتِ باسعادت کے وقت، رُونما ہونے والے واقعات بیان کرنا ذکرِ میلاد ہے، اس میں کوئی شرعی قباحت نہیں، اللہ جَلَّ جَلالُہٗ نے قرآنِ پاک میں متعدّد انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ولادتِ باسعادت کا ذکر فرمایا ہے، حضرت سیّدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت شریفہ کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ﴿وَالسَّلٰمُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ﴾[1] "مجھ (عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام) پر سلامتی ہے جس دن میں پیدا ہوا"۔

اللہ تعالی نے اپنے حبیب ﷺ کی آمد کا چرچا، گزشتہ اُمتوں میں بھی بلند فرمایا، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَاِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ﴾[2] "(یاد کرو) جب عیسیٰ بن مریم نے کہا: اے بنی اسرائیل! میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں، اپنے سے پہلی کتاب توریت کی تصدیق کرتا ہوا، اور اُس رسول کی بِشارت سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے، اُن کا نام احمد ہے"۔

سرکارِ اَبد قرار ﷺ کی ولادتِ باسعادت اور تشریف آوری، تمام جہانوں کے لیے رَحمت ہے، اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ﴾[3] "ہم نے آپ کو سارے جہان کے لیے رَحمت بنا کر بھیجا"۔

---

(۱) پ١٦، مریم: ٣٣.

(۲) پ٢٨، الصف: ٦.

(۳) پ١٧، الأنبياء: ١٠٧.

اللہ عَزَّوَجَلَّ کا خاص فضل ورحمت

حضراتِ ذی وقار! نبئ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کا اس دنیا میں تشریف لانا، اللہ عَزَّوَجَلَّ کا خاص فضل ورحمت اور نعمتِ خداوندی ہے، ہمیں چاہیے کہ اللہ ربّ العالمین کے اس خصوصی فضل وکرم پر اس کا زیادہ سے زیادہ شکر بجالائیں، اس کے فرمانبردار بندے بنیں، اس کی اِطاعت کریں، اس کے دیے ہوئے اَحکام پر عمل کریں، جن کاموں سے روکا گیا ہے ان سے اجتناب کریں، اور اس کی طرف سے فضل، رحمت اور نعمت کے حُصول پر شکر بجالائیں، نیز خوشی ومسرّت کا اظہار کریں؛ کہ یہ حکمِ الٰہی کے عین مطابق ہے۔

ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ بِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْاؕ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ﴾[1] "اے حبیب! آپ فرما دیجیے، کہ اللہ تعالی ہی کے فضل اور اُسی کی رَحمت پر چاہیے کہ وہ خوشی منائیں، وہ ان کے سب دُھن دولت سے بہتر ہے جو وہ جمع کرتے ہیں"۔ حضرت سیّدنا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ "یہاں فضلِ الٰہی سے مراد نبئ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ذاتِ والاصفات ہے"[2]۔ ؏

حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائشِ مَولیٰ کی دُھوم
مثلِ فارس نجد کے قَلعے گراتے جائیں گے[3]

---

(۱) پ۱۱، یونس: ۵۸.

(۲) "رُوح المعاني" يونس، تحت الآية: ۵۸، ۱۱/ ۱۴۱. و"الدرّ المنثور" يونس، تحت الآية: ۵۸، ۴/ ۳۶۸.

(۳) "حدائقِ بخشش" حصّہ اوّل، پیشِ حق مژدہ شفاعت کا سُناتے جائیں گے، ص۱۵۷۔

نعمتِ الٰہی کا خوب چرچا کرنا ہے

عزیزانِ مَن! اللہ عَزَّوَجَلَّ نے قرآنِ کریم میں اپنی نعمتوں کا خُوب چرچا کرنے کا حکم دیا ہے، ارشاد فرماتا ہے: ﴿ وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ﴾[1] "اپنے رب کی نعمت کا خُوب چرچا کرو"۔ اب آپ خود ہی بتائیے کہ رحمتِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ذاتِ والا صفات سے بڑھ کر بھلا کونسی نعمت ہو سکتی ہے؟! لہٰذا معلوم ہوا کہ دنیا بھر کے مسلمانوں کا ہر سال ماہِ ربیع الاوّل کی بارہ ۱۲ تاریخ کو جشنِ عیدِ میلاد النبی منانا، نہادھو کر صاف ستھرے کپڑے پہننا، چراغاں کرنا، گھروں پر جھنڈے لگانا، لوگوں کو کھانا کھلانا، پانی کی سبیلیں لگانا، جلوس نکانا، اجتماعِ ذکر ونعت کا اہتمام کرنا، اور شرعی حُدود وقیود کی پاسداری کرتے ہوئے، شکرِ نعمتِ الٰہی کے طَور پر خوشی اور مسرّت کا اظہار کرنا، شرعًا دُرست، جائز اور حُصولِ اجر و ثواب کا باعث ہے!۔ ع

رہے گا یونہی اُن کا چرچا رہے گا
پڑے خاک ہو جائیں جَل جانے والے[2]

اللہ عَزَّوَجَلَّ کا احسان یاد رکھنا ہے

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! اللہ عَزَّوَجَلَّ نے بنی اسرائیل کو فرعون سے نَجات دِلا کر، انہیں دریا کے بیچوں بیچ راستہ دے کر، اور بادَل کو سائبَان بنا کر ان پر احسان فرمایا، اور پھر ان کی نسلوں کو یہ احسان یاد رکھنے کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ﴿ یٰبَنِیۡۤ

---

(۱) پ ۳۰، الضحی: ۱۱.

(۲) "حدائقِ بخشش" حصّہ اوّل، چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے، ص۱۵۹۔

﴿اِسۡرَآءِیۡلَ اذۡكُرُوۡا نِعۡمَتِیَ الَّتِیۡۤ اَنۡعَمۡتُ عَلَیۡكُمۡ﴾(۱) "اے حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد! یاد کرو میرا وہ احسان جو میں نے تم پر کیا!"۔

صدر الاَفاضل علّامہ سیّد محمد نعیم الدین مُرادآبادی رحمۃ اللہ تعالی علیہ اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں کہ "یاد کرنا یہ ہے کہ اللہ تعالی کی اِطاعت وبندگی کر کے شکر بجا لاؤ؛ کیونکہ کسی نعمت کا شکر نہ کرنا ہی اس کا بھلانا ہے"(۲)۔ لہذا حضور نبئ کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم جیسی عظیم اور بے مثال نعمت واحسانِ خداوندی کا شکر یہی ہے، کہ مصطفی جانِ رحمت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا زیادہ سے زیادہ ذکر کیا جائے، سرورِ کونین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے اَوصاف، کمالات اور معجزات کو سُنا سُنایا جائے، اپنے قول وفعل سے محبتِ مصطفی کا اظہار کیا جائے، حضور سیّد عالَم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ اور تعلیمات پر عمل کیا جائے، رحمتِ عالمیان صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر کی جائے، اپنی نسلوں کو اللہ تعالی کے اس احسانِ عظیم سے آگاہ کیا جائے، ان کے دِلوں میں محبتِ رسول کی شمع فروزاں کی جائے وغیرہ وغیرہ۔ اور اس کی سب سے بہتر صورت یہ ہے، کہ جشنِ میلاد کو خُوب دُھوم دھام سے منایا جائے؛ کیونکہ جشنِ عید میلاد النبی وہ واحد مذہبی مناسبت ہے، جس میں شکرِ الہی بجالانے کی تمام ممکنہ صورتوں پر، ایک ساتھ عمل کرنے کا موقع ملتا ہے۔

اس مبارک موقع پر غلامانِ رسول خوشی اور مسرّت کا اظہار کرتے ہیں، اپنی گلی محلوں کو سجاتے ہیں، تلاوتِ قرآنِ کریم کرتے ہیں، محافلِ نعت کا اہتمام کرتے

---

(۱) پ۱، البقرة: ٤٠.

(۲) "تفسیر خزائن العرفان" پ۱، البقرہ، زیرِ آیت:۴۰، ص۱۶۔

ہیں، ساری رات جاگ کر عبادت کرتے ہیں، نوافل پڑھتے ہیں، ذکر واَذ کار کرتے ہیں، یومِ میلاد کی خوشی میں روزہ رکھتے ہیں، اپنے عزیز واَقارب سے ملتے ملاتے، ان کی دعوتیں کرتے، اور انہیں عیدِ میلاد کی مبارکباد دیتے ہیں۔

الغرض مختلف صورتوں میں اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کے احسانِ عظیم کا عملی طَور پر شکر بجا لاتے ہیں، لہٰذا بعض لوگوں کی جانب سے اس نیک اور متعدّد سعادتوں کے حامل امر کو، شرک وبدعت قرار دینا، اسے حرام کہنا، نسلِ نَو کو دینِ اسلام سے متنفر اور دُور کرنے کے مترادِف ہے۔ ایسوں کو چاہیے کہ کفر والحاد اور فتنہ وفساد کے اس دَور میں، دینِ اسلام کو درپیش چیلنجز (Challenges) کو سمجھیں! وقت کے تقاضوں کو پیشِ نظر رکھیں! شرک وبدعت کی گردان کر کے مسلمانوں کو دینِ اسلام سے مزید دُور نہ کریں! بلکہ اپنے مَوقف پر نظرِ ثانی کریں! ؏

ذکر روکے فضل کاٹے نَقص کا جُویاں رہے

پھر کہے مَردَک کہ ہوں اُمّت رسول اللہ کی [1]

عذاب میں کمی کا سبب

میرے محترم بھائیو! رحمتِ عالمیان صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ولادت کی خوشی منانا خیر وبرکت کا مُوجِب ہے، یہ ایک ایسا عظیم عمل ہے جسے کرنے سے دنیاوآخرت کی بھلائیاں، اور متعدّد فوائد وثمرات حاصل ہوتے ہیں، مسلمان تو مسلمان، اس عملِ خیر کی برکت سے سخت کافر ومشرِک بھی محروم نہیں رہتے، انہیں بھی حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے صدقے کچھ

(۱) "حدائقِ بخشش" حصّہ اوّل، عرشِ حق ہے مسندِ رفعت رسول اللہ کی، ص۱۵۲۔

نہ کچھ حصّہ عطا ہو ہی جاتا ہے۔ امام ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے امام سہیلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حوالے سے بیان فرمایا، کہ حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: «لَمَّا مَاتَ أَبُو لَهَبٍ رَأَيْتُهُ فِي مَنَامِي بَعْدَ حَوْلٍ فِي شَرِّ حَالٍ، فَقَالَ: مَا لَقِيتُ بَعْدَكُمْ رَاحَةً إِلَّا أَنَّ الْعَذَابَ يُخَفَّفُ عَنِّي كُلَّ يَوْمِ اثْنَيْنِ»[1] "جب ابو لہب مر گیا تو میں نے اُسے ایک سال بعد خواب میں بُرے حال میں دیکھا، کہتا ہے کہ دنیا سے جانے کے بعد آرام نصیب نہیں ہوا، لیکن ہر پیر کے دن میرے عذاب میں کمی کر دی جاتی ہے"۔

حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ عذاب میں اس کمی کی وجہ خود بیان فرماتے ہیں: «وَذٰلِكَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وُلِدَ يَوْمَ الاِثْنَيْنِ، وَكَانَتْ ثُوَيْبَةُ بَشَّرَتْ أَبَا لَهَبٍ بِمَوْلِدِهِ فَأَعْتَقَهَا»[2] "(عذاب میں کمی کا سبب) یہ ہے، کہ پیر شریف کے دن حضور نبئ کریم ﷺ کی ولادت ہوئی، اور ثویبہ (باندی) نے ابو لہب کو حضور کی ولادتِ باسعادت کی خوشخبری سنائی تھی، اس پر اُس نے ثویبہ کو آزاد کر دیا تھا"۔

جلیل القدر محدّث حضرت امام ابنِ جزری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اِس حدیثِ پاک پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "جب ابو لہب جیسے کافر کا یہ حال ہے (جس کی مذمّت قرآنِ مجید میں نازل ہوئی) کہ حضور نبئ کریم ﷺ کی ولادت کی خوشی کا اظہار کرنے پر، اس کے عذاب میں کمی کی جاتی ہے، تو نبئ کریم ﷺ کے اس اُمّتی، توحید ورسالت کا دم بھرنے والے، مؤمن مسلمان کی جزا کا کیا حال ہو گا؟ جو

(۱) "فتح الباري" كتاب النكاح، تحت ر: ۵۱۰۱، ۹/ ۱۶۶، ۱۶۷.

(۲) المرجع نفسه، صـ۱۶۷.

حضور اکرم ﷺ کی ولادت کی خوشی مناتا ہے!"[۱] ع

وہی دُھوم ہے اُن کی ما شاء اللہ مِٹ گئے آپ مٹانے والے[۲]

میلادِ مصطفی بزبانِ مصطفی

حضراتِ محترم! میلاد النبی کی مُروّجہ محفلوں اور اجتماعِ ذکر ونعت میں، مصطفی جانِ رحمت ﷺ کے اَوصاف وکمالات کا ذکرِ خیر ہوتا ہے۔ ولادتِ پاک کا ذکر کرنا، بوقتِ ولادت رُونما ہونے والے واقعات بیان کرنا، خود تاجدارِ رسالت ﷺ سے بھی ثابت ہے۔

صحابئ رسول حضرت سیّدنا عِرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں، کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: «إِنِّي عَبْدُ الله، وَخَاتَمُ النَّبِيِّيْن، وَأَبِي مُنْجَدِلٌ فِيْ طِينَتِه، وَسَأُخْبِرُكُمْ عَنْ ذٰلِكَ: أَنَا دَعْوَةُ أَبِي إِبْرَاهِيمَ، وَبِشَارَةُ عِيسٰى، وَرُؤْيَا أُمِّي آمِنَةَ الَّتِي رَأَتْ» "میں اُس وقت سے اللہ کا بندہ اور آخری نبی ہوں، جب میرے باپ حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام ابھی مٹی کی شکل میں تھے، اور میں اس بارے میں تمہیں خبر دیتا ہوں، کہ میں اپنے باپ حضرتِ ابراہیم کی دعا، حضرتِ عیسیٰ کی بِشارت اور اپنی والدہ حضرت آمنہ کا خواب ہوں"۔

حضرت سیّدنا عِرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں، کہ جس طرح گزشتہ انبیاء کی ماؤں نے خواب دیکھا، رسول اللہ ﷺ کی والدہ نے بھی آپ ﷺ کی ولادتِ باسعادت کے وقت، ایک ایسا نُور دیکھا جس کی بدَولت ملکِ شام کے محلّات اُن پر

(۱) "عرف التعريف بالمولد الشّريف" إرهاصات مولدِه ﷺ، صـ۲۲.

(۲) "حدائقِ بخشش" حصّہ اوّل، آنکھیں رورو کے سُجانے والے، صـ۱۶۱۔

روشن ہو گئے۔ پھر صحابئ رسول نے سورۂ اَحزاب کی یہ آیات تلاوت فرمائیں:

﴿ یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا ۝ وَّدَاعِیًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا﴾[1] "اے غیب کی خبر دینے والے (نبی)! یقیناً ہم نے آپ کو حاضر گواہ اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا، اللہ کے حکم سے اُس کی طرف بلانے والا، اور چمکا دینے والا آفتاب بنا کر بھیجا"۔ لہٰذا ذکرِ میلاد کرنا قرآن وحدیث کے عین مطابق ہے، اور یہ عمل کثیر خیر وبرکت کے ساتھ، بڑے اجر وثواب کا بھی حامل ہے۔ ؏

بجھ گئیں جس کے آگے سبھی مشعلیں   شمع وہ لے کر آیا ہمارا نبی[2]

میلادِ مصطفی منانے کے مقاصد

حضراتِ گرامی قدر! ہم مسلمان ہر سال ماہِ ربیع الاوّل میں اپنے پیارے نبی ﷺ سے اپنی عقیدت ومحبت کے اظہار کے لیے، بھرپور طریقے سے جشنِ عیدِ میلاد النبی مناتے ہیں، اور اس کے لیے خوب اہتمام کرتے ہیں، یہ بڑا اچھا عمل ہے، اسے شرعی حُدود میں رہتے ہوئے ضرور جاری وساری رکھا جانا چاہیے! لیکن ساتھ ہی ساتھ ہمیں یہ بات بھی خوب اچھی طرح معلوم ہونی چاہیے، کہ میلادِ مصطفیٰ منانے کے مقاصد کیا ہیں؟ جشنِ میلاد النبی منانے کے لیے اتنا اہتمام کیوں کیا جاتا ہے؟ اس سلسلے میں چند خاص خاص باتیں حسبِ ذیل ہیں:

---

(۱) "مُستدرَك الحاكم" تفسير سورة الأحزاب، ر: ۳۵٦٦، ٤/ ۱۳۳۹.

(۲) "حدائقِ بخشش" حصّہ اوّل، سب سے اَولیٰ واعلیٰ ہمارا نبی، ص۱۳۸۔

نعمتِ الٰہی کا اظہار

عزیزانِ مَن! خالقِ کائنات عَزَّوَجَلَّ کا بے پناہ شکر ہے، کہ اس نے ہمیں دولتِ ایمان سے نوازا، اور اپنے پیارے حبیب صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّم کی امّت میں پیدا فرمایا، حضور نبیٔ کریم صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّم کی امت میں پیدا ہونا ایک ایسا عظیم شرف ہے، جس پر اللہ ربّ العالمین کا جتنا بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے، یقیناً اللہ تعالی نے ہمیں اپنا حبیب عطا فرما کر، ہم گنہگاروں پر احسانِ عظیم فرمایا! لہذا نعمتِ الٰہی کے اظہار کے طَور پر ہمیں چاہیے کہ اسلامی تعلیمات پر عمل کریں، اپنی سیرت وصورت کو اسلام کے سانچے میں ڈھالیں، اور میلادِ مصطفی کی محافل کا کثرت سے انعقاد کریں؛ تاکہ امتِ مسلمہ کو سرورِ دوجہاں صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّم کے مقام ومرتبہ سے آگاہی دی جاسکے، نیز انہیں بتایا جاسکے کہ اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ نے اپنا محبوب عطا فرما کر ہم پر کتنا بڑا احسان فرمایا ہے!۔

تعظیمِ رسول سے آگاہی

برادرانِ اسلام! رحمتِ عالمیان صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّم کا ادب، احترام اور آپ کی تعظیم، پوری کائنات میں سب سے زیادہ ہے، اللہ تعالی نے قرآنِ کریم میں اپنے حبیب کریم صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّم کی تعظیم، ادب اور احترام کے بارے میں واضح طَور پر حکم فرمایا: ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا لَا تَرْفَعُوٓا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ﴾[1] "اے ایمان والو! اپنی آوازیں اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اونچی نہ کرو! اور ان کے حضور چِلّا کر

---

(۱) پ۲۶، الحُجرات: ۲.

بات نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ چِلّاتے ہو!؛ کہ کہیں تمہارے اعمال اَکارت (ضائع) ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو!"۔

صدر الاَفاضل علّامہ سیّد محمد نعیم الدین مُرادآبادی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ "اس آیتِ مبارکہ میں حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا اِجلال واِکرام اور ادب واحترام تعلیم فرمایا گیا ہے، اور حکم دیا گیا ہے کہ ندا کرنے میں ادب کا پورا لحاظ رکھیں، جیسے آپس میں ایک دوسرے کو نام لے کر پکارتے ہیں اس طرح نہ پکاریں! بلکہ کلماتِ ادب و تعظیم و توصیف و تکریم واَلقابِ عظمت کے ساتھ عرض کرو جو عرض کرنا ہو؛ کہ ترکِ اَدب سے نیکیوں کے برباد ہونے کا اندیشہ ہے!"[1]۔

غیر شرعی اُمور سے پاک، جشنِ میلاد منانے کا ایک مقصد حضور نبیٔ کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی تعظیم، ادب اور احترام بجا لانا، اور لوگوں کو اس سلسلے میں آگاہی دینا بھی ہے۔ مفسّرِ قرآن شیخ اسماعیل حقّی رحمۃ اللہ تعالی علیہ "تفسیر رُوح البیان" میں فرماتے ہیں کہ "میلاد شریف منانا حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی تعظیم میں سے ہے، جبکہ وہ مُنکَرات (غیر شرعی اُمور) سے پاک ہو، اِمام سُیوطی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے فرمایا کہ ہمارے لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی ولادتِ باسعادت پر اِظہارِ شکر کرنا مستحب ہے"[2]۔

سنّت کی پیروی

حضراتِ گرامی قدر! حضور نبیٔ کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم بارگاہِ خداوندی میں اظہارِ تشکُر کے طَور پر، اپنی ولادتِ باسعادت کی خوشی میں، ہر پیر کو روزہ رکھا کرتے، "مسلم

---

(۱) "تفسیر خزائن العرفان" پ۲۶، حُجرات، زیرِ آیت:۲، صـ۹۴۷۔

(۲) "رُوح البیان" پ ۲٦، الفتح، تحت الآیة: ۲۹، ۹/ ٥٦.

شریف"کی حدیث ہے، حضرت سیّدنا ابو قتادہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پیر کے روزہ سے متعلق پوچھا گیا، تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «فِيْهِ وُلِدْتُ، وَفِيْهِ أُنْزِلَ عَلَيَّ»[1] "اِسی دن میری ولادت ہوئی، اور اِسی دن مجھ پر (پہلی بار) وحی نازل ہوئی"۔ لہٰذا سنّتِ مصطفیٰ کی پیروی میں بارہ ۱۲ ربیع الاوّل کے موقع پر، مسلمانوں کا روزہ رکھنا بھی میلادِ مصطفیٰ منانے کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔

اُسوۂ حسنہ پر عمل کی ترغیب

میرے محترم بھائیو! حضور رحمۃٌ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ پر عمل کی ترغیب دینا، بھی جشنِ میلادِ مصطفیٰ کے مقاصد میں سے ہے، اللہ تعالی نے قرآنِ کریم میں اپنے حبیبِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ پر عمل کی ترغیب بیان فرمائی، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾[2] "یقیناً تمہارے لیے رسولُ اللہ کی پیروی ہی بہتر ہے"۔

مفسّرینِ کرام فرماتے ہیں کہ "اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیاتِ طیّبہ، سارے انسانوں کے لیے نمونۂ حیات ہے، زندگی کا کوئی بھی شعبہ اس سے باہر نہیں، رب تعالی نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیاتِ طیّبہ کو اپنی قدرت کا نمونہ بنایا، لہٰذا کامیاب زندگی وہی ہے جو اُن کے نقشِ قدم پر ہو، اگر ہمارا جینا مرنا سونا جاگنا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر ہوجائے، تو یہ سارے کام عبادت بن جاتے ہیں"[3]۔

---

(۱) "صحيح مسلم" كتاب الصيام، ر: ۲۷۵۰، صـ۴۷۸.

(۲) پ۲۱، الأحزاب: ۲۱.

(۳) "تفسیر نور العرفان" پ۲۱، اَحزاب، زیرِ آیت: ۲۱، صـ۶۷۱، ملتقطاً۔

جشنِ عیدِ میلاد کے موقع پر دنیا بھر کے مسلمانوں میں، مذہبی جوش وولولہ خوب پایا جاتا ہے، نیکیوں اور عبادت کی طرف رغبت بڑھ جاتی ہے، لہذا علمائے دین اُمت کی خیر خواہی کے جذبہ سے، لوگوں کو سیرتِ نبوی سے آگاہ کرتے ہیں، اور انہیں مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ کے اُسوۂ حسنہ پر عمل کی ترغیب دلاتے ہیں۔

اتحاد، یگانگت اور امن ورواداری کا فروغ

میرے عزیز دوستو، بھائیو اور بزرگو! آج دنیا میں ہر طرف نفرت وعداوَت کے جراثیم (Germs) پَنپ رہے ہیں، لسانیت وقَومیت (Linguistics and Nationality) کی بنیادوں پر لڑائی جھگڑے اور فسادات برپا ہیں، مُعاشرے میں عدمِ برداشت، نااتفاقی اور بدامنی مسلسل بڑھ رہی ہے۔ میلادِ مصطفیٰ منانے کا ایک اہم مقصد، مُعاشرے میں اتحاد، یگانگت اور امن ورَواداری کا فروغ بھی ہے، میلادِ مصطفیٰ کے جلسے جلوس اور ریلیوں (Rallies) کے ذریعے، باہم اُخوت، محبت اور ہمدردی میں اضافہ ہوتا ہے، اتحاد واتفاق کا درس ملتا ہے، اجتماعیت کی سوچ پیدا ہوتی ہے، لسانیت، قَومیت اور غربت واِمارت کی بنیادوں پر پیدا ہونے والی سطحی سوچ کا خاتمہ ہوتا ہے، لہذا ہمیں چاہیے کہ جشنِ عیدِ میلاد کا خوب اہتمام کریں، اس مقدّس مذہبی مناسبت کو خوب جوش وجذبہ سے منائیں، اللہ تعالی کا خوب شکر بجالائیں، اپنا وقت ذکر واَوراد میں گزاریں، پنج وقتہ نماز پابندی سے باجماعت ادا کرنے کی پکی نیّت کریں، بارہ ۱۲ ربیع الاوّل کو بالخصوص، اور ہر پیر شریف کو بالعموم روزہ رکھیں، محافلِ میلاد میں منکَراتِ شرعیہ سے اجتناب کریں، لوگوں کی حق تلفی سے بچیں، سرورِ کائنات ﷺ کی سیرتِ طیّبہ کا خوب مُطالعہ کریں، مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ کے اُسوۂ حسنہ پر عمل کی

پختہ عادت بنائیں، اور خوب ذَوق وشَوق سے جشنِ عید میلاد النبی منائیں! ؏

ولادتِ شہِ دیں ہر خوشی کی باعث ہے

ہزار عید سے بھاری ہے بارہویں تاریخ[۱]

دعا

اے اللہ! ہمیں رسولِ اکرم ﷺ کی سنّت وسیرت اور تعلیمات پر خوب عمل کی توفیق عطا فرما، ان کا ادب واحترام کرنے کی سعادت نصیب فرما، حضورِ اکرم ﷺ کی سیرتِ طیّبہ کی پیَروی کا جذبہ عنایت فرما، دینِ متین کی بے لَوث خدمت کی توفیق عطا فرما، ایک اچھا اور باعمل مسلمان بنا۔ اور ہمارے عقائد واعمال کی حفاظت فرما، اور اگر ان میں کوئی کمی کوتاہی واقع ہو تو اسے دُور فرما، آمین یاربّ العالمین!۔

(۱) "ذَوقِ نعت" ردِیف خائے معجمہ، سحابِ رحمت باری ہے بارہویں تاریخ، ص۳۸۔

شفاعتِ مصطفی ﷺ

(جمعۃ المبارک ۱۷ ربیع الاوّل ۱۴۴۴ھ - ۱۴/۱۰/۲۰۲۲ء)

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلهِ وصحبهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ باللهِ مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسمِ الله الرّحمنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلهِ وصَحبهِ أجمعين.

اہلِ محشر کی بے تابی اور اضطراب

برادرانِ اسلام! بحیثیت مسلمان ہمارا عقیدہ ہے کہ قیامت قائم ہوگی، اور انسان روزِ حشر حساب وکتاب کے لیے اٹھایا جائے گا، اس دن زمین تانبے کی ہوگی، سورج ایک میل کے فاصلہ پر ہوگا، جس کی حِدّت وتپش کے باعث لوگوں کے دماغ ہانڈی کی طرح کھولتے ہوں گے، زبانیں سُوکھ کر کانٹا ہوجائیں گی، دل اُبل کر گلے کو آجائیں گے، کوئی کسی کا پُرسانِ حال نہیں ہوگا، ماں باپ اولاد سے پیچھا چھڑائیں گے، ہر ہزار میں سے نو سو ننانوے ۹۹۹ لوگوں کو دوزخ میں ڈالے جانے کے لیے الگ کرنے کا حکم ہوگا[1] ...الحدیث۔ ع

(۱) دیکھیے: "بہارِ شریعت" عقائد کا بیان، مَعاد وحشر کا بیان، حصّہ اوّل، ۱/۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۳-۱۳۵، ملخصًا۔

خدائے قہّار ہے غضب پر، کھلے ہیں بدکاریوں کے دفتر
بچالو آکر شفیعِ محشر، تمہارا بندہ عذاب میں ہے(۱)

قیامت کا دن پچاس ۵۰ ہزار برس کا ایک دن ہوگا، اہلِ محشر باہم مشورہ کر کے حضرت سیّدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے، اور حساب وکتاب سے نَجات اور شَفاعت کے لیے عرض کریں گے، حضرت سیّدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے کہ میرا یہ مرتبہ نہیں، مجھے آج اپنی جان کی فکر ہے، آج اللہ تعالی نے ایسا غضب فرمایا ہے کہ نہ پہلے کبھی ایسا غضب فرمایا، نہ آئندہ فرمائے گا، لہذا تم کسی اَور کے پاس جاؤ! ؏

یاالٰہی! جب پڑے محشر میں شورِ داروگیر
امن دینے والے پیارے پیشوا کا ساتھ ہو(۲)

اہلِ محشر وہاں سے بالترتیب حضرت سیّدنا نُوح، پھر حضرت سیّدنا ابراہیم، پھر حضرت سیّدنا موسیٰ اور پھر حضرت سیّدنا عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہوکر اپنی نَجات وشَفاعت کے لیے عرض کریں گے، حضرت سیّدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی یہی جواب ارشاد فرمائیں گے، کہ میرے کرنے کا یہ کام نہیں، آج میرے رب نے وہ غضب فرمایا ہے کہ ایسا نہ کبھی فرمایا نہ فرمائے گا، مجھے اپنی جان کا ڈر ہے، تم کسی اَور کے پاس جاؤ، پھر حضرت سیّدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشورہ سے تمام اہلِ محشر مصطفی جانِ رحمت ﷺ کی بارگاہ میں دُہائی دیتے ہوئے حاضر ہوں گے، اور حضور سے

---

(۱) "حدائقِ بخشش" حصّہ اوّل، اٹھادو پردہ دِکھادو چہرہ کہ نورِ باری حجاب میں ہے، ص۱۸۱۔
(۲) اَیضًا، یاالٰہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو، ص۱۳۲۔

اپنی نَجات و شفاعت کے لیے گزارش کریں گے![1]۔ تمام انبیاء ومُرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام میں رحمتِ عالمیان ﷺ وہ واحد نبی ہیں، جو اہلِ مَحشر کو مایوس نہیں لَوٹائیں گے، بلکہ سب کی شَفاعتِ کُبریٰ فرمائیں گے۔ ؏

کہیں گے اَور نبی: اِذهَبُوا إلىٰ غَيْري
مِرے حضور کے لب پر أنَا لها ہوگا[2]

شَفاعتِ کبریٰ سے متعلق اہلِ سنّت کا عقیدہ

حضراتِ گرامی قدر! ہم اہلِ سنّت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ "قیامت کے دن مرتبۂ "شَفاعتِ کبریٰ" حضورِ اکرم ﷺ کے خصائص میں سے ہے؛ کہ جب تک حضورِ اکرم ﷺ شَفاعت نہیں فرمائیں گے، کسی کو مجالِ شَفاعت نہیں ہوگی[3]، بلکہ حقیقۃً جتنے شَفاعت کرنے والے ہیں، وہ سب ہمارے آقا ﷺ کے دربار میں شَفاعت لائیں گے، اور اللہ تعالی کے حضور مخلوقات میں، صرف نبیٔ اکرم ﷺ شفیع ہیں[4]، اسی کا نام "شفاعتِ کبری" ہے"[5]۔ ؏

اُسی کے پاس پہنچیں گے سب آخر وہ نامِ نامی جس کا مصطفیٰ ہے!

---

(۱) دیکھیے: "بہارِ شریعت" عقائد کا بیان، مَعاد و حشر کا بیان، حصّہ اوّل، ۱/۱۳۵-۱۳۸، ملخصًا۔

(۲) "ذَوقِ نعت" تمہارا نام مصیبت میں جب لیا ہوگا، صـ۱۴۔

(۳) "رُوح البيان" الإسراء، تحت الآية: ۷۹، ۵/ ۱۹۲.

(٤) "صحيح البخاري" كتاب التفسير، ر: ٤٧١٢، صـ٨١٥، ٨١٦.

(۵) دیکھیے: "اسلامی عقائد ومسائل" "شَفاعتِ مصطفی، صـ۳۰۲۔

شَفاعت کا اُسی کے سر ہے سہرا   وہی اس بزم کا دولہا بنا ہے![1]

شَفاعتِ کبریٰ کا اِذن اور مقامِ محمود

عزیزانِ محترم! "شَفاعتِ کبریٰ" مؤمن وکافر، مطیع وعاصی (نیک اور گنہگار) سب کے لیے ہے؛ کہ حساب وکتاب کا انتظار جو بہت ہی سخت مرحلہ ہوگا، اس کے لیے لوگ تمنّا کریں گے، کہ کاش اس انتظار کے بجائے ہمیں جہنم میں پھینک دیا جاتا! ع

گنہگارو نہ ہو مایوس تم اپنی رہائی سے

مدد کو وہ شفیعِ روزِ محشر آنے والا ہے![2]

اِس بلا سے چھٹکارا بھی حضورِ اکرم ﷺ کی بدَولت ملے گا، جس پر اوّلین وآخِرین، مُوافقین ومخالفین، مؤمنین وکافرین، سب حضور ﷺ کی مدح وثنا کریں گے[3]، یہی وہ "مقامِ محمود" ہے جس کی خوشخبری دیتے ہوئے اللہ تعالی نے اپنے حبیب کریم ﷺ سے ارشاد فرمایا: ﴿عَسٰۤى اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾[4] "عنقریب تمہارا رب تمہیں ایسے مقام پر فائز فرمائے گا، جہاں سب لوگ تمہاری حمد وثنا کریں گے!"۔ ع

أنت الرافِع، أنت النافِع، أنت الدافِع، أنت الشافِع

---

(۱) "سامانِ بخشش" حقیقت آپ کی حق جانتا ہے، صـ۲۲۳، ۲۲۴۔

(۲) "ذَوقِ نعت" مبارک ہو وہ شہ پردے سے باہر آنے والا ہے، صـ۲۱۷۔

(۳) دیکھیے: "اسلامی عقائد ومسائل" "شَفاعتِ مصطفی"، صـ۳۰۲۔

(٤) پ١٥، الإسراء: ٧٩.

اِشْفَعْ عندَ الرَبِّ الأعلى صلّى الله عليكَ وسلَّم[1]

حساب وکتاب سے اہلِ محشر کی نَجات اور شَفاعت کے لیے، سروَرِ دوجہاں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بارگاہِ الٰہی میں سجدہ ریز ہوکر اس کی حمد وثنا کریں گے، پھر مصطفی جانِ رحمت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو شفاعتِ کبریٰ کا اِذن واختیار دیا جائے گا، اور فرمایا جائے گا: «يَا مُحَمَّدُ! ارْفَعْ رَأْسَكَ، قُلْ تُسْمَعْ، سَلْ تُعْطَهْ، اشْفَعْ تُشَفَّعْ»[2] "اے محمد اپنا سر اٹھائیے! آپ کہیے آپ کی سُنی جائے گی! اور مانگیے آپ کو دیا جائے گا! اور شَفاعت کیجیے آپ کی شَفاعت قبول کی جائے گی!" ؏

سلسلہ پا کے شَفاعت کا جھکے پڑتے ہیں
سجدۂ شکر کے کرتے ہیں اِشارے گیسو[3]

گنہگارانِ اُمت کی شَفاعت

شَفاعتِ خاصّہ صرف اہلِ ایمان کے لیے ہے، اور حضور نبئ کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اپنے گنہگار اُمتیوں کی سفارش وشَفاعت فرمائیں گے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَ لَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى﴾[4] "عنقریب تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہوجاؤ گے!"۔

صدر الاَفاضل علّامہ سیّد محمد نعیم الدین مُرادآبادی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اس آیتِ مبارکہ کے تحت

(۱) "سامانِ بخشش" ماہِ طیبہ نیّرِ بطحا صلی اللہ علیک وسلَّم، صـ۱۱۱۔
(٢) "صحيح مسلم" كتاب الإيمان، ر: ٤٧٥، صـ١٠١.
(۳) "حدائقِ بخشش" حصّہ اوّل، چمنِ طیبہ میں سُنبل جو سنوارے گیسو، صـ۱۲۰۔
(٤) پ٣٠، الضُّحى: ٥.

فرماتے ہیں کہ "یہ آیتِ مبارکہ صاف دلالت کرتی ہے، کہ اللہ تعالی وہی کرے گا جس میں رسول (ﷺ) راضی ہوں، اور احادیثِ شَفاعت سے ثابت ہے کہ رسول ﷺ کی رِضا اسی میں ہے، کہ سب گنہگارانِ اُمت بخش دیے جائیں "[1] ع

لُطف اُن کا عام ہو ہی جائے گا
شاد ہر ناکام ہو ہی جائے گا

اَب تو لائی ہے شَفاعت عفو پر
بڑھتے بڑھتے عام ہو ہی جائے گا[2]

انکارِ شَفاعت سے متعلق حکمِ شریعت

حضراتِ ذی وقار! شَفاعت حق ہے، جو شَفاعت کا انکار کرے، اس کے بارے میں فقہائے کرام اور متکلّمین کے مابین اختلاف ہے، فقہائے کرام کے نزدیک شَفاعت کا منکِر کافر ہے، جبکہ متکلّمین کے نزدیک وہ گمراہ ہے، کافر نہیں[3]۔ ع

وہ جہنّم میں گیا جو اُن سے مُستغنی ہوا
ہے خلیلُ اللہ کو حاجت رسول اللہ کی[4]

(۱) "تفسیر خزائن العرفان" پ۳۰، الضحٰی، زیرِ آیت:۵، ص۱۱۰۹۔
(۲) "حدائقِ بخشش" حصّہ اوّل، لُطف ان کا عام ہو ہی جائے گا، ص۴۰، ۴۲، ملتقطاً۔
(۳) انظر: "المعتقَد المنتقَد" الباب ۲ في النبوّات، صـ۲۲۸-۲۳۲، ملخصاً.
(۴) "حدائقِ بخشش" حصّہ اوّل، عرشِ حق ہے مسندِ رِفعت رسول اللہ کی، ص۱۵۲۔

شَفاعتِ مصطفی اور قرآنِ کریم

عزیزانِ مَن! روزِ حشر حضراتِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام، صحابۂ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم، تابعین و تبع تابعین، علمائے دین، اور اولیائے کرام سمیت متعدّد لوگوں کو اللہ تعالی شَفاعت کا اِذن (اجازت) عطا فرمائے گا، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿يَوْمَئِذٍ لَّا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَٰنُ﴾[1] "اُس دن کسی کی شَفاعت کام نہ دے گی، مگر اُس کی جسے رحمن نے اِذن (اجازت یا حکم) دیا"۔

ایک اَور مقام پر ارشاد فرمایا: ﴿مَن ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِندَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ﴾[2] "کون ہے جو اللہ تعالی کے حکم کے بغیر اُس کے ہاں سفارش کر سکے؟!"۔

صدر الاَفاضل علّامہ سیّد محمد نعیم الدین مُرادآبادی رحمہ اللہ تعالٰی علیہ اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں کہ "اس (آیتِ کریمہ) میں مشرکین کا رَد ہے، جن کا گمان تھا کہ بُت شَفاعت کریں گے، انہیں بتا دیا گیا کہ کُفّار کے لیے شَفاعت نہیں، اللہ تعالی کے حضور ماذُونین (اجازت یافتہ لوگوں) کے سِوا کوئی شَفاعت نہیں کر سکتا، اور اِذن والے انبیاء، و ملائکہ (فرشتے) و مؤمنین ہیں"[3]۔ ع

اِذن کب کا مِل چکا اَب تو حضور ہم غریبوں کی شَفاعت کیجیے![4]

---

(۱) پ۱٦، طه: ۱۰۹.

(۲) پ۳، البقرة: ۲۵۵.

(۳) "تفسیر خزائن العرفان" پ۳، البقرۃ، زیرِ آیت: ۲۵۵، صـ۸۸۔

(۴) "حدائقِ بخشش" حصّہ اوّل، دشمنِ احمد پہ شدّت کیجیے، صـ۱۹۹۔

کُفّار کے لیے شَفاعت کی نفی

جس آیتِ مبارکہ میں شَفاعت کی نفی کی گئی وہ کافروں سے متعلق ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿فَمَا تَنۡفَعُهُمۡ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيۡنَ﴾[1] "تو انہیں سفارشیوں کی سفارش کام نہ دے گی!"۔ "یعنی انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام، ملائکہ (فرشتے)، شہداء، صالحین، جنہیں اللہ تعالیٰ نے شافع کیا ہے، وہ (صرف) ایمانداروں کی شَفاعت کریں گے، کافروں کی شفاعت نہیں کریں گے، تو جو ایمان نہیں رکھتے انہیں شَفاعت بھی میسّر نہ آئے گی"[2]۔ ؏

حشر میں ہم بھی سَیر دیکھیں گے   منکِر آج اُن سے اِلتجا نہ کرے![3]

اہلِ ایمان کے حق میں شَفاعت کا حکم

اہلِ ایمان کے حق میں شَفاعت سے متعلق قرآنِ کریم میں ارشاد ہوتا ہے: ﴿وَاسۡتَغۡفِرۡ لِذَنۡۢبِكَ وَلِلۡمُؤۡمِنِيۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتِ﴾[4] "اے حبیب! اپنے خاصوں اور عام مسلمان مَردوں اور عورتوں کے گناہوں کی مُعافی مانگیے!" ؏

شَفاعت کرے حشر میں جو رضا کی   سِوا تیرے کس کو یہ قدرت ملی ہے![5]

دعائے اختیاری اور شَفاعتِ اُمت

یوں تو حضراتِ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی ہر دعا قبول و مستجاب ہوتی ہے، مگر ہر نبی کے

---

(۱) پ۲۹، المدّثّر: ٤٨.

(۲) دیکھیے: "تفسیر خزائن العرفان" پ۲۹، المدثر، زیرِ آیت: ۴۸، ص۱۰۶۸، ۱۰۶۹۔

(۳) "حدائقِ بخشش" حصّہ اوّل، دل کو اُن سے خدا جدا نہ کرے، ص۱۴۲۔

(٤) پ٢٦، محمد: ١٩.

(۵) "حدائقِ بخشش" حصّہ اوّل، نبی سرورِ ہر رسول وولی ہے، ص۱۸۸۔

لیے ایک ایک دعا کو اللہ تعالی نے بطورِ خاص اِجابت وقبولیت کے سہرے سے مزیّن فرمایا، ہر نبی نے اپنے اپنے حصّے کی دعا دنیا ہی میں کرلی، لیکن قربان جائیے رحمتِ عالمیان ﷺ پر، کہ اپنے حصّے کی دعا کو بروزِ حشر اپنی اُمت کی شَفاعت کے لیے بچار کھا ہے، حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «لكلِّ نبيٍّ دعوةٌ مستجابةٌ، فتعجّلَ كلُّ نبيٍّ دعوتَه، وإنّي اختبَأتُ دعوَتي شَفاعةً لأمّتي يومَ القيامة، فهي نائلةٌ -إنْ شاء اللهُ- مَن ماتَ مِن أُمتّي لَا يُشرِك بالله شيئاً»[1] "ہر نبی کے لیے ایک مقبول دعا ہے، مگر ہر نبی نے وہ دعا (دنیا) ہی میں کرلی، جبکہ میں نے اپنی وہ دعا قیامت کے دن، اپنی امّت کی شَفاعت کے لیے بچار کھی ہے، تو میری شَفاعت (اِن شاء اللہ) میرے ان امّتیوں کو فائدہ دے گی، جنہوں نے شرک نہ کیا ہو"، یعنی جن کا خاتمہ ایمان کی حالت میں ہوا ہو۔ ؏

پار ہو جائے گا اِک آن میں بیڑا اپنا
کام کر جائے گی محشر میں شَفاعت اُن کی![2]

شفاعت کا وسیع اختیار واجازت

اللہ تعالی نے سرورِ دوجہاں ﷺ کو شفاعتِ اُمت کے لیے وسیع اختیار واجازت عطا فرمائی ہے، حضرت سیّدنا ابو موسی اَشعری رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «خُيّرتُ بينَ الشّفاعةِ، وبَيْنَ أنْ يدخُلَ

(۱) "صحيح مسلم" كتاب الإيمان، ر: ٤٩١، صـ١٠٦.

(۲) "ذوقِ نعت" جائے گی خُلد میں ہنستی ہوئی اُمّت اُن کی، صـ۲۱۸۔

نِصْفَ أُمّتِي الجنّةَ، فاخترْتُ الشّفاعةَ؛ لأنّها أعمُّ وأكفى، أتَروْنها للمتّقين؟ لا، ولكنّها للمُذنِبين الخطّائِين المتلوّثين»[۱] "مجھے دو۲ باتوں میں سے ایک کا اختیار دیا گیا: (۱) یا تو سب کی شَفاعت کروں، (۲) یا میری نصف امّت ویسے ہی جنّت میں داخل کر دی جائے، تو میں نے شَفاعت کو اختیار کیا؛ اس لیے کہ شَفاعت زیادہ عام اور زیادہ لوگوں کو کفایت کرنے والی ہے (یعنی شفاعت کا فائدہ زیادہ لوگوں کو پہنچے گا) کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میری شَفاعت صرف پرہیزگاروں کے لیے ہے؟! نہیں، بلکہ وہ ان سب کے لیے ہے جو گنہگار، خطا کار اور قصور وار ہوں گے" ؏

سنتے ہیں کہ محشر میں صرف اُن کی رَسائی ہے

گر اُن کی رَسائی ہے لو جب تو بَن آئی ہے![۲]

شفاعتِ مصطفی کے خصوصی حاجتمند

حضرت سیّدنا انَس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «شفاعتِي لِأَهلِ الكبائِرِ مِن أُمّتِي»[۳] "میری شَفاعت میری امّت کے کبیرہ گناہ کے مرتکب لوگوں کے لیے ہے"۔ ؏

گنہ کتنے ہی اور کیسے ہی ہیں پر رَحمتِ عالَم

شَفاعت آپ فرمائیں تو بیڑا پار ہو جائے![۴]

---

(۱) "سنن ابن ماجه" كتاب الزُهد، باب ذكر الشفاعة، ر: ٤٣١١، صـ٧٣٦.

(۲) "حدائقِ بخشش" حصّہ اوّل، سنتے ہیں کہ محشر میں صرف اُن کی رَسائی ہے، صـ۱۹۲۔

(۳) "سنن الترمذي" أبواب صفة القيامة، ر: ٢٤٣٥، صـ٥٥٥.

(۴) "سامانِ بخشش" کرم جو آپ کا اے سیّدِ ابرار ہو جائے، صـ۱۷۳۔

جہنمی نام کے جنّتی لوگ

جہنّم میں بعض لوگ ایسے ہوں گے، جو اپنے گناہوں اور برے اعمال کے سبب آگ میں جھلس چکے ہوں گے، یہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے کلمہ تو پڑھا ہوگا، مگر اپنی ساری زندگی غفلت میں گزاری ہوگی، اور کوئی نیکی نہیں کی ہوگی، رحمتِ عالَم ﷺ ان کی بھی شفاعت فرمائیں گے، اور انہیں بھی عذابِ جہنّم سے نَجات دلا کر جنّت میں داخل فرمائیں گے۔

حضرت سیّدنا عمران بن حصین رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، سرکارِ دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: «يخرُجُ قومٌ مِنَ النَّارِ بشفاعةِ محمّدٍ ﷺ فيدخُلونَ الجنّةَ، يسمَّونَ الجهنّمِيّين»[1] "کچھ لوگ محمدِ مصطفی ﷺ کی شَفاعت کی برکت سے جہنّم سے نکالے جائیں گے، پھر وہ جنّت میں داخل ہوں گے، تو انہیں جہنمی کہا جائے گا"، یعنی جہنّم سے نکل کر جنّت میں آنے والے لوگ۔ وہ اپنے "جہنمی" نام سے مطلقاً رنجیدہ نہیں ہوں گے، بلکہ اللہ تعالی کے فضل وکرم، اور حضور اکرم ﷺ کی شَفاعت کو یاد کرکے انہیں اس نام سے خوشی حاصل ہوگی[2]۔ ع

ہوا ہے حکم کسی کو کہ نار میں جائے
یہ سُن کے دَوڑ کے اُس کو چُھڑانے آئے ہیں![3]

---

(۱) "صحيح البخاري" كتاب الرقاق، ر: ٦٥٦٦، صـ١١٣٦.

(۲) دیکھیے: "مرآۃ المناجیح" حوض اور شَفاعت کا بیان، پہلی فصل، ۷/۳۳۰، ملخصًا۔

(۳) "سامانِ بخشش" "ہم اپنی حسرتِ دل کو مٹانے آئے ہیں"، ص۱۴۲۔

شَفاعت کا اختیار

اختیارِ شفاعت رسول اللہ ﷺ کے خصائص میں سے ہے، یہ اختیار مصطفی جانِ رحمت ﷺ سے پہلے کسی کو عطا نہیں کیا گیا، بلکہ سرورِ کونین ﷺ کے وسیلۂ جلیلہ سے ہی دیگر انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام، ملائکہ اور مؤمنین صالحین کو بھی عطا کیا جائے گا۔ حضرت سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «أُعْطِيتُ خمساً لَم يُعطَهُنَّ أحدٌ قَبلي -إلى أن قال-: وأُعطِيتُ الشّفاعةَ»[1] ...الحديث. "مجھے پانچ ۵ چیزیں ایسی عطا کی گئی ہیں، جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں، (ان میں سے ایک کے بارے میں فرمایا کہ) مجھے شَفاعت کا اختیار دے دیا گیا ہے"۔ ع

جن کے ہم بندے وہی ٹھہرے شفیع

پھر دلِ بے تاب کیوں ناشاد ہے![2]

حضرت سیّدنا اَنَس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے ایک طویل روایت میں ہے، جس میں فرمایا کہ "اے محمد! اپنا سر اٹھاؤ اور کہو تمہاری سُنی جائے گی! مانگو تمہیں دیا جائے گا! اور شَفاعت کرو تمہاری شَفاعت قبول کی جائے گی! حضورِ اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ میں عرض کروں گا: «يا ربِّ أُمّتِي أُمّتِي! فيقول: انطلِقْ فأخرِجْ منها مَن كان في قلبه أدْنى أَدْنى أَدْنى مِثقالِ حبّةِ خَرْدَلٍ من إيمانٍ، فأَخْرِجْهُ من النّارِ، فَأَنْطَلِقُ فأَفْعَلُ»[3]

---

(۱) "صحيح البخاري" كتاب التيمّم، باب، ر: ۳۳۵، صـ۵۸.

(۲) "ذوقِ نعت" "کیا خدا داد آپ کی اِمداد ہے"، صـ۲۲۳۔

(۳) "صحيح البخاري" كتاب التوحيد، ر: ۷۵۱۰، صـ۱۲۹۳، ۱۲۹۴.

"اے میرے رب! میری امّت میری امّت! رب تعالی فرمائے گا کہ جاؤ جہنم سے ہر اُس شخص کو بھی نکال لو، جس کے دل میں رائی کے دانے سے بھی ادنی سے ادنی تر (یعنی کم ترین) ایمان ہے، لہٰذا میں جاکر انہیں جہنم سے نکالوں گا" ؏

تجھ سا سیاہ کار کون؟ اُن سا شفیع ہے کہاں
پھر وہ تجھی کو بھول جائیں؟ دل یہ ترا گمان ہے![1]

سب سے پہلے قبولِ شفاعت کا شرف

تمام حضراتِ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام میں سب سے پہلے ہمارے حضور نبیٔ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم شفاعت فرمائیں گے، اور مصطفی جانِ رحمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہی کی شفاعت سب سے پہلے قبول کی جائے گی۔ حضرت سیّدنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: «أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَأَوَّلُ مَنْ يَنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ، وَأَوَّلُ شَافِعٍ وَأَوَّلُ مُشَفَّعٍ»[2] "میں قیامت کے دن ساری اولادِ آدم کا سردار ہوں گا، سب سے پہلے میری قبر شق ہوگی، میں سب سے پہلے شَفاعت کرنے والا ہوں، اور سب سے پہلے میری ہی شَفاعت قبول کی جائے گی"۔ ؏

پیشِ حق مژدہ شَفاعت کا سناتے جائیں گے
آپ روتے جائیں گے ہم کو ہنساتے جائیں گے[3]

---

(۱) "حدائقِ بخشش" حصّہ اوّل، عرش کی عقل دنگ ہے چرخ میں آسمان ہے، ص۱۷۹۔
(۲) "صحيح مسلم" كتاب الفضائل، ر: ٥٩٤٠، صـ١٠٠٨.
(۳) "حدائقِ بخشش" حصّہ اوّل، پیشِ حق مژدہ شَفاعت کا سناتے جائیں گے، ص۱۵۵۔

روزِ حشر تین مقامات پر حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی یقینی موجودگی

روزِ حشر ایک عجیب افراتفری ہوگی، ہر کسی کو اپنی ہی فکر لاحق ہوگی، لیکن اس نفسانفسی کے عالَم میں بھی ہمارے حضور نبیٔ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اپنی اُمت کی فکر دامن گیر ہوگی! مصطفیٰ جانِ رحمت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم پریشانی کے عالَم میں کبھی دَوڑ کر پُلِ صراط پر تشریف لے جائیں گے، کبھی اعمال تُولے جانے کی جگہ پر، اور کبھی حوضِ کوثر پر اپنی اُمت کے پیاسوں کو جام بھر بھر کر پلاتے ہوں گے"۔ ؏

مجمعِ حشر میں گھبرائی ہوئی پھرتی ہے
ڈھونڈنے نکلی ہے مجرِم کو شَفاعت تیری[1]

انسانوں کے اتنے بڑے ہجوم میں شفیعِ محشر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کو تلاش کرنا ایک مشکل امر ہوگا، لیکن اُمتِ مسلمہ کی اس مشکل کو بھی رحمتِ عالمیان صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے دنیا ہی میں آسان فرمایا، اور تین ۳ مقامات پر اپنی یقینی مَوجودگی کو بیان فرما دیا۔

حضرت سیّدنا انَس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں، کہ میں نے شافعِ اُمت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بارگاہ میں عرض کی: یارسولَ اللہ! کیا آپ روزِ قیامت میری شَفاعت فرمائیں گے؟ نبیٔ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: «أَنَا فَاعِلٌ» "میں ہی تو شفاعت کرنے والا ہوں!" میں نے عرض کی: یارسولَ اللہ! میں میدانِ حشر میں آپ کو کہاں تلاش کروں؟ آقائے دوجہاں صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: «اطْلُبْنِي أَوَّلَ مَا تَطْلُبُنِي عَلَى الصِّرَاطِ» "سب سے پہلے مجھے پُل صراط پر تلاش کرنا"، میں نے عرض کی: اگر آپ وہاں نہ ملیں؟

(۱) "ذوقِ نعت" اللہ اللہ شہِ کونین جلالت تیری، ص۲۴۸۔

توفرمایا: «فَاطْلُبْنِي عِنْدَ الْمِيزَانِ» "پھر مجھے میزان کے پاس ڈھونڈنا"، میں نے عرض کی: اگر وہاں بھی حضور کو نہ پاؤں تو؟ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: «فَاطْلُبْنِي عِنْدَ الحَوْضِ؛ فَإِنِّي لَا أُخْطِئُ هَذِهِ الثَّلَاثَ الْمَوَاطِنَ»[1] "پھر تم مجھے حوضِ کوثر پر تلاش کرنا؛ کیونکہ میں ان تین ۳ جگہوں میں سے ہی کسی جگہ مل جاؤں گا" ؏

کسی طرف سے صدا آئے گی حضور آؤ!
نہیں تو دَم میں غریبوں کا فیصلہ ہوگا

کوئی کہے گا: دُہائی ہے یارسولَ اللہ!
تو کوئی تھام کے دامن مچل گیا ہوگا

کوئی قریبِ ترازُو، کوئی لبِ کوثر
کوئی صراط پہ اُن کو پکارتا ہوگا[2]

شفاعت کا سب سے زیادہ مستحق

ہر وہ کلمہ گو مسلمان جو اللہ ورسول پر صدقِ دل سے ایمان رکھتا ہے، اور اپنی زبان سے اس کا اظہار کرتا ہے، اور ایمانی تقاضوں کے مُنافی اُمور سے بچتا ہے، روزِ حشر وہ حضور ﷺ کی شَفاعت حاصل کرنے میں کامیاب ہوجائے گا۔

حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سرورِ کونین ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی: یارسولَ اللہ! قیامت کے دن آپ کی شفاعت کا سب سے زیادہ مستحق کون ہوگا؟ رسولِ

---

(١) "سنن الترمذي" باب ما جاء في شأن الصراط، ر: ٢٤٣٣، صـ٥٥٤.
(٢) "ذَوقِ نعت" تمہارا نام مصیبت میں جب لیا ہوگا، صـ۱۳، ۱۴، ملتقطاً۔

اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: «لَقَدْ ظَنَنْتُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! أَنْ لَا يَسْأَلَنِي عَنْ هَذَا الحَدِيثِ أَحَدٌ أَوَّلُ مِنْكَ؛ لِمَا رَأَيْتُ مِنْ حِرْصِكَ عَلَى الحَدِيثِ! أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِي يَوْمَ القِيَامَةِ، مَنْ قَالَ: "لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ" خَالِصاً مِنْ قِبَلِ نَفْسِهِ»(۱) "اے ابوہریرہ! میرا گمان یہی تھا کہ اس بارے میں سب سے پہلے تم ہی مجھ سے پوچھو گے؛ کیونکہ میں نے حدیث کے ساتھ تمہاری بے پناہ رغبت دیکھی ہے! قیامت کے دن میری شفاعت حاصل کرنے والا، سب سے خوش نصیب وہ ہوگا، جس نے خُلوصِ دل سے کلمہ طیّبہ "لاالٰہ الّا اللّٰہ" پڑھا ہوگا"۔

یعنی کفر و شرک سے بیزاری کا اظہار کرتے ہوئے، صدقِ دل اور زبان سے توحید ورسالت کی گواہی دی ہوگی، اور تادمِ آخر اس پر قائم رہا ہوگا۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ اللہ تعالی کے اَحکام پر عمل کریں، حضور نبئ کریم ﷺ کی اِطاعت کریں، مصطفی جانِ رحمت ﷺ کے اُسوۂ حسنہ پر عمل پیرا ہوں، لوگوں کے ساتھ حُسنِ اَخلاق سے پیش آئیں، ان کے حقوق کا خاص خیال رکھیں، کسی کی حق تلفی نہ کریں، عدل وانصاف سے کام لیں، جھوٹ سے اجتناب کریں، اور ہمیشہ سچ بولیں، رزقِ حلال کمائیں اور حرام سے دُور بھاگیں، شراب نوشی اور بدکاری سے دُور رہیں، سُود خوری اور رشوَت کی لعنت سے بچیں، علمائے دین کی صحبت اختیار کریں، کلمہ طیّبہ، درود شریف اور دیگر ذکر واَوراد کی کثرت کریں، ارکانِ اسلام کی ادائیگی کا خاص خیال رکھیں، اس میں کسی قسم کی سُستی، کاہلی اور غفلت کا مظاہرہ نہ کریں، اور شفاعتِ مصطفی ﷺ پانے کے لیے بارگاہِ الٰہی میں دعاکریں، کہ روزِ حشر حتمی بخشش و مغفرت اللہ جَلّ جلالہ کے

(۱) "صحيح البخاري" كتاب الرقاق، ر: ٦٥٧٠، صـ١١٣٦.

فضل وکرم، اور حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی شفاعت کے صدقے ہی نصیب ہوگی ! ؏

آج لے اُن کی پناہ، آج مدد مانگ اُن سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا(۱)

دعا

اے اللہ ! ہم گنہگاروں کی بخشش و مغفرت فرما، ہمیں نیک بنا، حضور نبیٔ کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ پر عمل کی توفیق عطا فرما، روزِ حشر ہمیں رُسوائی سے بچا، دنیا وآخرت میں ہمارے عیبوں پر اپنی ستّاری کا پردہ فرما، ہمیں رسولِ اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی شفاعت نصیب فرما، پُلِ صراط سے گزرتے وقت حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ساتھ نصیب فرما، اور شافعِ اُمت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے دستِ رحمت سے حوضِ کوثر کے جام پینا مقدّر فرما! آمین یاربّ العالمین !۔ ؏

یا الٰہی! جب چلوں تاریک راہِ پُل صراط
آفتابِ ہاشمی نورُ الہُدیٰ کا ساتھ ہو!(۲)

---

(۱) "حدائقِ بخشش" حصّہ اوّل، نعمتیں بانٹتا جس سَمت وہ ذیشان گیا، ص۵۶۔

(۲) "حدائقِ بخشش" حصّہ اوّل، یا الٰہی ! ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو، ص۱۳۳۔

رنگ ونسل کا فرق اور اسلامی تعلیمات

(جمعۃ المبارک ۲۴ ربیع الاوّل ۱۴۴۴ھ - ۲۰۲۲/۱۰/۲۱ء)

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلهِ وصحبهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ بالله مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسمِ الله الرّحمنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلهِ وصَحبِهِ أجمعين.

فضیلت کا معیار

عزیزانِ محترم! اسلام دینِ فطرت ہے، یہ نسلی امتیازات کا یکسر خاتمہ فرماتا، اور ایک عالمگیر عدل ومُساوات کا آفاقی تصوُّر پیش کرتا ہے، یہ تاقیامت رہنے والا دِین ہے، اس کی تعلیمات ہر دَور ہر زمانے میں مؤثر اور قابلِ عمل ہیں، بحیثیت انسان اس دینِ اسلام میں رنگ ونسل، قومیت ووَطنیت اور اونچ نیچ کا کوئی تصوُّر نہیں؛ کیونکہ اسلامی تعلیمات کے مطابق کسی گورے کو کالے پر، اور کسی کالے کو گورے پر رنگ ونسل، ذات پات، مُلک اور قبیلے کی بنیاد پر کوئی فضیلت حاصل نہیں، اللہ ربّ العالمین کی بارگاہ میں فضیلت کا معیار صرف ایک چیز ہے، اور وہ ہے تقویٰ، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

عَلِیۡمٌ خَبِیۡرٌ ﴾[1] "اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا، اور تمہیں شاخیں اور قبیلے کیا؛ کہ آپس میں پہچان رکھو، یقیناً اللہ عَزَّوَجَلَّ کے یہاں تم میں زیادہ عزّت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے، یقیناً اللہ جاننے والا خبردار ہے"۔

رنگ ونسل کی بنیاد پر برتری کی نفی

برادرانِ اسلام! کوئی آقا ہو یا غلام، حاکم ہو یا محکوم، عربی ہو یا عجمی، گورا ہو یا کالا، رنگ ونسل کی بنیاد پر کسی انسان کو دوسرے پر کوئی برتری حاصل نہیں، حضرت سیّدنا ابو نَضرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضور نبئ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ، أَلَا إِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ، وَإِنَّ أَبَاكُمْ وَاحِدٌ، أَلَا لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلَى عَجَمِيٍّ، وَلَا لِعَجَمِيٍّ عَلَى عَرَبِيٍّ، وَلَا أَحْمَرَ عَلَى أَسْوَدَ، وَلَا أَسْوَدَ عَلَى أَحْمَرَ، إِلَّا بِالتَّقْوَى»[2] "اے لوگو سن لو! تمہارا رب ایک ہے، اور تمہارا باپ (آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام) بھی ایک ہے، تو سن لو! کسی عربی کو عجمی پر، اور کسی عجمی کو عربی پر، کسی گورے کو کالے پر، اور کسی کالے کو گورے پر، تقوی کے سوا کوئی فضیلت نہیں"۔

باعتبارِ تخلیق سب اولادِ آدم ہیں

حضراتِ گرامی قدر! باعتبارِ تخلیق سب لوگ حضرت سیّدنا آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی اَولاد ہیں، اور رنگ ونسل کی بنیاد پر کسی کو دوسرے پر کوئی فضیلت وبرتری نہیں، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوۡا رَبَّکُمُ الَّذِیۡ خَلَقَکُمۡ مِّنۡ نَّفۡسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ

---

(۱) پ۲۶، الحُجرات: ۱۳.

(۲) "مسند الإمام أحمد" تتمّة مُسند الأنصار، ٥/ ٣٨١.

﴿مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً﴾[1] "اے لوگو اپنے رب سے ڈرو! جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا، اور اسی میں سے اس کا جوڑا بنایا، اور دونوں سے بہت سے مرد وعورت پھیلا دیے!"۔

انسانی جان کی حُرمت میں برابری

عزیزانِ گرامی قدر! دینِ اسلام نے نسلی امتیازات کا خاتمہ فرمایا، اور رنگ ونسل اور مسلم وغیر مسلم کافرق کیے بغیر، انسانی جان کی حرمت بیان فرمائی، اور بلا امتیازِ مذہب ایک انسان کے قتل کو پوری انسانیت کا قتل قرار دیا، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا﴾[2] "جس نے کسی کو بغیر کسی جان کے بدلے، یا بغیر فساد کے قتل کیا، گویا اُس نے سب لوگوں کو قتل کر ڈالا، اور جس نے کسی ایک جان کو بچایا، گویا اُس نے سب لوگوں کو بچا لیا!"۔

آقا اور غلام میں نسلی امتیاز کا خاتمہ

عزیزانِ مَن! مصطفی جانِ رحمت ﷺ نے رنگ ونسل کے فرق کو مٹایا، غلاموں اور ملازموں کو بھائیوں کی طرح قرار دیا، اور ان کے ساتھ حُسنِ سُلوک کا حکم دیا، حضرت سیّدنا ابوذر غِفاری رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہیں، مصطفی جانِ رحمت ﷺ نے فرمایا: «يَا أَبَا ذَرٍّ! ...مَنْ كَانَ أَخُوهُ تَحْتَ يَدِهِ فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَأْكُلُ، وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ، وَلَا تُكَلِّفُوْهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ، فَإِنْ كَلَّفْتُمُوهُمْ

(١) پ٤، النساء: ١.
(٢) پ٦، المائدة: ٣٢.

فَأَعِيْنُوْهُمْ»(۱) "اے ابوذر! جس کے ماتحت اس کا کوئی مسلمان بھائی ہو، اُسے چاہیے کہ جو خود کھائے وَیسا اُسے بھی کھلائے، جیسا خود پہنے وَیسا اُسے بھی پہنائے، اُن سے ایسا کام نہ لو جو اُن کی طاقت سے باہر ہو، اور اگر ایسا کام دو تو خود بھی اُن کی مدد کیا کرو!"۔

اسلام میں حبشی غلام کا مقام ومرتبہ

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! حضرت سیِّدنا بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کون نہیں جانتا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زندگی کا ایک طویل عرصہ غلامی میں گزارا، ایامِ غلامی میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سخت اذیتیں دی گئیں، مارا پیٹا گیا، پتھر مار مار کر لہو لہان کیا گیا، تپتی ریت پر لٹایا گیا، لیکن جب دینِ اسلام کی بدَولت آزادی نصیب ہوئی، تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑا بلند مقام ومرتبہ پایا، آپ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مؤذِّن، خادمِ خاص اور خزانچی مقرّر ہوئے، سفر وحَضر میں ہمیشہ نبئ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رَفاقت کا شرف پایا۔ یہ دینِ اسلام کا طُرّۂ امتیاز ہے کہ کل تک جو اپنی سیاہ رنگت اور غلامی کے باعث کسی توجّہ اور حُسنِ سُلوک کا مستحق نہیں سمجھا جاتا تھا، فتحِ مکّہ جیسے تاریخی موقع پر اُسے بڑے بڑے سرداروں پر ترجیح دی گئی، اور کعبۃُ اللہ شریف کی چھت پر چڑھ کر اذان دینے کا شرف بخشا گیا، جلیل القدر صحابئ رسول، اور امیر المؤمنین حضرت سیِّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقام ومرتبہ کے اظہار کے لیے، آپ کو «سَيِّدُنَا» "ہمارے سردار" کہہ کر پکارا کرتے۔ "صحیح بخاری" میں حضرت سیِّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، کہ سیِّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے:

(۱) "صحيح البخاري" كتاب الإيمان، ر: ۳۰، صـ۸.

«أَبُو بَكْرٍ سَيِّدُنَا، وَأَعْتَقَ سَيِّدَنَا، يَعْنِي بِلَالاً»[1] "ابوبکر ہمارے سردار ہیں، اور انہوں نے ہمارے سردار بِلال کو آزاد کرایا" رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

نسلی امتیاز سے متعلق یورپی طرزِ عمل

میرے محترم بھائیو! آج رنگ، نسل اور مذہب کی بنیاد پر، دنیا بھر میں امتیازی سُلوک برتا جارہا ہے، یورپی ممالک کی بات کریں تو یہ لوگ اپنی گوری رنگت کی وجہ سے، خود کو افریقی باشندوں سے افضل وبہتر خیال کرتے ہیں، اسی طرح مذہبی بنیادوں پر یورپ کے تعلیمی اداروں میں، مسلمان طلبہ وطالبات کے ساتھ امتیازی سُلوک کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں، مسلمان طلبہ پر کس طرح آوازیں کَسی جاتی ہیں، مذہب کی بنیاد پر ان کا مذاق اڑایا جاتا ہے، مسلمان طالبات کے حجاب اُتروائے جاتے ہیں، انہیں تعلیمی اداروں میں داخل ہونے سے روکا جاتا ہے، یہ سب چیزیں عالَمی میڈیا (World Media) میں رپورٹ ہوچکی ہیں!۔

اسلامی ممالک میں امتیازی طرزِ عمل

عزیزانِ محترم! رنگ ونسل کی بنیاد پر امتیازی طرزِ عمل، بدقسمتی سے اب اسلامی ممالک میں بھی دیکھنے میں آرہا ہے، امیری غریبی کی بنیاد پر تھانے کچہریوں میں امتیازی سُلوک، اور ملک میں پنپنے والا دو طبقاتی نظام اس کی واضح مثال ہے! ہمارے ملک پاکستان میں سیاستدانوں، طاقتوروں اور امیر گھرانوں کے لیے عملی طَور پر الگ قانون ہے، جبکہ غریبوں اور کمزوروں کے لیے الگ قانون ہے!۔

---

(۱) المرجع نفسه، [باب] مناقب بلال ...إلخ، ر: ٣٧٥٤، صـ٦٣١.

ہمارے حکمران اپنی رعایا کے غریب لوگوں کے مسائل حل کرنا تو دُور کی بات ہے، اُن سے ہاتھ تک ملانا گوارا نہیں کرتے! بامرِ مجبوری اگر کہیں ایسا کرنا پڑ جائے تو فوراً ٹشو پیپر (Tissue Paper) سے ہاتھ صاف کرتے، یا پھر دَستانے (Gloves) پہن کر ہاتھ ملاتے ہیں!۔

بحیثیت مسلمان اپنے ہی مسلمان بھائیوں سے ایسا امتیازی سُلوک برتنا ہمیں ہرگز زیب نہیں دیتا! نہ ہی دینِ اسلام ہمیں اس بات کی اجازت دیتا ہے! حضور نبئ کریم ﷺ اللہ کی عطا سے مالکِ کَون ومکاں ہونے کے باوُجود، حاکم ومحکوم، امیر وغریب اور آقا وغلام کے ساتھ یکساں حسنِ سُلوک فرماتے، اور سب کی بات توجّہ سے سن کر اُن کے مسائل حل فرماتے۔ حضرت سیّدنا انَس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: «كَانَتِ الأَمَةُ مِنْ إِمَاءِ أَهْلِ المَدِينَةِ، لَتَأْخُذُ بِيَدِ رَسُولِ الله ﷺ فَتَنْطَلِقُ بِهِ حَيْثُ شَاءَتْ»[1] "مدینہ طیّبہ کی کوئی لَونڈی (غلام عورت) بھی رَسول اللہ ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر (حضور ﷺ کو اپنے کسی مسئلہ کے حل کے لیے) کہیں لے جانا چاہتی تو بآسانی لے جاسکتی تھی"۔

یعنی رسولِ اکرم ﷺ کے حُسنِ سُلوک اور خُلقِ عظیم کا یہ عالَم ہے، کہ مدینہ منوّرہ میں کسی بھی رنگ، نسل اور طبقے کے فرد، حتیٰ کہ مُعاشرے کی کمزور ترین طبقے (لونڈی غلام) کو بھی اگر سرکارِ دوجہاں ﷺ سے کوئی کام ہوتا، تو اُسے بھی آپ ﷺ تک براہِ راست رَسائی حاصل تھی، کسی روک ٹوک یا سفارش کی ضرورت نہیں پڑتی تھی، اور آپ ﷺ ہر ایک کی حاجت رَوائی کے لیے حاجتمند کے

(۱) المرجع السابق، كتاب الأدب، ر: ٦٠٧٢، صـ١٠٦٠.

ساتھ چلتے اور اس کی مدد فرماتے تھے۔

زمانۂ جاہلیت کا عدمِ مُساوات پر مبنی دو طبقاتی نظام

حضراتِ گرامی قدر! دَورِ جاہلیت میں مال ودَولت اور کمزور یا طاقتور ہونے کی بنیاد پر، لوگوں کے ساتھ امتیازی سُلوک برتنا ایک عام سی بات تھی، جو شخص طاقتور یا مالدار ہوتا، یا اس کا تعلق کسی بڑے قبیلے سے ہوتا، جُرم سرزَد ہونے کی صورت میں اُسے مُعاف کر دیا جاتا، یا اُس کے ساتھ نرمی کا مُظاہرہ کیا جاتا تھا، جبکہ کمزور اور غریب کو سخت سے سخت سزا دی جاتی تھی۔ جب رحمتِ عالمیان ﷺ تشریف لائے تو سروَرِ کونین ﷺ نے دُکھی انسانیت کا ہاتھ تھام کر اسے سہارا دیا، اور اس طرح کے امتیازی سُلوک کا خاتمہ فرمایا، مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ نے امیر وغریب، طاقتور وکمزور اور آقا وغلام، سبھی کو ایک صف میں لا کھڑا کیا، اور اُن کے ساتھ یکساں حُسنِ سُلوک فرما کر اَقوامِ عالَم کو برابری، عدل اور مُساوات کا زبردست عملی درس دیا!۔

ایک بار بنی مخزوم کی ایک عورت فاطمہ بنتِ اَسوَد نے چوری کی، یہ قبیلۂ قریش میں عزّت ووَجاہت کا حامل خاندان تھا، لہٰذا لوگ چاہتے تھے کہ وہ عورت سزا سے بچ جائے، اور مُعاملہ کسی طرح ختم ہو جائے، حضور نبئ کریم ﷺ سے مُعافی کی درخواست کی گئی، مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ نے ناراض ہو کر فرمایا: «إِنَّمَا أَهْلَكَ الَّذِيْنَ قَبْلَكُمْ، أَنَّهُمْ كَانُوْا إِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الشَّرِيْفُ تَرَكُوْهُ، وَإِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الضَّعِيْفُ أَقَامُوْا عَلَيْهِ الْحَدَّ، وَايْمُ اللهِ! لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ، لَقَطَعْتُ يَدَهَا»[1] "تم

(١) المرجع السابق، كتابُ أحاديْث الْأنْبياءِ، ر: ٣٤٧٥، صـ٥٨٦.

سے پہلے لوگ اسی لیے تباہ وبرباد ہوئے، کہ جب ان میں سے کوئی معزّز شخص چوری کرتا تواُس سے درگزر کرتے تھے، اور اگر کوئی پسماندہ اور کمزور شخص چوری کرتا تواس پر حد جاری کردیتے تھے، قسم ہے ربِ عظیم کی! اگر (میری بیٹی) فاطمہ بنتِ محمد بھی چوری کرتی، تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹتا"۔

رنگ ونسل کی تفریق کیے بغیر عدل وانصاف کا حکم

حضراتِ محترم! دینِ اسلام نے بلاامتیازِ مذہب، اور رنگ ونسل کی تفریق کیے بغیر عدل وانصاف کا حکم دیا، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَ اِنۡ حَكَمۡتَ فَاحۡكُمۡ بَيۡنَهُمۡ بِالۡقِسۡطِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الۡمُقۡسِطِيۡنَ﴾[1] "اگر تم فریقین کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف سے فیصلہ کرو، یقیناً اللہ تعالی انصاف کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے"۔

بلاامتیازِ مذہب انصاف پر مبنی برتاؤ کا حکم

حضراتِ گرامی قدر! دنیا کے کسی بھی مذہب، ملک، رنگ، نسل یا قومیت سے تعلق رکھنے والے وہ لوگ، جنھوں نے مسلمانوں سے جنگ نہیں کی، دینِ اسلام رنگ ونسل اور مذہب سے قطع نظر کرکے، ان کے ساتھ بھی انصاف کے برتاؤ کا حکم فرماتا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿لَا يَنۡهٰٮكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيۡنَ لَمۡ يُقَاتِلُوۡكُمۡ فِى الدِّيۡنِ وَلَمۡ يُخۡرِجُوۡكُمۡ مِّنۡ دِيَارِكُمۡ اَنۡ تَبَرُّوۡهُمۡ وَتُقۡسِطُوۡۤا اِلَيۡهِمۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الۡمُقۡسِطِيۡنَ﴾[2] "اللہ تمھیں اُن کے ساتھ احسان کرنے سے منع نہیں فرماتا، جو تم سے دِین کے مُعاملے میں نہ لڑیں اور تمھیں تمہارے گھروں سے نہ نکالیں،

---

(۱) پ ٦، المائدة: ٤٢.
(۲) پ۲۸، الممتحنة: ٨.

اور اُن سے انصاف کا برتاؤ کرو، یقیناً انصاف والے اللہ کو محبوب ہیں"۔

رنگ ونسل کی بنیاد پر کسی مسلمان کا تمسخر اڑانے کی مُمانعت

عزیزانِ مَن! امیری غریبی، حسَب نسَب، رنگ نسل اور جسمانی عیب اور معذوری کے سبب کسی مسلمان بھائی کا تمسخُر ہرگز نہ اڑائیں، نہ ان کی توہین وتنقیص کریں؛ کہ ایسا کرنا دینِ اسلام کی واضح تعلیمات کے مُنافی ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَ لَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَ لَا تَلْمِزُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ لَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ؕ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَ مَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾[1] "اے ایمان والو! نہ مرد مَردوں سے ہنسیں (یعنی ان کا تمسخُر نہ بنائیں) عجب نہیں کہ وہ ان ہنسنے والوں سے بہتر ہوں! اور نہ عورتیں (دوسری) عورتوں سے، دُور نہیں کہ وہ ان ہنسنے والیوں سے بہتر ہوں! اور آپس میں طعنہ (بازی) نہ کرو، اور ایک دوسرے کے بُرے نام نہ رکھو، کیا ہی بُرا نام ہے مسلمان ہو کر فاسِق کہلانا! اور جو توبہ نہ کریں وہی لوگ ظالم ہیں"۔

صدر الاَفاضل سیّد محمد نعیم الدین مُرادآبادی رحمۃ اللہ تعالی علیہ اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں کہ "مالدار غریبوں کی ہنسی نہ بنائیں، نہ عالی نسَب غیر ذی نسَب کی، نہ تندرُست اَپاہج کی، نہ بینا اس کی جس کی آنکھ میں عیب ہو!""[2]۔

---

(۱) پ۲٦، الحُجرات: ١١.

(۲) "تفسیر خزائن العرفان" پ۲٦، حُجرات، زیرِ آیت: ۱۱، صـ۹۵۰۔

اچھے مسلمان کی پہچان

میرے محترم بھائیو! ایک اچھے اور حقیقی مسلمان کی پہچان ہے، کہ وہ مسلمان بھائیوں پر ظلم وستم یا زیادتی نہ کرے، رنگ ونسل یا کسی اَور بنا پر اسے حقیر نہ جانے، نہ اس کی توہین وتذلیل کرے۔ حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، سرکارِ دوعالَم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «المُسلِمُ أَخُو المْسْلِمِ، لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يَخْذُلُهُ، وَلَا يَحْقِرُهُ»[1] "مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، وہ اس پر ظلم نہیں کرتا ہے، نہ اسے ذلیل کرتا ہے، اور نہ اسے حقیر جانتا ہے!"۔

حضرت سیّدنا ابو موسی اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، کہ صحابۂ کرام نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: یا رسولَ اللہ! کونسا اسلام افضل ہے؟ (یعنی کون اچھا مسلمان ہے؟) رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «مَنْ سَلِمَ المُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ!»[2] "جس کی زبان اور ہاتھ سے دیگر مسلمان محفوظ رہیں!"۔

ذات پات، غربت، یا رنگ ونسل وغیرہ کی بنیاد پر مسلمان بھائی کی عزّت وآبرُو پامال کرنا حرام ہے، حضور نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «كُلُّ المُسْلِمِ عَلَى المُسْلِمِ حَرَامٌ، دَمُهُ وَمَالُهُ وَعِرْضُهُ!»[3] "مسلمان پر دوسرے مسلمان کا خون، اس کا مال اور اس کی عزّت (وآبرو پامال کرنا) سب حرام ہے!"۔ لہٰذا ہر مسلمان کو چاہیے کہ اپنے مسلمان بھائی کی عزّت وحرمت کا خیال رکھے، بلاوجہِ شرعی

(١) "صحيح مسلم" كتاب البرّ والصِلة والآداب، ر: ٦٥٤١، صـ١١٢٤.
(٢) "صحيح البخاري" باب: أيُّ الإسلام أفضل؟ ر: ١١، صـ٥.
(٣) "صحيح مسلم" كتاب البرّ والصِلة والآداب، ر: ٦٥٤١، صـ١١٢٤.

اُسے اَذیت نہ دے، اگر کوئی زیادتی کرے تو عفو ودرگزر سے کام لے؛ کہ ایک اچھے مسلمان کو یہی زیب دیتا ہے!۔

اگر کوئی شخص مذہب وقومیت، حسَب نسَب یا رنگ ونسل کی بنیاد پر کسی مسلمان کی توہین وتذلیل کر رہا ہو، تو موقع پر موجود دیگر مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنے مسلمان بھائی کی مدد کریں، اور اسے ذلیل ورُسوا ہونے سے بچائیں؛ کہ ایسا کرنا ہمارے حق میں نصرتِ الٰہی کا سبب ہے۔ حضرت سیّدنا جابر بن عبد اللہ اور حضرت سیّدنا ابو طلحہ بن سہل انصاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے، حضور خاتم النبیین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: «مَا مِنِ امْرِئٍ يَنْصُرُ مُسْلِماً فِي مَوْضِعٍ يُنْتَقَصُ فِيهِ مِنْ عِرْضِهِ، وَيُنْتَهَكُ فِيهِ مِنْ حُرْمَتِهِ، إِلَّا نَصَرَهُ اللهُ فِي مَوْطِنٍ يُحِبُّ نُصْرَتَهُ»[1] "جو کسی مسلمان کی ایسی جگہ مدد کرے جہاں اس کی عزّت پامال کی جا رہی ہو، اس کی آبرو ریزی کی جا رہی ہو، تو اللہ تعالی اس کی ایسی جگہ مدد فرمائے گا جہاں اُسے اللہ کی مدد کی ضرورت ہو گی!"۔

میرے عزیز دوستو، بھائیو اور بزرگو! نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ذات پات، رنگ ونسل اور امیری غریبی کی بنیاد پر، امتیازی برتاؤ کا وائرس (Virus) اب مسلم مُعاشرے میں بھی عام ہو چکا ہے! اُونچی ذات اور اسٹیٹس (Status) کے لوگ اپنے سے کمتر اور غریب لوگوں کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے یا ان کے ساتھ کھانے پینے میں اپنی توہین سمجھتے ہیں، آستانوں پر نظر دَوڑائیں تو پیر صاحب کی وفات کے بعد ان کا بیٹا سجادہ

(۱) "سنن أبي داود" كتاب الأدب، ر: ٤٨٨٤، صـ٦٨٩.

نشینی کی مَسند پر جلوہ اَفروز نظر آتا ہے، کیا آپ نے کبھی اس امر کی طرف توجّہ کی ہے، کہ ہمیشہ پیر کا بیٹا پیر، اور مرید کا بیٹا مرید ہی کیوں ہوتا ہے؟ کسی سیاسی پارٹی (Political Party) کا لیڈر وفات پاجائے، تو پارٹی کے سینئر عہدہ داران کو نظر انداز کر کے، پارٹی لیڈر (Party Leader) کے بیٹے کو ہی نیا قائد کیوں منتخب کیا جاتا ہے؟ مذہبی وسیاسی جماعتوں کے قائدین، پیرانِ عظام، دینی مدارس کے مہتمم حضرات، اور مختلف قبیلوں کے سردار وڈیرے صاحبان انصاف پسندی سے کام لیں، اور بتائیں کہ مَوروثی سیاسی قیادت، مَوروثی سجادہ نشینی اور مَوروثی منصبِ سرداری، کیا یہ سب نسل پرستی کی ہی مختلف صورتیں نہیں ؟! کیا ان سیاستدانوں، مذہبی رَہنماؤں اور سرداروں کے کارکنان اور مَزارعوں (ملازمین) میں کوئی ایک شخص بھی ایسا نہیں ہوتا، جو اُن کی نَیابت کے فرائض انجام دے سکے ؟! چالیس چالیس سالوں سے اپنے پیر ومرشد کی جُوتیاں سیدھے کرنے والے عمر رسیدہ مریدوں میں، کوئی ایک مرید بھی ایسا نہیں ہوتا جسے پِیر صاحب اپنے سجادہ نشین کے طَور پر منتخب کر سکیں؟ اونچی اونچی برادریوں سے تعلق رکھنے والے لوگ، ذات پات کے جھمیلوں سے آخر کب باہر نکلیں گے ؟! اور شادی بیاہ کے لیے مال ودَولت کے بجائے، آخر کب حُسنِ سیرت کو ترجیح دیں گے ؟!۔

دینِ اسلام رنگ ونسل کی بنیاد پر دُہرا معیار اپنانے کی سختی سے ممانعت فرماتا، اور مُساوات کا درس دیتا ہے، لہٰذا ہمیں چاہیے کہ اپنے اندر پائی جانے والی تمام مُعاشرتی برائیوں کی اِصلاح کریں، اُونچ نیچ، ذات پات اور رنگ ونسل کے فرق کو مٹائیں، اس کے خلاف آواز بلند کریں اور باہمی تعلقات ومُعاملات میں مُساوات کی فضا قائم کریں!۔

دعا

اے اللہ ! ہمیں اچھا اور سچا مسلمان بنا، اَحکامِ شریعت کا پابند فرما، ذات پات اور اونچ نیچ کی بنیاد پر باہم فرق کرنے سے بچا، رنگ ونسل کا فرق مٹانے کی توفیق عطا فرما، دینِ اسلام کے درسِ مُساوات پر عمل کرنے کا جذبہ عنایت فرما، مال ودَولت، اور حُسن وجمال کی بنیاد پر غرور وتکبّر سے بچا، ہمارے اندر تواضُع واِنکساری کی خصلت پیدا فرما، اپنے مسلمان بھائیوں کی دل آزاری کرنے کے گناہ سے بچا، انہیں اپنے قول وفعل سے اَذیت وتکلیف پہنچانے سے محفوظ فرما، شر انگیزی سے بچا، فُضول اور لایعنی کاموں سے محفوظ فرما، ہمیں نیک اور باعمل مسلمان بنا، اور گناہوں سے بچنے کا جذبہ عطا فرما، آمین یارب العالمین !۔







شِرک کسے کہتے ہیں؟

(جمعۃ المبارک ۱۰ ربیع الآخر ۱۴۴۴ھ - ۲۸/۱۰/۲۰۲۲ء)

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلِهِ وصحبِهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ باللهِ مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسمِ الله الرّحمنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

شِرک کی تعریف

برادرانِ اسلام! اللہ ربّ العالمین وحدَہٗ لاشریک ہے، اس کا کوئی ہمسر نہیں، وہ واجب الوُجود ہے، ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا، اللہ تعالی کی ذات، صفات، یا عبادت میں کسی کو اُس کے برابر جاننا، یا اُس جیسا ماننا شرک ہے۔ علّامہ سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ شرک کی تعریف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "مجوسیوں (آگ کی عبادت کرنے والوں) کی طرح کسی کو واجبُ الوجود جان کر اُلوہیت میں شریک کرنا، یا بُت پرستوں کی طرح کسی کو عبادت کا حقدار سمجھنا شِرک ہے"[1]۔

(١) "شرح العقائد النسَفية" الله تعالى خالقٌ لأفعال العباد كُلّها، صـ٨٢.

شرک کی اقسام

عزیزانِ محترم! "شرک کی تین ۳ قسمیں ہیں: (۱) شرک فی العبادۃ (۲) شرک فی الذات (۳) شرک فی الصفات۔

شرک فی العبادۃ

شرک فی العبادۃ یہ ہے کہ اللہ کے سوا، کسی اَور کو بھی عبادت کے لائق سمجھنا، جیسے مشرکینِ مکّہ، کہ خانۂ کعبہ میں تین سو ساٹھ ۳۶۰ بُت رکھے ہوئے تھے، جن کی وہ لوگ پوجا کیا کرتے تھے۔

شرک فی الذات

شرک فی الذات یہ ہے کہ کسی کو اللہ تعالی جیسا مانے، جیسے مجوس، جو دو ۲ خداؤں کو مانتے ہیں۔

شرک فی الصفات

شرک فی الصفات یہ ہے کہ کسی ذات وشخصیت میں اللہ تعالی جیسی صفات مانے۔

الحمد للہ! مسلمان ہر قسم کے شِرک سے محفوظ ہے، وہ نہ شِرک فی العبادۃ میں مبتلا ہے، نہ شِرک فی الذات میں، اور نہ ہی وہ شِرک فی الصفات میں مبتلا ہے؛ کیونکہ مسلمان نہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت کرتا ہے، نہ اُس کے سوا کسی کو اِس لائق جانتا ہے، نہ ہی اللہ تعالی جیسا کسی کو مانتا ہے، اور نہ ہی اللہ کی صفات جیسی صفات کسی کے لیے تسلیم کرتا ہے"[۱]۔

---

(۱) دیکھیے: "اسلامی عقائد ومسائل" شرک کی حقیقت، ص۹۶۔

شرک سے بچنے کا حکم

اللہ تعالی نے قرآنِ کریم میں اہلِ ایمان کو اپنی بندگی کرنے، اور شرک سے بچنے کا حکم دیا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا﴾[1] "اللہ کی بندگی کرو اور اس کا شریک کسی کو نہ ٹھہراؤ!"۔ "نہ جاندار کو، نہ بے جان کو، نہ اُس کی رَبوبیت میں، نہ اُس کی عبادت میں"[2]۔

شرک ایک ظلمِ عظیم ہے

حضراتِ ذی وقار! شرک تمام کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑا گناہ ہے، یہ گناہ ایمان کی ضِد ہے، یعنی جو بدنصیب اس گناہِ کبیرہ کا اِرتکاب کرے گا، وہ ایمان کی دَولت سے محروم ہو جائے گا، قرآنِ کریم میں اس گناہِ کبیرہ کی خوب مذمّت بیان کی گئی ہے، اور اسے بہت بڑا ظلم قرار دیا گیا ہے۔ حضرت لقمان رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے اس گناہِ عظیم سے بچنے کی خاص تاکید فرمائی، اسے قرآنِ کریم میں یوں بیان فرمایا گیا: ﴿وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ﴾[3] "(یاد کرو) جب لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اور وہ نصیحت کرتا تھا، کہ اے میرے بیٹے! کسی کو اللہ کا شریک نہ کرنا، یقیناً شرک بڑا ظلم ہے"۔ "کیونکہ اس میں غیرِ مستحقِ عبادت کو مستحقِ عبادت قرار دینا ہے، اور عبادت کو

---

(۱) پ۵، النساء: ۳٦.

(۲) دیکھیے: "تفسیر خزائن العرفان" پ۵، النساء، زیرِ آیت: ۳٦، صـ۱٦۵۔

(۳) پ۲۱، لقمان: ۱۳.

اس کے محل (مقام) کے خلاف رکھنا، یہ دونوں باتیں ظلمِ عظیم ہیں!"[1]۔

مُشرِک کاٹھکانہ

عزیزانِ مَن! شرک ایک ایسا بد ترین گناہِ کبیرہ ہے، جس کا اِرتکاب کرنے والے پر جنّت کے دروازے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بند ہو جاتے ہیں، اور جہنّم کا گڑھا اس کا دائمی مقدّر اور ٹھکانہ قرار پاتا ہے! ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ﴾[2] "یقیناً جو اللہ کا شریک ٹھہرائے تو اللہ نے اس پر جنّت حرام کر دی، اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے، اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں!"۔

دردناک عذاب کی وعید

رفقانِ ملّتِ اسلامیہ! جب نصاریٰ (عیسائیوں) نے اللہ تعالی کے اَحکام سے رُوگردانی کی، اور حضرت سیّدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی لائی ہوئی شریعت میں تحریف کر کے "عقیدۂ تثلیث" (تین ۳ خداؤں کا مُشرکانہ عقیدہ) اپنایا، تو اللہ ربّ العالمین نے قرآنِ کریم میں اس کی سختی سے نفی فرمائی، اور انہیں دردناک عذاب کی وعید دیتے ہوئے فرمایا: ﴿لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّاۤ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾[3] "یقیناً وہ کافر ہیں جو کہتے ہیں کہ "اللہ تین ۳ خداؤں میں سے تیسرا ہے" اور خدا تو نہیں مگر ایک، اور اگر اپنی

---

(۱) "تفسیر خزائن العرفان" پ۲۱، لقمان، زیرِ آیت: ۱۳، صـ۷۶۰۔
(۲) پ٦، المائدة: ٧٢.
(۳) پ٦، المائدة: ٧٣.

بات سے باز نہ آئے تو جواُن میں کافر مریں گے، ان کو ضرور دردناک عذاب پہنچے گا!"۔

مشرکوں سے رشتہ داری کی مُمانعت

حضراتِ گرامی قدر! مشرکوں سے میل جول، دوستی اور رشتہ داری سخت حرام ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ؕ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ؕ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ﴾(۱) "شرک والی عورتوں سے نکاح نہ کرو جب تک وہ مسلمان نہ ہوجائیں، اور یقیناً مسلمان لَونڈی مُشرِکہ سے اچھی ہے اگرچہ وہ تمہیں بھاتی ہو! اور مُشرِکوں کے نکاح میں نہ دو جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں، اور یقیناً مسلمان غلام، مُشرِک سے اچھا ہے، اگرچہ وہ تمہیں بھاتا ہو! وہ دوزخ کی طرف بلاتے ہیں!"۔ تو اُن سے اجتناب ضروری، اور ان کے ساتھ دوستی وقرابت نارَوا ہے(۲)۔

روزِ حشر مشرکوں کا پچھتاوا

آج جو کُفّار ومشرکین اللہ رب العالمین کی ذات وصفات میں کسی کو اُس کا شریک ٹھہراتے ہیں، یا اُس کی مثل خود ساختہ بُتوں کو لائقِ عبادت سمجھتے ہیں، بروزِ قیامت ان کے ہاتھ پچھتاوے اور ناامیدی کے سِوا کچھ نہیں آئے گا، لیکن اس وقت اُن کا پچھتانا کچھ کام نہیں آئے گا، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿تَاللّٰهِ اِنْ كُنَّا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۙ﴿۹۷﴾ اِذْ نُسَوِّيْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾(۳) "اللہ کی قسم! یقیناً ہم کھلی گمراہی میں تھے،

---

(۱) پ۲، البقرة: ۲۲۱.

(۲) دیکھیے: "تفسیر خزائن العرفان" پ۲، البقرة، زیرِ آیت: ۲۲۱، صـ۷۵۔

(۳) پ۱۹، الشعراء: ۹۷، ۹۸.

جب ہم تمہیں ربُّ العالمین کے برابر ٹھہراتے تھے!"۔

معبودانِ باطل کو پکارنے کی مُمانعت

حضراتِ محترم! شرک کا تعلق عقیدہ ونظریہ سے ہے، جو شخص خالقِ کائنات عَزَّوَجَلَّ کے علاوہ کسی اَور کو اِلٰہ ومعبود جانتا مانتا ہے، اور اس کے خدا ہونے پر یقین رکھتا ہے، تو ایسا عقیدہ شرک ہے۔ قرآنِ کریم میں اس کی سختی سے مُمانعت بیان فرمائی گئی، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ﴾[1] "کسی کو اللہ کے ساتھ خدا سمجھ کر مت پکارو!"۔ لہٰذا اگر کوئی شخص اللہ تعالی کے سِوا کسی کو معبود سمجھ کر پکارے، یا اس کی عبادت کرے، یا اللہ تعالی کی صفات بالذات (مثلاً اَدنی سے اَدنی ذاتی علمِ غیب، قُدرت، تصرُف وغیرہ) کسی اَور کے لیے تسلیم کرے، تو یقیناً یہ شرک قرار پائے گا؛ کیونکہ کائنات میں کسی کو بھی ذاتی طور پر، اللہ تعالی کے دیے بغیر، کوئی اختیار، کوئی قدرت، کوئی تصرُّف اور کوئی علمِ غیب، بلکہ کوئی بھی چیز، ہرگز ہرگز حاصل نہیں ہوسکتی!۔

انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے لیے عطائی علمِ غیب ماننا شرک نہیں

ہم اہلِ سنّت وجماعت انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے لیے جو بھی تصرُّف واختیار، اور علمِ غیب مانتے ہیں، وہ اللہ تعالی کی عطا سے مانتے ہیں، ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ "اللہ تعالی نے انبیا عَلَیْہِمُ السَّلَام کو اپنے غُیوب پر اِطلاع دی"[2]، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا ۙ﴿۲۶﴾ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ﴾[3] "وہ غیب کا جاننے

---

(١) پ ٢٠، القصص: ٨٨.

(۲) دیکھیے: "بہارِ شریعت" عقائد متعلقۂ نبوّت، حصّہ اوّل، ۱/۴۱۔

(٣) پ٢٩، الجنّ: ٢٦، ٢٧.

والا ہے، تو اپنے غیب پر کسی کو آگاہ نہیں کرتا، سِوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے!"۔

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام کے لیے عطائی علمِ غیب کے بارے میں فرماتے ہیں کہ "زمین وآسمان کا ہر ذرّہ ہر نبی کے پیشِ نظر ہے، مگر یہ علمِ غیب کہ اُن کو ہے، اللہ کے دیے سے ہے، لہٰذا اِن کا علم عطائی ہوا، اور علمِ عطائی اللہ عزوجل کے لیے مُحال ہے؛ کہ اُس کی کوئی صفت، کوئی کمال کسی کا دیا ہوا نہیں ہوسکتا، بلکہ ذاتی ہے۔ جو لوگ انبیاء بلکہ سیّدُ الانبیاء (صلی اللہ تعالی علیہ وعلیہم وسلم) سے مطلق علمِ غیب کی نفی کرتے ہیں، وہ قرآنِ عظیم کی اس آیت کے مِصداق ہیں: ﴿ اَفَتُؤۡمِنُوۡنَ بِبَعۡضِ الۡکِتٰبِ وَ تَکۡفُرُوۡنَ بِبَعۡضٍ ﴾[1] یعنی "قرآنِ عظیم کی بعض باتیں مانتے ہیں اور بعض کے ساتھ کُفر کرتے ہیں" کہ آیتِ نفی دیکھتے ہیں اور اُن آیتوں سے جن میں انبیاء علیہم السلام کو علومِ غیب عطا کیا جانا بیان کیا گیا ہے، انکار کرتے ہیں، حالانکہ نفی واِثبات دونوں حق ہیں؛ کہ نفی علمِ ذاتی کی ہے کہ یہ خاصّۂ اُلوہیت ہے، اِثبات عطائی کا ہے؛ کہ یہ انبیاء (علیہم الصلوۃ والسلام) ہی کی شایانِ شان ہے اور مُنافیٔ اُلوہیت ہے۔ اور یہ کہنا کہ "ہر ذرّہ کا علم نبی کے لیے مانا جائے، تو خالق ومخلوق کی مُساوات لازم آئے گی" باطلِ محض ہے"[2]۔

فتاویٔ شرک کی بُوچھاڑ

میرے محترم بھائیو! آج بعض لوگ بات بات پر مصطفی جانِ رحمت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی پیاری اُمت پر کفر وشرک کے فتوے صادر کرتے، اور انہیں کافر ومشرک قرار

---

(۱) پ۱، البقرة: ۸۵.

(۲) "بہارِ شریعت" عقائد متعلقۂ نبوّت، حصّہ اوّل، ۱/۴۴-۴۶۔

دیتے ہیں، حالانکہ نبئ کریم ﷺ بذاتِ خود اس احتمال کی تردید فرما چکے ہیں، حضرت سیّدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، سرکارِ دوجہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا: «وإنّي والله! ما أخافُ عليكم أنْ تشركوا بعدِي»[1] "اللہ کی قسم! مجھے تم پر یہ اندیشہ نہیں کہ تم میرے بعد مشرِک ہو جاؤ گے!"۔

علمائے اسلام نے اس حدیثِ پاک کا یہی مفہوم بیان کیا ہے، کہ حضور اکرم ﷺ کی امّت شرک پر جمع نہیں ہوگی، اللہ تعالی نے اس امّت کو شرک سے محفوظ رکھا ہے[2]۔

اُمتِ مسلمہ کی اکثریت کو مشرِک ثابت کرنے کی تحریک

نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ "گروہِ خوارج (بدمذہبوں) نے اپنی باطل تاویلوں اور بےبنیاد باتوں سے، حضور نبئ کریم ﷺ کی اُمتِ مسلمہ (اہلِ سنّت وجماعت) کو مشرِک بنانے کی تحریک چلا رکھی ہے! صرف "یارسولَ اللہ" کہنے، بزرگوں کا ادب واحترام کرنے، مزارات پر حاضر ہونے، اہلُ اللہ (اللہ والوں) کی یاد منانے، تبرُکات سے برکت حاصل کرنے، حُصولِ فیض کی خاطر بزرگانِ دین سے رابطہ اُستوار کرنے، اہلِ تقویٰ کے ہاتھوں کو بوسہ دینے، اور سروَرِ کائنات ﷺ کی نورانیت، اختیارات اور علمِ مبارک کو مان لینے پر، کفر وشرک کے فتووں کی بھرمار کر دی جاتی ہے۔ اور (اہلِ ایمان کے بارے میں) یہاں تک کہہ دیا جاتا ہے کہ "ابوجہل اور وہ (اہلِ سنّت

---

(١) "صحيح البخاري" باب الصّلاة على الشهيد، ر: ١٣٤٤، صـ٢١٤، ٢١٥.

(۲) "اسلامی عقائد ومسائل" شرک کی حقیقت، صـ۱۰۴۔

وجماعت) شرک میں برابر ہیں"[1]۔

حکمِ شرک کا زیادہ حقدار

حضراتِ گرامی قدر! جو لوگ اُمتِ مسلمہ پر کفر وشرک کے فتووں کی بُوچھاڑ کرنے میں پیش پیش رہتے ہیں، عموماً وہی لوگ کفر وشرک میں مبتلا ہوتے ہیں، حضرتِ سیّدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، حضور تاجدارِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «إنّ ما أتخوّف عليكم رجلٌ قرأ القرآنَ، حتّى إذا رُئِيَتْ بهجتُه عليه، وكان ردئاً للإسلامِ، غيّره إلى ما شاء اللهُ، فانْسلخ منهُ ونبذَه وراءَ ظَهْرِه، وسعَى على جارِه بِالسَّيفِ، ورماهُ بِالشّركِ!» "مجھے تم پر ایک ایسے شخص کا اندیشہ ہے جو قرآن پڑھے گا، یہاں تک کہ جب اس پر قرآن کی رَونق نمایاں ہو، اور وہ اسلام کا سہارا ہو، ایسے میں وہ بدل جائے گا، وہ اپنی پہلی حالت کو چھوڑ کر اسے پسِ پشت ڈال دے گا، اور اپنے (مسلمان) ہمسائے پر تلوار اٹھائے گا، اس پر شرک کا فتوی جڑے گا"۔ (راوی کا بیان ہے کہ) میں نے عرض کی: یا نبیَ اللہ! دونوں میں سے شرک کا زیادہ سزاوار کون ہوگا: جس پر فتوی لگا وہ، یا فتوی لگانے والا؟ حضور نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: «بلِ الرَّامِي!»[2] "فتوی لگانے والا!"۔

لہذا تنگ نظری اور تعصّب کے شکار لوگوں کو چاہیے، کہ اپنے عقائد ونظریات کی اِصلاح کریں، اپنے دل ودماغ میں وُسعت پیدا کریں، اُمتِ مسلمہ کے

---

(۱) "شرک کیا ہے اور مُشرک کون؟" ص۱۸، ۱۹ ملخصًا۔

(۲) "صحيح ابن حِبّان" كتاب العلم، ر: ۸۱، صـ۵۹، ۶۰.

خلاف اپنے فتووں پر نظرِ ثانی کریں، اور شب وروز کفر وشرک کی گردان کر کے اُمتِ مسلمہ کی سوادِ اعظم کو دائرۂ اسلام سے خارج کرنے سے باز آئیں!۔

مسلمانوں پر شرک کے فتوے اور گروہِ خوارج

میرے محترم بھائیو! مسلمانوں پر شرک کے فتوے جھاڑنے والے لوگ، گروہِ خوارج سے تعلق رکھتے ہیں، جن کے بارے میں حضرتِ سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما نے فرمایا: «إنّهمُ انْطلَقُوا إلى آياتٍ نزلَتْ فِي الكُفّارِ، فجعلُوها عَلَى المؤمنِينَ»[1] "(خارجی لوگ ایسے گمراہ ہیں کہ) جو آیات کافروں کی مذمّت میں نازل ہوئیں، انہیں مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں"۔

صالحین کی بارگاہ میں حاضری دینا مُنافیٔ توحید نہیں

حضراتِ ذی وقار! مسلمانوں کو وَرغلانے کے لیے عام طَور پر یہ بھی پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے کہ "کسی نبی ولی کو مشکل کشا، حاجت رَوا، غوث اور مدد گار بنانے کی کیا ضرورت ہے؟ کیا ہمارے لیے اللہ کافی نہیں؟" وغیرہ وغیرہ۔

میرے محترم بھائیو! ایک بھی مسلمان ایسا نہیں جو اللہ تعالی کے کافی ہونے کا انکار کرے، جس نے ایسا کیا وہ دائرۂ اسلام سے خارج سمجھا جائے گا، لیکن اس جملے "اللہ کافی ہے" کا یہ مطلب ہرگز نہیں، کہ اب نبیوں ولیوں کی کوئی ضرورت نہیں، وہ کچھ نہیں کرسکتے، ان سے رابطہ نہیں کرنا چاہیے؛ کیونکہ اگر یہ بات دُرست ہوتی، تو اللہ تعالی انہیں اپنا نائب وترجمان بناکر دنیا میں نہ بھیجتا، مخلوق کو ان سے رابطے کا حکم نہیں دیتا، قرآنِ

---

(١) "صحيح البخاري" كتاب استتابة المرتدّين والمعاندين ...إلخ، صـ١١٩٤.

کریم میں جگہ جگہ اُن کی شان وعظمت بیان نہ فرماتا، انہیں اپنا گروہ اور اپنی جماعت قرار نہ دیتا، حالانکہ ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿اُولٰٓىٕكَ حِزْبُ اللّٰهِؕ اَلَاۤ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾[1] "یہ اللہ کی جماعت ہے، سنتا ہے! اللہ ہی کی جماعت کامیاب ہے"۔ ایک اَور مقام پر ارشاد فرمایا: ﴿اِنَّمَا وَلِیُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا﴾[2] "تمہارے دوست نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور ایمان والے!"۔ اگر انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام، اور اولیائے عظام کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا، تو اللہ تعالی صرف اپنا ذکر فرماتا!۔

مذکورہ بالا آیتِ مبارکہ سے یہ معلوم ہوا، کہ اللہ تعالی کے اِذن واختیار سے انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام اور اولیائے عظام قدست اسرارہم بھی نفع وفائدہ پہنچاتے ہیں، اور ایسا کرنا حکمِ الٰہی کے عین مطابق ہے۔

صراطِ مستقیم کی طرف لَوٹ آؤ

حضراتِ گرامی قدر! آپ خود ہی بتائیے کہ جب اللہ تعالی پر کامل یقین رکھتے ہوئے، اور اسے کافی جانتے ہوئے، کسی بیماری یا مشکل وقت میں ڈاکٹر یا کسی صاحبِ اختیار کے پاس علاج ومدد کی غرض سے جانا شرک نہیں، تو پھر اللہ تعالی کو کافی جانتے ہوئے اس کے نمائندوں (یعنی انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام اور اولیائے کرام) کی بارگاہ میں حاضر ہونا، یا انہیں مدد کے لیے پکارنا مُنافیٔ توحید اور شرک کیسے ہوسکتا ہے؟!

شیخ الحدیث علّامہ عبد المصطفیٰ اعظمی رحمۃ اللہ تعالی علیہ صالحین کو پکارنے اور اسے شرک کہنے والوں کو، دعوتِ غور وفکر دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ "چاروں پرندوں کا

---

(۱) پ۲۸، المجادلة: ۲۲.
(۲) پ٦، المائدة: ٥٥.

قیمہ بنا کر حضرت سیّدنا ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے پہاڑوں پر رکھ دیا تھا، پھر اللہ تعالی کا حکم ہوا کہ ﴿ ثُمَّ ادْعُهُنَّ ﴾[1] "ان مُردہ پرندوں کو پکارو!" چنانچہ آپ نے چاروں کو نام لے کر پکارا۔ تو اس سے یہ مسئلہ ثابت ہو گیا کہ مُردوں کو پکارنا شرک نہیں ہے؛ کیونکہ جب مُردہ پرندوں کو اللہ تعالی نے پکارنے کا حکم فرمایا، اور ایک جلیلُ القدر پیغمبر عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اُن مُردوں کو پکارا، تو ہرگز ہرگز یہ شرک نہیں ہو سکتا؛ کیونکہ خداوند کریم کبھی کسی کو شرک کا حکم نہیں دے گا، نہ کوئی نبی ہرگز ہرگز کبھی شرک کا کام کر سکتا ہے، تو جب مَرے ہوئے پرندوں کو پکارنا شرک نہیں، تو خدا کے وفات پائے ہوئے ولیوں شہیدوں کو پکارنا کیسے شرک ہو سکتا ہے؟! جو لوگ ولیوں اور شہیدوں کے پکارنے کو شرک کہتے ہیں، اور "یا غوث" کا نعرہ لگانے والوں کو مُشرِک کہتے ہیں، انہیں تھوڑی دیر سر جھکا کر سوچنا چاہیے؛ تاکہ اس قرآنی واقعہ کی رَوشنی میں انہیں ہدایت کا نُور نظر آجائے، اور وہ اہلِ سنّت کے طریقے یعنی صراطِ مستقیم پر چل پڑیں!"[2]۔

کسی مسلمان کو مشرِک اور بدعتی کہنا گمراہی بددینی ہے

میرے عزیز دوستو، بھائیو، اور بزرگو! ہر مسلمان کا پختہ عقیدہ ویقین ہے کہ اللہ ایک ہے، عبادت یا ذات وصِفات میں اُس کا کوئی شریک نہیں، جو لوگ اللہ تعالی کے سوا کسی اَور کو پوجتے ہیں، یا اللہ کے سوا کسی کو عبادت کے لائق سمجھتے ہیں، یا خالقِ کائنات کی خدائی میں کسی کو اُس کا شریک ٹھہراتے ہیں وہ مشرِک ہیں، جیسے ہندو لوگ بُتوں اور مُورتیوں کی پوجا پاٹ کرتے ہیں، اور بُتوں کو اللہ کی خدائی میں شریک جانتے ہیں۔

---

(١) پ٣، البقرة: ٢٦٠.

(٢) "عجائب القرآن" مُردوں کو پکارنا، ص٥٨، ٥٩۔

اسی طرح نصاریٰ حضرت سیّدُنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ کا بیٹا اور خدا مانتے ہیں، مجوس (آتش پرست) آگ کی پوجا کرتے ہیں، یہ لوگ شرکیہ اَفعال میں مبتلا ہیں، اور ایسوں کو مشرِک کہنا حکمِ شریعت کے عین مطابق ہے، البتہ مسلکی تعصُّب اور تنگ نظری کے باعث کسی مسلمان کو مشرِک یا بدعتی کہنا گمراہی ہے بددِینی ہے۔

کچھ لوگ انبیاء اور اولیاء کی شان میں گستاخیاں بے ادبیاں کرکے سمجھتے ہیں، کہ ہم نے توحید کا حق ادا کر دیا! یہ اُن کی سراسر خام خیالی ہے، ایسے خود ساختہ توحیدیوں سے بچ کر رہیں، ان کی صحبت سے کوسوں دُور بھاگیں، اور علمائے اہلِ سنّت وجماعت کی صحبت اختیار کریں!۔

شرک سے بچنے کی دعا

عزیزانِ مَن! ہر مسلمان کو چاہیے کہ شرک سے بچے، جانے انجانے میں ہونے والی غلطی کوتاہیوں پر اللہ تعالی کی پناہ مانگے، اس سے مغفرت چاہے اور شرک سے بچنے کی دعا کرتا رہے۔ حضرت سیّدُنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا الشِّرْكَ؛ فَإِنَّهُ أَخْفَى مِنْ دَبِيبِ النَّمْلِ» "اے لوگو! شرک سے بچتے رہنا؛ کیونکہ یہ چیونٹی کی چال سے زیادہ مخفی (پوشیدہ) ہے"، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی: یارسولَ اللہ! (ایسی صورت میں) ہم شرک سے کس طرح بچ سکتے ہیں؟ مصطفی جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «قُولُوا: اللَّهُمَّ إِنَّا نَعُوذُ بِكَ أَنْ نُشْرِكَ بِكَ شَيْئاً نَعْلَمُهُ، وَنَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا نَعْلَمُ»[1] "یوں کہو (یعنی

(١) "المعجم الأوسط" باب الحاء، من اسمه الحسين، ر: ٣٤٧٩، ٤/ ١٠.

یہ دعا کرو) کہ اے اللہ! ہم جانتے بوجھتے کسی کو تیرا شریک ٹھہرانے سے تیری پناہ چاہتے ہیں! اور نادانستہ طَور پر بھی ایسا کرنے پر تجھ سے مغفرت چاہتے ہیں!"۔

ایک اَور مقام پر حضرت سیّدنا نَوفَل رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں، رحمتِ عالمیان صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: «اقْرَأْ: "قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ" ثُمَّ نَمْ عَلَى خَاتِمَتِهَا؛ فَإِنَّهَا بَرَاءَةٌ مِنَ الشِّرْكِ»[1] "سورۂ کافرون پوری پڑھ کر سویا کرو؛ کیونکہ یہ شرک سے براءَت (چھٹکارے کا ذریعہ) ہے!"۔

دعا

اے اللہ! ہمیں عقیدۂ توحید پر ثابت قدمی عطا فرما، کفر وشرک سے بچا، ہمارے ایمان کی حفاظت فرما، ہمیں جہنّم کے دردناک عذاب سے محفوظ فرما، ہمیں انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے ادب واحترام کی توفیق مرحمت فرما، اُن پاکیزہ نُفوس کو تُو نے جو اِذن واختیار عطا فرمایا، اسے سمجھنے کے لیے ہمارے ذہنوں میں وُسعت پیدا فرما، اپنے نیک بندوں کی صحبت عطا فرما، اور خود ساختہ توحیدیوں بدمذہبوں سے بچالے!، آمین یاربّ العالمین!۔





(١) "سنن أبي داود" كتاب الأدب، أبواب النوم، ر: ٥٠٥٥، صـ٧١٠.

تصوُف اور اس سے متعلق شُبہات کا اِزالہ

(جمعۃ المبارک ۸ ربیع الآخر ۱۴۴۴ھ - مطابق: ۰۴/۱۱/۲۰۲۲ء)

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلِهِ وصحبِهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ باللهِ مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسمِ الله الرّحمٰنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّٰهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

تصوُف... منشائے شریعت کی تکمیل

برادرانِ اسلام! حضراتِ انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی بعثت اور اس دنیا میں تشریف آوری کے متعدّد دینی مقاصد ہیں، لوگوں کو کفر وشرک سے بچانا، انہیں توحید ورسالت پر ایمان لانے کی دعوت دینا، دائرۂ اسلام میں داخل کرنا، ان میں اتّباعِ شریعت کی سوچ اور جذبہ پیدا کرنا، اور انہیں عذابِ جہنّم سے بچانا، ہمیشہ ہر نبی کی اوّلین ترجیحات، اور مقاصد میں شامل رہا ہے، لیکن مُعاشرے کی اِصلاح کرنا، انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دینا، انہیں اَخلاقِ حسَنہ سے آراستہ کرنا، انہیں رَذِیل اور بُری باتوں سے بچانا، اور ان کا تزکیۂ نفس کرنا بھی بعثتِ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے اہم دینی مقاصد میں سے ہے، اللہ ربّ العالمین مصطفی جانِ رحمت ﷺ کی بعثت کے ان مقاصد کو بیان کرتے ہوئے

ارشاد فرماتا ہے: ﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ﴾(۱) "یقیناً اللہ تعالی کا مسلمانوں پر بڑا اِحسان ہوا، کہ اُن میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا، جو اُن پر اللہ تعالی کی آیتیں پڑھتے ہیں، انہیں پاک کرتے ہیں، انہیں کتاب وحکمت سکھاتے ہیں، اور اِس سے پہلے وہ لوگ ضرور کھلی گمراہی میں تھے"۔

ایک اَور مقام پر ارشاد فرمایا: ﴿هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ﴾(۲) "وہی (اللہ) ہے جس نے اَن پڑھ لوگوں میں انہی میں سے ایک رسول (محمدِ عربی) بھیجا، جو اُن پر اللہ کی آیتیں پڑھتے ہیں، اور انہیں پاکیزہ وستھرا کرتے ہیں، اور انہیں کتاب وحکمت کا علم عطا فرماتے ہیں، اور یقیناً وہ لوگ اس سے پہلے ضرور کھلی گمراہی میں تھے"۔

مذکورہ بالا آیاتِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ منشائے شریعت صرف ظاہری اعمال کی اِصلاح نہیں، بلکہ ہر صاحبِ ایمان کا تزکیۂ نفس اور اِصلاحِ قلب بھی شریعتِ مطہَّرہ کو مطلوب ومقصود ہے، اور اسی اَمر کا دوسرا نام تصوُّف وطریقت ہے، لہذا تصوُّف مقاصدِ شریعت کے حُصول میں رکاوٹ نہیں، بلکہ مِمد ومُعاوِن اور منشائے شریعت کی تکمیل کا باعث ہے!۔

---

(۱) پ٤، آل عمران: ١٦٤.

(۲) پ۲۸، الجمعة: ٢.

تزکیۂ نفس کی تعلیم

عزیزانِ محترم! خالقِ کائنات عَزَّوَجَلَّ، اور حضراتِ انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے جہاں اتّباعِ شریعت اور ظاہری اعمال کی دُرستی پر زُور دیا، وہیں تزکیۂ نفس کرنے، باطنی آلائشوں سے بچنے، اور گناہوں سے پاک رہنے کی بھی تلقین فرمائی، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ۝ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا﴾[1] "وہ مراد کو پہنچا جس نے اس (نفس وباطن) کو پاکیزہ کر لیا، اور نامراد ہوا وہ جس نے اسے (گناہوں میں) دَبائے رکھا"۔

تزکیۂ نفس تصوُّف کی بنیادی تعلیمات میں سے ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالی اور اس کے پیارے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی حرام کردہ چیزوں سے نفس وباطن کو بچایا جائے، اور ہمیشہ حلال وطیّب کو اپنانے کی کوشش کی جائے؛ کہ یہ ایمان کی حلاوَت وچاشنی کا باعث ہے، رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: «ثَلَاثٌ مَنْ فَعَلَهُنَّ فَقَدْ طَعِمَ طَعْمَ الإيمان: (١) مَنْ عَبَدَ اللهَ وَحْدَه فَإِنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا الله، (٢) وَأَعْطٰى زَكَاةَ مَالِه طيبةً بِهَا نَفْسُه ...(٣) وَزَكّٰى عَبْدٌ نَفْسَه» "تین ۳ کام ایسے ہیں کہ جو انہیں انجام دے گا ایمان کا مزہ پائے گا: (۱) وہ جس نے اللہ وَحدَہ کی عبادت کی جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، (۲) وہ جس نے خوشی سے اپنے مال کی زکاۃ ادا کی، (۳) اور وہ بندہ جس نے گناہوں سے اپنے نفس وباطن کا تزکیہ کیا" کسی نے عرض کی: یارسولَ اللہ! آدمی کے اپنے نفس وباطن کے

---

(١) پ ٣٠، الشمس: ٩، ١٠.

تزکیہ سے کیا مراد ہے؟ مصطفی جانِ رحمت ﷺ نے فرمایا: «يَعْلَمُ أَنَّ اللهَ مَعَهُ حَيْثُ مَا كَانَ»[1] "وہ یقین رکھے کہ اللہ تعالی ہمیشہ میرے ساتھ ہے"۔

تصوُف کی حقیقت

حضراتِ گرامی قدر! بعض نادان لوگ تصوُف کو مُنافیٔ شریعت خیال کرتے، اور اسے اِتّباعِ شریعت میں ایک رکاوَٹ سمجھتے ہیں، ایسی سوچ رکھنا ہرگز دُرست نہیں؛ کیونکہ دنیائے تصوُف کی تمام معتبر اور مشہور و معروف ہستیوں، اور صوفیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم نے اس بات کی متعدّد مقامات پر صراحت فرمائی، کہ تعمیلِ شریعت اور سنّتِ رسول کی پیروی ہی کا نام تصوُف وطریقت ہے!۔

(۱) حضرت سیّدنا سرّی سقطی رحمۃ اللہ تعالی علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ "تصوُف تین ۳ معنی کے لیے بولا جاتا ہے: (۱) یہ کہ اس کا نورِ معرفت اس کے نورِ وَرع (پرہیز گاری) کو بُجھا نہ دے، (۲) یہ کہ دل میں بھی کوئی ایسا خیال نہ لائے جو ظاہرِ کتاب (قرآنِ مجید) یا سنّتِ مصطفی ﷺ کے خلاف ہو، (۳) یہ کہ کرامتیں اسے ان چیزوں کی پردہ دَری پر نہ لائیں، جو اللہ عزّوجلّ کی حرام کردہ ہیں"[2]۔

(۲) حضرت سیّدنا جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالی علیہ حضرت سیّدنا ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا قول نقل فرماتے ہیں کہ "بسا اوقات میرے دل میں تصوُف کا کوئی نکتہ چند دن آیا کرتا ہے، تو جب تک قرآن وسنّت دو ۲ عادل گواہ اس کی تصدیق نہیں کرتے،

(۱) "السنن الكبرى" للبَيهقي، كتاب الزكاة، ٤/ ٩٦.

(۲) "الرسالة القشَيرية" ومنهم أبو الحسن سرّي بن المغلس السقطي، صـ١١.

میں وہ قبول نہیں کرتا"[۱]۔

(۳) حضرت سیّدنا محمد بن خفیف ضبی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ "تصوُّف دلوں کو صاف رکھنے، اور شریعتِ مطہّرہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی پیروی کا نام ہے"[۲]۔

(۴) حضرت سیّدنا ابوالقاسم ابراہیم بن محمد نصر آبادی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں، کہ تصوُّف کی بنیاد کتاب (قرآنِ کریم) وسنّت پر عمل کرنا ہے"[۳]۔

(۴) حضرت امام شَعرانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ "تصوُّف بس اَحکامِ شریعت پر بندہ کے عمل کا خلاصہ ہے"[۴]۔

(۵) امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالی علیہ حقیقتِ تصوُّف کے بارے میں فرماتے ہیں کہ "شریعت، طریقت، حقیقت، معرفت میں باہم اصلاً کوئی تخالُف (تضاد) نہیں، اس (تضاد) کا مدّعی اگر بے سمجھے کہے تو نرا جاہل ہے، اور سمجھ کر کہے تو گمراہ بد دِین ہے۔ شریعت حضورِ اقدس سیّدِ عالَم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے اقوال ہیں، اور طریقت حضور کے اَفعال، اور حقیقت حضور کے اَحوال، اور معرفت حضور کے علومِ بے مثال"[۵] کا نام ہے۔

میرے محترم بھائیو! ان تمام صُوفیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کی تعلیمات اور فرامین کا نچوڑ یہ ہے، کہ راہِ سُلوک کا مسافر بننے والا بھی آدابِ شریعت کی ہمیشہ پابندی کرے،

---

(۱) المرجع نفسه، ومنهم أبو سليمان عبد الرحمن بن عطيّة الداراني، صـ۱٦.
(۲) "الطبقات الكبرى" للشَعراني، ر: ۲۳۳، الجزء۱، صـ۱۲۰، ۱۲۱، ملتقطاً.
(۳) المرجع نفسه، أبو القاسم إبراهيم بن محمد بن ...إلخ، صـ۱۲۲، ۱۲۳.
(٤) المرجع السابق، مقدّمة في بيان أنّ طريق القوم ...إلخ، صـ٤.
(۵) "فتاویٰ رضویہ" "کتاب الحظر والإباحۃ، شریعت، طریقت، حقیقت، معرفت ...الخ، ۱۷/۱۰۶۔

حرام ومشتبہ چیزوں سے بچے، ناجائز اَوہام وخیالات سے اپنے حواس کو آلُودہ نہ کرے، اور اپنی نفسانی خواہشات کو شریعتِ مطہّرہ کے تابع کرے؛ کہ یہ تکمیلِ ایمان کا سب سے اہم ذریعہ ہے، حضرت سیّدنا عبد اللہ بن عَمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، سرورِ دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يَكُونَ هَوَاهُ تَبعاً لما جِئْتُ بِهِ»[1] "کوئی شخص اُس وقت تک مؤمنِ کامل نہیں ہوسکتا، جب تک اس کی خواہشات میری لائی ہوئی شریعت کے تابع نہ ہو جائیں!"۔

ہر مسلمان چاہے وہ عام ہو یا خاص، حاکم ہو یا محکوم، عالِم ہو یا غیرِ عالم، استاد ہو یا شاگرد، پیر ہو یا مرید، طالبِ علمِ دین ہو یا تعلیماتِ تصوُّف کا طلبگار، دامنِ شریعت کو ہمیشہ تھامے رکھنا سب کے لیے یکساں ضروری ہے، کوئی بھی صاحبِ عقل اس سے مستثنیٰ نہیں۔ جس نے شریعتِ مطہّرہ کا دامن چھوڑا، ہلاکت وبربادی اس کا مقدّر ہو گی، حضرت عِرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «لَقَدْ تَرَكْتُكُمْ عَلَى مِثْلِ الْبَيْضَاءِ، لَيْلُهَا كَنَهَارِهَا، لا يَزِيغُ بَعْدِي عَنْهَا إلّا هالِكٌ»[2] "یقیناً میں تمہارے درمیان ایسی روشن شریعت چھوڑے جارہا ہوں، جس کی راتیں بھی دن کی طرح روشن ہیں، میرے بعد اس سے وہی بھٹکے گا جو ہلاکت میں مبتلا ہوگا!"۔

نام نہاد صوفیوں سے اجتناب کی تلقین

حضراتِ ذی وقار! اَحکامِ شریعت سے نابلد بعض نام نہاد صُوفی اور ڈھونگی پیر، تصوُّف اور راہِ سُلوک سے متعلّق عوام میں شکوک وشبہات پیدا کرتے ہیں، اور

(۱) "البرهان المؤيّد" الإيمان والهوى، صـ۲۲.
(۲) "السُنّة" لابن أبي عاصم، باب ذكر قول النّبي ...إلخ، ر: ٤٨، ١/ ٢٦.

بعض ایسے نظریات کا پرچار بھی کرتے ہیں، جن کا صُوفیائے کرام کی تعلیمات سے دُور کا بھی کوئی واسطہ نہیں!۔

یاد رکھیے! صُوفیائے کرام کی کبھی بھی یہ تعلیمات نہیں رہیں، کہ فرائض وواجبات کو ترک کر کے سنّتوں کی طرف توجّہ کی جائے، یا سُنّتوں کو چھوڑ کر نوافل کی ادائیگی میں مشغول ہوا جائے، اگر کوئی نام نہاد صُوفی ایسی بات کہتا ہے یا ایسے خیالات واَفکار کا حامل ہے، تو اس کا جماعتِ صُوفیہ سے کوئی تعلّق نہیں۔ وہ گمراہوں میں سے ہے، حقیقی صُوفیہ ایسے نام نہاد صُوفیوں سے اپنی براءَت کا اظہار کرتے ہیں، اور ہمیشہ اُن سے دُور رہنے کا مشورہ دیتے ہیں۔ مشہور صوفی بزرگ حضرت سیّدنا جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ "جس نے نہ قرآنِ پاک یاد کیا، نہ حدیثِ مبارک لکھی (یعنی جو علمِ شریعت سے آگاہ نہیں) دربارۂ طریقت اس کی اقتداء نہ ہوگی؛ کیونکہ ہمارا یہ علمِ (طریقت) کتابُ اللہ اور سُنّتِ رسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا پابند ہے"[1]۔

چند شکوک وشُبہات کا اِزالہ

عزیزانِ مَن! بعض جاہل صوفیوں اور جعلی پیروں کی جہالت، بے عملی اور منکرینِ تصوُّف کے بے بنیاد پروپیگنڈہ کے باعث، تصوُّف یا راہِ سُلوک سے متعلّق عوامُ الناس میں کچھ شکوک وشُبہات پائے جاتے ہیں، ان میں سے چند یہ ہیں:

شریعت وطریقت کے باہمی تعلّق کی نفی کرنا

(۱) بعض فاسق پیر اور جاہل صوفی لوگ اپنی بے عملی چُھپانے کے لیے شریعت

---

(۱) "الرسالة القشَيرية" ومنهم أبو القاسم الجنَيد بن محمد، صـ۲۰.

اور طریقت کو دو ۲ الگ الگ راہیں بتاتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ "شریعت پر عمل کرنا عام لوگوں کا کام ہے، ہم تو راہِ سُلوک کی منازِل طے کر کے اللہ عزّوجلّ تک پہنچ چکے ہیں، اپنے مَن کی مُراد پا چکے ہیں، لہذا ہمیں شریعت پر عمل کی ضرورت نہیں"۔ ایسا کہنا سراسر حماقت، جہالت اور گمراہی ہے، صوفیائے کرام قدّست أسرارہم نے اس اَمر کی صاف الفاظ میں نفی فرمائی اور اسے بے دینی قرار دیا، حضرت سیّدنا شیخ شہاب الدین سُہرَوَردی رحمہ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ "فتنہ میں مبتلا ایک قوم نے صوفیوں کا لباس پہن لیا تاکہ صوفی کہلائیں، حالانکہ ان کو صوفیوں سے کچھ تعلّق نہیں، بلکہ وہ دھوکے اور غلطی میں ہیں، وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ان کے دل خالص اللہ تعالی کی طرف ہوگئے، اور یہی مراد کو پہنچنا اور کامیابی ہے، اور شریعت کے طریقوں کی پابندی کرنا تو عوام کا کام ہے، ان کا یہ قول عین بے دینی اور زندیقی ہے، اور اللہ کی بارگاہ سے دُور کرنا ہے؛ کیونکہ جس حقیقت کو شریعت رَد کر دے وہ بے دینی ہے"[(۱)]۔

امامِ اہل سنّت امام احمد رضا رحمہ اللہ تعالی علیہ شریعت اور طریقت کے باہمی تعلق کو ایک مثال کے ذریعے سمجھاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "شریعت منبع ہے اور طریقت اس میں سے نکلا ہوا ایک دریا ہے، بلکہ شریعت اس مثال سے بھی متعالی (بلند وبالا) ہے، منبع سے پانی نکل کر دریا بن کر جن زمینوں پر گزرے، انہیں سیراب کرنے میں اسے منبع کی احتیاج (ضرورت) نہیں، نہ اس سے نفع لینے والوں کو اصل منبع کی اس وقت حاجت، مگر شریعت وہ منبع ہے کہ اس سے نکلے ہوئے دریا یعنی طریقت کو، ہر آن

---

(۱) "عوارف المعارف" الباب التاسع في ذكر من ...إلخ، صـ۹۲، ملتقطاً.

اس کی احتیاج ہے، منبع سے اس کا تعلّق ٹوٹے تو یہی نہیں کہ صرف آئندہ کے لیے مدد موقوف ہو جائے، فی الحال جتنا پانی آچکا ہے چند روز تک پینے، نہانے، کھیتیاں، باغات سینچنے (سیراب کرنے) کا کام دے، نہیں نہیں! منبع سے اس کا تعلّق ٹوٹتے ہی (طریقت کا) یہ دریا فوراً فنا ہو جائے گا!"[۱]۔

صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ شریعت وطریقت کے باہمی تعلّق کو واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "طریقت مُنافیٔ شریعت (یعنی شریعت کے خلاف) نہیں، وہ شریعت ہی کا باطنی حصّہ ہے، بعض جاہل متصوِّف جو یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ "طریقت اَور ہے شریعت اَور" محض گمراہی ہے، اور اس زُعمِ باطل (غَلَط خیال) کے باعث اپنے آپ کو شریعت سے آزاد سمجھنا صریح کُفر واِلحاد (بے دینی ہے)، اَحکامِ شرعیہ کی پابندی سے کوئی ولی کیسا ہی عظیم ہو، سُبکدوش نہیں ہو سکتا!"[۲]۔

خود کو اَحکامِ شریعت سے مستثنیٰ وبالا تر قرار دینا

(۲) نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آج کل ہماری کئی خانقاہوں اور آستانوں میں بطورِ گدّی نشین، فاسق وفاجر اور علمِ شریعت سے بے بہرہ لوگ مسلّط وقابض ہیں، وہ سرِعام گناہ کرتے، ناچتے گاتے، محافلِ موسیقی کا انعقاد کرتے اور منشیات کا استعمال کرتے ہیں، وہ نامحرم عورتوں کے ساتھ اختلاط وتنہائی اور بے تکلّفانہ گفتگو کے مرتکب ہوتے ہیں، نماز روزے کی پابندی نہیں کرتے، حرام اُمور کا سرِعام اِرتکاب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ "ہم تصوُّف وطریقت میں ایسے درجہ ومقام تک

---

(۱) "فتاوی رضویہ" "کتاب الحظر والاباحۃ، رسالہ "مقال عُرَفا باعزازِ شرع وعلما" ۱۷/۱۳۳، ۱۳۴۔
(۲) "بہارِ شریعت" "ولایت کا بیان، حصّہ اوّل، ۱/۲۶۵، ۲۶۶۔

رَسائی حاصل کر چکے ہیں، جہاں یہ چھوٹی موٹی چیزیں کوئی اَہمیت نہیں رکھتیں، اور نہ ہی ان چیزوں سے ہماری رُوحانیت میں کوئی خلل واقع ہوتا ہے" ...وغیرہ وغیرہ۔

واضح رہے کہ جو شخص ایسی گمراہ کُن سوچ اور خیالات کا مالک ہو، اس کا تصوُف سے کوئی واسطہ نہیں، بلکہ ایسوں کا ٹھکانہ جہنّم ہے۔ امامِ طریقت حضرت ابو علی رُوذباری علیہ الرحمۃ (جو حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ کے جلیل القدر خلفاء میں سے ہیں) امام ابو القاسم قشَیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کے بارے میں فرماتے ہیں کہ "بزرگوں میں طریقت کے بڑے عالم تھے، ان سے سوال ہوا کہ جو شخص مزامیر (میوزک اور گانے باجے) سنتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ میرے لیے حلال ہے؛ کیونکہ میں ایسے درجے تک پہنچ گیا ہوں کہ اَحوال کے اختلاف کا مجھ پر کچھ اثر نہیں ہوتا، تو حضرت ابو علی رُوذباری علیہ الرحمۃ نے فرمایا: ہاں پہنچا تو ضرور ہے مگر جہنم تک"[1]۔

کوئی کتنا ہی بڑا پیر کیوں نہ ہو، یا مقامِ ولایت کے کتنے ہی بلند درجے پر کیوں نہ ہو، ہوش و حواس کی سلامتی کے ساتھ شریعتِ مطہَّرہ کے اَحکام سے مستثنیٰ نہیں ہو سکتا، پیرانِ پیر حضور شیخ عبد القادر جیلانی قدّس سرّہ نے راہِ سُلوک کے مسافروں کو نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ "اللہ کے سوا کسی کی طرف نگاہ نہ اٹھانا طریقت کا ایک بلند مرتبہ ہے، ضروری ہے کہ تُو اللہ کی مقرّر کردہ حُدود کی پابندی کرے، اور اس کے تمام اَحکام کی حفاظت کرے، اور اگر تیری طرف سے شریعت کی حُدود میں سے کسی حد میں خلل آیا، تو جان لے کہ تو فتنہ میں پڑا ہوا ہے، اور یقیناً شیطان تیرے ساتھ کھیل رہا ہے،

---

(۱) "الرسالة القشَيرية" ومنهم أبو علي أحمد بن محمد الروذباري، صـ۲۸.

لہٰذا تو فوراً شریعت کے حکم کی طرف لَوٹ آ اور اس سے لپٹ جا، اور اپنی نفسانی خواہش کو چھوڑ دے؛ کیونکہ جس حقیقت کی تصدیق شریعت سے نہ ہو وہ حقیقت باطل ہے"[1]۔

اَحکامِ شریعت سے خود کو بالاتر سمجھنے والے جاہل صوفیوں کے بارے میں

حضرت سیّدنا جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے پوچھا گیا کہ "کچھ لوگ گمان کرتے ہیں کہ شریعت کے اَحکام تو اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا ذریعہ ہیں، اور ہم اللہ تعالی تک پہنچ گئے، یعنی اب ہمیں شریعت کی کیا حاجت؟! فرمایا: وہ سچ کہتے ہیں، وہ پہنچنے والے ضرور ہیں مگر کہاں تک؟ جہنم تک! ایسا عقیدہ رکھنے والوں سے تو چور اور زانی بہتر ہیں! میں اگر ہزار سال تک بھی زندہ رہوں تو فرائض وواجبات تو بڑی چیز ہیں، میں نے جو نوافل ومستحبات مقرّر کر لیے ہیں، ان کی ادائیگی میں بھی کچھ کمی نہ کروں گا"[2]۔

علمائے دین کو تصوُّف سے بے بہرہ قرار دینا

(۳) بعض جاہل صوفیوں اور ڈبہ پیروں کو جب ان کے خلافِ شریعت کاموں پر ٹوکا جائے، تو وہ علمائے دین کی تحقیر کرتے ہوئے اپنے جاہل مریدوں میں اس بات کا بڑا پروپیگنڈہ (Propaganda) کرتے ہیں کہ "ہم جو باتیں کرتے ہیں وہ حقیقت ومعرفت کی باتیں ہوتی ہیں، یہ مولوی صاحبان راہِ سُلوک کے اَسرار، رُموز اور حقائق کے بارے میں کیا جانیں؟! تصوُّف کے مُعاملے میں یہ لوگ کورے ہوتے ہیں، لہٰذا ہماری باتیں ان کی سمجھ سے بالاتر ہیں!"۔

---

(۱) "الطبقات الكبرى" أبو صالح ...إلخ، الجزء ۱، صـ۱۳۱، ملخّصاً.

(۲) "اليواقيت والجواهر" المبحث ۲٦ في ...إلخ، الجزء ۱، صـ۲۷۲، ۲۷۳.

ایسی سوچ رکھنے والوں کے بارے میں امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے ارشاد فرمایا کہ "تمام اولیائے کرام کے قطعی اِجماع سے فرض ہے کہ تمام حقائق کو شریعتِ مطہَّرہ پر پیش کیا جائے، اگر وہ حقائق شریعت کے مطابق ہوں تو حق اور قابلِ قبول ہیں، ورنہ مردود ورُسوا ہیں۔ تو یقیناً قطعاً شریعت ہی اصل کار (کام) ہے، اور شریعت ہی سب کا دار ومدار ہے، شریعت ہی کسوٹی اور معیار ہے، شریعت کا معنی ہے راستہ، اور شریعتِ محمدیّہ کا ترجمہ ہے: "محمد رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کا راستہ" تو یہ معنی اپنے عموم واِطلاق کے اعتبار سے تمام ظاہر وباطن کو شامل ہے، صرف چند جسمانی اَحکام کے ساتھ خاص نہیں ...یہی شریعت وہ راہ ہے جس پر اللہ ملتا ہے، چنانچہ قرآنِ مجید میں ہے: ﴿ اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴾[1] "بے شک سیدھی راہ پر میرا رب ملتا ہے"، اور شریعت ہی وہ راہ ہے جس کی مخالفت کرنے والا بد دین گمراہ ہے، چنانچہ قرآنِ مجید میں اللہ عزّوجلّ نے فرمایا: ﴿ وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُۚ وَ لَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴾[2] "(اے محبوب آپ فرما دیجیے!) کہ یہ شریعت میری سیدھی راہ ہے تو اس کی پیروی کرو، اور اس کے سوا اَور راستوں کے پیچھے نہ جاؤ؛ کہ وہ تمہیں اللہ کی راہ سے جدا کر دیں گے، اللہ تمہیں اس کی تاکید فرماتا ہے؛ تاکہ تم پرہیز گاری کرو!"۔ دیکھو! قرآنِ عظیم نے صاف فرما دیا کہ شریعت ہی صرف وہ راہ ہے جس سے اللہ تعالی کی بارگاہ تک پہنچنا نصیب ہوتا ہے، اس کے سوا آدمی جو راہ چلے گا اللہ کی راہ سے دُور جا پڑے گا"[3]۔

---

(۱) پ۱۲، هُود: ٥٦.
(۲) پ۸، الأنعام: ١٥٣.
(۳) "فتاوی رضویہ" "کتاب الحظر والاِباحۃ، رسالہ "مقالِ عُرَفا" ۱۷/۱۳۲، ۱۳۳، ملخصًا۔

تصوف کے بارے میں جاوید غامدی کا غلط تصوُر

(۴) تصوُف سے متعلّق بے بنیاد شکوک وشُبہات پھیلانے اور اس کا انکار کرنے والوں میں، آج کا نام نہاد مذہبی اسکالر جاوید غامدی بھی سرِفہرست ہے، مَوصوف کے نزدیک تصوُف ضلالت وگمراہی[۱]، اور دینِ اسلام سے بالکل مختلف ایک متوازی دِین ہے[۲]، اور اہلِ تصوُف (یعنی صوفیائے کرام قدّست اسرارہم) کے دین میں وحی اب بھی آتی ہے[۳] ...وغیرہ وغیرہ۔ تصوُف اور اہلِ تصوُف کے بارے میں غامدی کے یہ شکوک وشُبہات بے بنیاد اور ناقص فہم کا نتیجہ ہیں!۔

شب وروز کی عبادتوں، ریاضتوں، مُجاہدوں، مُراقبوں اور تزکیۂ نفس کے بعد حضراتِ صوفیائے کرام اور اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم پر، جب اللہ تعالی کا خاص فضل وکرم ہوتا ہے، تو ان کی نگاہوں سے دنیاوی حجابات ہٹا دیے جاتے ہیں، پھر وہ بعض ایسی چیزوں کا مُشاہدہ فرمانے کے بھی قابل ہوجاتے ہیں، جنہیں دیکھنا عام حالات میں ہر انسان کے بس کی بات نہیں ہوتی، غامدی کا مَوقف یہ ہے کہ جب وحی کا سلسلہ مَوقوف ہو چکا تو ایسا ہونا ناممکن ہے[۴]، جبکہ ہمارا ماننا یہ ہے کہ اگرچہ سلسلۂ نبوّت منقطع اور وحی مَوقوف ہو چکی، لیکن اللہ ربّ العالمین توحی وقیّوم اور مَوجود ہے، یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کوئی خالقِ کائنات عزّوجلّ کی نشانیوں میں غَور وخوض کرے، راہِ ہدایت کا

(۱) دیکھیے: "بُرہان" اسلام اور تصوُف، صـ۱۹۲۔

(۲) ایضًا، صـ۱۸۱۔

(۳) ایضًا، صـ۱۹۳۔

(۴) ایضًا، صـ۱۹۲، ملخصًا۔

مسافر بنے، صراطِ مستقیم پر چلے، تو حضور نبیٔ کریم ﷺ کے فُیوضِ نبوّت کے طفیل اللہ کی مدد ونصرت اس کے شاملِ حال نہ ہو!۔

"صحیح بخاری" میں حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، مصطفی جانِ رحمت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: «أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي، وَأَنَا مَعَهُ إِذَا ذَكَرَنِي، فَإِنْ ذَكَرَنِي فِي نَفْسِهِ ذَكَرْتُهُ فِي نَفْسِي، وَإِنْ ذَكَرَنِي فِي مَلَإٍ ذَكَرْتُهُ فِي مَلَإٍ خَيْرٍ مِنْهُمْ، وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ بِشِبْرٍ تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ ذِرَاعاً، وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ ذِرَاعاً تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ بَاعاً، وَإِنْ أَتَانِي يَمْشِي أَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً»[1] "میں اپنے بندے کے گمان سے قریب ہوں، جب وہ میرا ذکر کرتا ہے، تو میں اس کے ساتھ رہتا ہوں، اگر وہ مجھے تنہائی میں یاد کرے تو میں بھی اسے تنہائی میں یاد کرتا ہوں، اور اگر وہ مجھے کسی جماعت میں یاد کرتا ہے تو میں اس سے بہتر جماعت (فرشتوں) میں اسے یاد کرتا ہوں، اور اگر وہ بالشت بھر میرے قریب ہوتا ہے، تو میری رحمت گز بھر اس کے قریب ہو جاتی ہے، اور اگر وہ گز بھر میرے قریب ہوتا ہے، تو میری رحمت دونوں ہاتھوں کے پھیلاؤ کے برابر اس کے قریب ہو جاتی ہے، اور اگر وہ چل کر میری طرف آتا ہے تو میری رحمت دَوڑ کر اس کی طرف جاتی ہے"۔

حضراتِ صوفیائے کرام کو کسی الگ دِین کا پیرو کار قرار دینا

عزیزانِ مَن! صوفیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کی حالتِ جذب (ہوش و حواس سے بے خبری کے عالَم) میں کی گئی بعض باتوں کو بنیاد بنا کر، غامدی کا اپنی کتاب "برہان"

(۱) "صحيح البخاري" كتاب التوحيد، ر: ۷٤۰۵، ص۱۲۷۳، ۱۲۷٤.

میں یہ تأثُر دینا کہ "ان حضرات نے توحید و نبوّت جیسی بنیادی تعلیمات کے مُعاملے میں قرآن و سنّت سے اِنحراف کیا"[۱] دُرست نہیں؛ کیونکہ اہلِ علم خوب جانتے ہیں کہ کوئی بھی مسلمان اَحکامِ شریعت کا اس وقت تک مکلَّف ہے جب تک اس کی عقل اور ہوش و حواس مکمل طَور پر سلامت ہوں، اگر کوئی شخص دیوانہ ہو جائے اور اس کی عقل جاتی رہے، یا وقتی طَور پر جذب کی کیفیت میں چلا جائے، تو ہوش و حواس کی سلامتی اور عقل کی واپسی تک وہ مرفوعُ القلم قرار پاتا ہے، یعنی اَحکامِ شریعت وقتی طَور پر اس پر لاگو نہیں ہوتے، لہذا جن صوفیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم سے حالتِ جذب میں بعض ایسے جملے سرزَد ہوئے جن کا ظاہر خلافِ شریعت تھا، تو انہیں بنیاد بنا کر اہلِ تصوُّف کو گمراہ قرار دینا[۲] سراسر زیادتی ہے، جو کسی بھی صاحبِ علم کو زیب نہیں دیتی!۔

شریعتِ مطہَّرہ پر عمل سے متعلّق اولیائے کرام کی تعلیمات

اولیائے کرام اور صوفیائے عظام قدس اسرارہم نے ہمیشہ ایک ہی دینِ اسلام کو مانا، زندگی بھر اسی دینِ متین کی خدمت کی، اپنے مریدوں اور عقیدتمندوں کو ہمیشہ توحید و رسالت کا درس دیا، قرآن و سنّت پر عمل پیرا رہنے کی تلقین فرمائی، اور دامنِ شریعت ترک کرنے والوں کو زِندیق، بے دین اور گمراہ قرار دیا!۔

(۱) وَلیوں کے اِمام حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ بھی ہمیشہ شریعت کا دامن تھامے رکھنے کی تاکید و نصیحت کرتے رہے، آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا فرمانِ مُبارک ہے کہ "شریعتِ پاکیزہ محمدی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم درختِ دینِ اسلام کا پھل ہے، شریعت وہ آفتاب

---

(۱) "بُرہان" "اسلام اور تصوُّف"، صـ۱۹۲-۲۰۳، ملخصًا۔
(۲) ایضًا، صـ۲۰۹، ملخصًا۔

ہے جس کی چمک سے تمام جہاں کی اندھیریاں جگمگا اٹھیں، شریعت کی پیَروی دونوں جہان کی سعادت بخشتی ہے، خبردار! اس کے دائرہ سے باہر نہ جانا، خبردار! اہلِ شریعت کی جماعت سے جدا نہ ہونا"[۱]۔

(۲) فرائض وواجبات پر عمل کی تاکید کرتے ہوئے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدّس سرّہ نے مزید ارشاد فرمایا کہ "مؤمن کو چاہیے کہ سب سے پہلے فرائض کی طرف مُتوجّہ ہو، جب یہ اَدا کر چکے تب سُنّتوں کو اختیار کرے، اس کے بعد نوافل پر توجّہ کرے۔ جو شخص اپنے فرائض سے فارغ نہیں ہوا، اس کے لیے سنّتوں میں مشغول ہونا حماقت ونادانی ہے؛ اس لیے کہ ادائے فرض سے قبل سُنن اور نوافل غیر مقبول رہیں گے، اور جو شخص ایسا کرے گا وہ خوار ہوگا"[۲]۔

(۳) شیخ نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے بالواسطہ خلیفہ حضرت رکن الدین رحمۃ اللہ تعالی علیہ اپنے شیخ و مرشد سے روایت کرتے ہیں کہ "جب تک دل شریعت کو مکمل طَور پر نہ تھام لے، تب تک ولایت میں قدم رکھنا ناممکن ہے، بلکہ اگر شریعت کا انکار کرے تو کافر ہو جائے گا"[۳]۔

(۴) شیخ الاسلام حضرت احمد نامقی جامی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے حضرت خواجہ مودود چشتی رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے فرمایا کہ "مصلّی طاق پر رکھو اور اوّل جا کر علم حاصل کرو؛ کیونکہ زاہدِ بے علم مسخرۂ شیطان ہے"[۴]۔

---

(۱) "بهجة الأسرار" ذكر فصول من كلامه مرصّعاً بشيء ...إلخ، صـ۹۹.
(۲) "فتوح الغيب" المقالة ٤٨ فيما ينبغي للمؤمن أن يشتغل به، صـ۱۱۳.
(۳) "نفحات الاُنس" ابوالمکارم رکن الدین علاؤالدولہ، صـ۳۸۸۔
(۴) ایضاً، خواجہ قطب الدین مودود چشتی رحمۃ اللہ تعالی علیہ، صـ۲۱۰۔

(۵) حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ "اگر تم کسی شخص کو دیکھو جسے ہوا میں اڑنے والی کرامت دی گئی ہے، تو اس سے فریب نہ کھانا جب تک یہ نہ دیکھ لو کہ وہ اللہ کے امر ونہی کے مُعاملے میں کیسا ہے؟ اور حُدود اللہ کی حفاظت اَحکامِ شریعت کے مطابق کرتا ہے یا نہیں؟!"[۱]۔

(٦) حضرت سیّدنا شیخ شہاب الدین سُہروَردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ "ہمارا عقیدہ ہے کہ جس کے ہاتھ پر خَوارقِ (بظاہر خلافِ عقل) عادات ظاہر ہوں اور وہ اَحکامِ شریعت کا پورا پابند نہ ہو، وہ شخص زندیق ہے، اور وہ خوارق کہ اس کے ہاتھ پر ظاہر ہوں، مکر واِستدِراج ہیں"[۲]۔

غامدی کا نبوّت وولایت اور وحی واِلہام کو باہم خلط ملط کرنا

غامدی نبوّت، ولایت اور وحی واِلہام کو باہم خلط ملط کرتے ہوئے، حضراتِ صوفیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم پر ایک بے بنیاد تہمت یہ بھی لگاتا ہے، کہ اہلِ تصوُف نبوّت ووحی کے قائل ہیں[۳]، جبکہ در حقیقت ایسا ہرگز نہیں، نبوّت وولایت اور وحی واِلہام میں باہم بڑا فرق ہے، اور اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم نے اپنی تعلیمات میں سلسلۂ نبوّت کے منقطع ہونے، اور وحی کے مَوقوف ہونے کی بڑی وضاحت کے ساتھ نفی بھی فرمائی ہے، اس کے باوُجود غامدی نے اکابر صوفیائے کرام، مثلاً حضرت سیّدنا امام غزالی، شیخ شہاب الدین سُہروَردی، حضرت بایزید بسطامی، شیخ عبد الکریم جیلی، شیخ ابنِ عربی، شیخ احمد

---

(١) "الرسالة القشَيرية" ومنهم أبو يزيد طيفور بن عيسى البسطامي، صـ١٥.
(٢) "أعلام الهُدى وعقيدة أرباب التقىٰ" الفصل ٨ في شهادة ...إلخ، قـ٣٨.
(۳) "بُرہان" "اسلام اور تصوُف"، صـ۱۹۲، ۱۹۳۔

سرہندی اور حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہم کے بعض فرامین اور تحریروں سے، حسب ِ خواہش ِنفس غلط نتیجہ نکالا، اور ان پاکیزہ نُفوس پر اِلزام تراشی کی ناپاک جسارت کی۔

شیخ ابنِ عربی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا عقیدۂ ختمِ نبوّت اور غامدی موشگافیاں

تعلیماتِ تصوُف میں شیخِ اکبر حضرت محی الدین ابنِ عربی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام بڑی اہمیت کا حامل ہے، غامدی نے بھی حضراتِ صوفیاء پر عقیدۂ ختمِ نبوّت سے متعلّق اِلزام تراشی کے لیے شیخ ابنِ عربی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کی بعض عبارتوں کو بطور دلیل پیش کیا، اور غلط نتیجہ اخذ کرتے ہوئے لکھا کہ "وہ (اہلِ تصوُف) کہتے ہیں کہ ختمِ نبوّت کے معنی یہ ہیں کہ منصبِ تشریع اب کسی شخص کو حاصل نہیں، نبوّت کا مقام اور اُس کے کمالات اُسی طرح باقی ہیں، اور یہ اب بھی حاصل ہوسکتے ہیں"[1]۔

شیخ ابنِ عربی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ جیسی عظیم شخصیت پر اس نَوعیت کی اِلزام تراشی، اور ان کے عقیدۂ ختمِ نبوّت کو توڑ مروڑ کر پیش کرنا بہت بڑی علمی خِیانت ہے، جو کسی بھی صاحبِ علم کو زیب نہیں دیتی! البتہ غامدی جیسی متنازع شخصیت سے ایسی توقُّع بہر حال بعید اَز قیاس نہیں!۔

میرے محترم بھائیو! ختمِ نبوّت سے متعلّق حضرت شیخِ اکبر محی الدین ابنِ عربی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا عقیدہ بھی وہی ہے جو تمام امّتِ مسلمہ کا ہے، آپ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتابوں میں بھی متعدّد مقامات پر ختمِ نبوّت کے بارے میں، اپنے عقیدے کو بڑی صراحت کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ اپنی مشہورِ زمانہ کتاب "فُتوحاتِ مکیہ" میں ختمِ نبوّت کے

---

(۱) "بُرہان" "اسلام اور تصوُف"، ص۱۹۸، ملتقطاً۔

بارے میں فرماتے ہیں کہ "نبوّت اللہ تعالی کا وہ خصوصی وامتیازی مُعاملہ ہے جو وہ اپنے بندوں میں سے جس کے ساتھ چاہتا ہے فرماتا ہے، نبوّت کا دروازہ بند ہو چکا ہے، اور اللہ کے رسول محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی بعثت کے ساتھ یہ سلسلہ ختم ہوچکا، اور ولایت قیامت تک حاصل کی جاسکتی ہے، تو جو کوئی اس کے حصول کے لیے محنت کرے گا وہ اسے حاصل ہوجائے گی!"[۱]۔

عقیدۂ ختمِ نبوّت کی وضاحت کرتے ہوئے شیخ ابنِ عربی رحمہ اللہ تعالی علیہ نے مزید فرمایا کہ "تمام اُمتیں حضرت محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی امّت کے ساتھ ختم ہوگئیں، اور اللہ تعالی نے اس امّت کو انسانوں کے لیے بنائی گئی سب سے بہترین امّت بنادیا، تمام رسولوں کا سلسلہ محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی بعثت کے ساتھ ختم ہوچکا، اور حضورِ اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی شریعت سے تمام شریعتیں ختم ہوگئیں، لہذا آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے بعد کوئی رسول نہیں ہوگا جو شارع ہو، اور نہ ہی آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی شریعت کے بعد کوئی شریعت اللہ تعالی کی طرف سے نازل کی جائے گی"[۲]۔

شیخِ اکبر رحمہ اللہ تعالی علیہ حضور خاتم النبیین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے بعد کسی نئے نبی، رسول، شریعت یا اولیاء اللہ کے لیے کسی قسم کی وحی کے ہرگز قائل نہیں، انہوں نے ایک مقام پر صراحۃً اس چیز کی نفی کرتے ہوئے فرمایا کہ "جان لو! اللہ تعالی کی طرف سے ہمارے لیے اِلہام ہے نہ کہ وحی؛ کیونکہ وحی کا راستہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی وفات سے بند ہوچکا ہے"[۳]۔

---

(۱) "الفُتوحات المكّية" الباب ۳۰۳ في معرفة منزل العارف ...إلخ، ۵/ ۲۱.

(۲) المرجع نفسه، الباب ٤٦٢، ۷/ ۱۱۱.

(۳) المرجع السابق، الباب ۳۵۳ في معرفة منزل ثلاثة ...إلخ، ۵/ ۳۵۳.

دینِ اسلام میں مُنافیٔ شریعت تصوُف کی گنجائش نہیں

میرے عزیز دوستو، بھائیو اور بزرگو! دینِ اسلام میں ایسے کسی تصوُف کی گنجائش نہیں جو اَحکامِ شریعت کے مُنافی ہو، کسی ولی، صوفی یا بزرگ کے پاس اس بات کا اختیار نہیں، کہ خود کو یا اپنے مریدوں کو نماز، روزہ اور زکاۃ وحج کی پابندی سے مستثنیٰ قرار دے، کوئی کتنی ہی بڑی گدّی کا سجادہ نشین کیوں نہ ہو، اَحکامِ شریعت کی پابندی سب پر لازم لازم اور لازم ہے، سب کو چاہیے کہ ہمیشہ قرآن وسنّت کی تعلیمات کو پیشِ نظر رکھیں، اَحکامِ شریعت کی پاسداری کریں، درباروں اور خانقاہوں پر مرد وزَن کے باہم اختلاط اور بے تکلّفی سے بچیں، شرعی پردے کی مکمل رعایت واہتمام کریں، مثلِ بیت اللہ شریف درباروں کے طواف سے اجتناب کریں، اور صاحبِ دربار کے حضور سجدۂ تعظیمی سے گریز کریں؛ کیونکہ ایسے غیر شرعی اَفعال کو بنیاد بناکر بعض لوگ مزاراتِ اولیاء کے خلاف پروپیگنڈہ کرتے ہیں، ان رُوحانی درسگاہوں کو کفر وشرک کے اَڈّے قرار دیتے ہیں، اور مختلف نَوعیت کے شکوک وشُبہات پھیلاکر عوامُ الناس کو تصوُف کے فوائد وثمرات سے محروم رکھنے کی کوشش کرتے ہیں!۔

دعا

اے اللہ! حضراتِ صوفیائے کرام کا ادب واحترام کرنے کی توفیق عطا فرما، ان کے رُوحانی فیض سے مستفید ہونے کا جذبہ وسوچ عنایت فرما، ان کے خلاف ہونے والے بے بنیاد پروپیگنڈہ کا شکار ہونے سے بچا، تصوُف کے بارے میں غلط قسم کے شکوک وشُبہات پھیلانے والوں کو ہدایت نصیب فرما، ان کے دلوں کو اپنے اولیاء کی محبت سے سرشار فرما، اور شیطانی وَسوَسوں کا شکار ہونے سے بچا، آمین یاربّ العالمین!۔

مسلمانوں کا سیاسی استحصال اور ہماری ذمّہ داری

(جمعۃ المبارک ۱۵ ربیع الآخر ۱۴۴۴ھ - ۱۱/۱۱/۲۰۲۲ء)

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلهِ وصحبهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ بالله مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسمِ الله الرّحمنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلهِ وصَحبهِ أجمعين.

دینِ اسلام میں سیاست کی اہمیت

برادرانِ اسلام! دینِ اسلام میں سیاست کو بڑی اہمیت حاصل ہے، مصطفی جانِ رحمت ﷺ نے مذہبی وسیاسی اُمور کو بیک وقت نہ صرف عملی طور پر انجام دیا، بلکہ کامیابی وکامرانی کی وہ تاریخ رقم کی کہ دُنیا تا صبحِ قیامت ویسی نظیر پیش کرنے سے قاصر رہے گی! رسولِ کریم ﷺ نے بحیثیت سربراہِ مملکت، ریاستِ مدینہ کی باگ ڈور سنبھالی، غزوات میں شرکت کی، دوسرے ملکوں سے سفارتی تعلقات قائم کیے، اپنی ریاست کے شہریوں کو ہر ممکنہ سہولیات فراہم کیں، ان کے حقوق کا پورا پورا خیال رکھا، قانون کی حکمرانی قائم کی، مختلف قبائل اور غیر مسلموں کے ساتھ سیاسی معاہدے کیے، اور ریاست کا نظام بہترین انداز میں چلایا۔ اسی طرح سرورِ عالم ﷺ کے بعد آپ کے تربیت یافتہ خلفائے راشدین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم نے بھی، مذہبی مُعاملات کے ساتھ

ساتھ اسلامی سلطنت کی حکمرانی کا فریضہ، اس خوبی سے انجام دیا کہ قیصر وکسریٰ جیسی سپر پاوَرز (Super Powers) کو بھی اپنے قدموں تلے روند کر رکھ دیا، صرف یہی نہیں بلکہ محدود مالی وسائل اور مختصر فوجی طاقت کے باوُجود، اسلامی دائرۂ سلطنت کو لاکھوں مربع میل تک پھیلاتے ہوئے عدل وانصاف، اور حقوق العباد کے ایسے شاندار قوانین وضع کیے جس کی مثال کسی دوسرے مذہب یا تہذیب میں نہیں ملتی۔

دینِ اسلام کا سیاست سے تعلق

عزیزانِ محترم! اسلام کا سیاست سے کتنا گہرا تعلّق ہے، اور دینِ اسلام میں اس کی کیا اہمیت وضرورت ہے؟ اس کا اندازہ اس بات سے خوب لگایا جاسکتا ہے، کہ کارِ سیاست حضراتِ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے فرائضِ منصبی میں داخل تھا، اور یہ حضرات لوگوں کی مذہبی رہنمائی کے ساتھ ساتھ ان کی سیاسی قیادت بھی فرمایا کرتے، حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، سرکارِ دوعالَم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ تَسُوسُهُمُ الأَنْبِيَاءُ»[1] "بنی اسرائیل کا سیاسی انتظام انبیائے کرام کرتے تھے"۔ لہٰذا یہ اَمر واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ دینِ اسلام کے نفاذ کا اہم ذریعہ سیاست ہے۔ اگر آپ اسلام کو سیاست سے الگ کر دیں گے تو اسے سیکولرازم (Secularism) کہا جائے گا، نہ کہ اسلام!۔ ع

جلالِ پادشاہی ہو کہ جُمہوری تماشا ہو
جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی![2]

---

(۱) "صحيح البخاري" كتاب أحاديث الأنبياء، ر: ٣٤٥٥، صـ٥٨٢.
(۲) "کلیاتِ اقبال" بالِ جبریل، حصّہ دُوم ۲، زِمستانی ہوا میں گرچہ تھی شمشیر کی تیزی، ص۳۷۳۔

سیکولرِازم کی حامی سیاسی جماعتوں کا منفی کردار

حضراتِ گرامی قدر! سیکولرِازم کا فروغ ایک ایسی عالمی سازش ہے جس کے تحت پہلے یورپ (Europe) نے کلیسا (Church) کو سیاست سے الگ اور بے دخل کیا، اور اب دنیا بھر کے مسلمان، اور بالخصوص مذہبی سیاسی جماعتیں ان کا خاص ہَدَف (Target) ہیں، جنہیں مختلف سازشوں اور حیلے بہانوں سے میدانِ سیاست سے دُور رکھنے کی کوشش کی جارہی ہے، پاکستان سمیت دنیا بھر کی تمام سیکولر سیاسی جماعتیں، مذہبی سیاسی جماعتوں کے خلاف بھرپور منفی پروپیگنڈہ کرتی اور لوگوں کو یہ کہہ کر وَرغلاتی ہیں کہ "اگر مذہبی خیالات کے حامل نظریاتی مسلمان، یا مولوی طبقہ حکومت میں آگیا تو وہ تم پر ظلم کریں گے، مخالف مسالک کا قتل عام کریں گے، ترقی روک دیں گے، پتھروں کے دور میں پہنچادیں گے، شرعی حُدود اور قصاص جاری کریں گے، اور جبری طور پر تمہارا مذہب تبدیل کرائیں گے"... وغیرہ وغیرہ۔

سیکولر قوّتوں کے اسلام مخالف پروپیگنڈہ کی حقیقت

میرے محترم بھائیو! اسلامی اَحکام کا نفاذ مسلمان حاکمِ وقت کی ذمہ داری ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَ اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ﴾[1] "وہ لوگ کہ اگر ہم انہیں زمین میں قابو دیں، تو وہ نماز قائم کریں اور زکاۃ دیں اور بھلائی کا حکم کریں اور برائی سے روکیں!"۔ اور جہاں تک زِنا بدکاری، شراب نوشی، سُود خوری اور قتل وغارتگری جیسی مُعاشرتی

---

(۱) پ ۱۷، الحجّ: ٤١.

واَخلاقی برائیوں اور جرائم کا مُعاملہ ہے، تو ہر ذی شُعور خوب جانتا ہے کہ کسی بھی مُعاشرے کے امن وسکون کو بحال رکھنے، اور اسے جرائم سے پاک رکھنے کے لیے دنیا کے ہر ملک اور مذہب میں کچھ نہ کچھ سزائیں ضرور مقرّر ہیں، تو پھر یہ منفی پروپیگنڈہ دینِ اسلام اور مسلمانوں ہی کے خلاف کیوں؟! اور جہاں تک جبری طَور پر تبدیلئ مذہب اور دیگر مسالک کے ساتھ معاملات کی بات ہے تو یہ اِلزام سراسر بے بنیاد ہے، اس میں صداقت نام کی کوئی چیز نہیں!۔

اگر اس اِلزام میں ذرّہ برابر بھی صداقت ہوتی، تو اسپین (Spain) اور ہندوستان (India) پر مسلمانوں کے اقتدار کا سورج غروب نہ ہوتا، مسلمانوں نے یہاں صدیوں تک حکومت کی، اس کے باوُجود جب یہاں سے ان کے اقتدار کا سورج غروب ہوا تب مسلمان اقلیت میں تھے، انہوں نے کبھی اپنے وزیروں، مشیروں اور عوام کو اپنا مذہب یا مسلک تبدیل کرنے پر مجبور نہیں کیا، اگر مسلمانوں نے جبری تبدیلئ مذہب ومسلک کی حکمتِ عملی (Policy) اپنائی ہوتی، تو شاید اسپین اور ہندوستان میں آج بھی مسلمان ہی حکمرانی کررہے ہوتے اور مسلمانوں میں کوئی ایک مسلک ہی باقی بچتا!۔

بحیثیت قومِ مسلم سیاست سے کنارہ کشی کا نقصان

عزیزانِ مَن! بحیثیت قوم ہم مسلمانوں کو یہ بات سمجھنے کی اشد ضرورت ہے، کہ دنیا بھر میں لادِینیت (Secularism) کی حامی دجّالی قوّتیں مسلمانوں کا سیاسی استحصال کررہی ہیں، وہ لوگ یہ نہیں چاہتے کہ مسلمان دنیا کے کسی بھی کونے میں قانون سازی کے عمل کا حصّہ ہوں، انہیں ہماری نماز، روزہ، حج، زکاۃ اور تصوُّف وتبلیغ جیسے دیگر نیک اعمال سے کوئی خاص پریشانی نہیں، بلکہ وہ تو چاہتے ہیں کہ مسلمان خود کو صرف عبادت،

رِیاضت، مُراقبہ اور چِلّہ کشی تک محدود کرلیں؛ تاکہ ان میں سے کوئی بھی اٹھ کر مسلمانوں میں سیاسی شُعور بیدار نہ کرسکے، انہیں خوابِ غفلت سے کہیں جگا نہ دے!۔

یہ اَمر واضح ہے کہ جب مسلمان خود کو صرف درباروں، خانقاہوں اور محراب و منبر تک محدود کرلیں گے، تو ان میں سے کوئی اٹھ کر نہ تو نظامِ مصطفیٰ نافذ کرنے کی بات کرے گا، اور نہ کوئی حضورِ اکرم ﷺ کے دین کو تخت پر لانے کے لیے میدان عمل میں اُترے گا، نہ کوئی اسلامی تشخص کی بات کرے گا، نہ ہی کوئی مسلمان ممالک کے اتحاد کے لیے دعوتِ فکر دے گا، صہیونی اور استعماری قوّتیں یہی چاہتی ہیں کہ آپ دینِ اسلام کی تعلیمات کو صرف اپنی ذات تک محدود رکھیں، اور اسے مُعاشرے پر نافذ کرنے کی کوشش نہ کریں؛ تاکہ دنیا بھر کے مسلمان قانون سازی کے عمل سے باہر ہو جائیں، اور عملی طَور پر اس قابل نہ رہیں کہ وہ نئے عالمی نظام (New World Order) کو چیلنج کرسکیں، یا اس کے متوازی کوئی دوسرا نظام لاسکیں!!۔

مسلمانوں کا سیاسی استحصال اور ہندوستان

حضراتِ ذی وقار! آج دنیا بھر میں مسلمانوں کا سیاسی استحصال ہو رہا ہے، ان پر ظلم وستم کی انتہاء کی جارہی ہے، ان کا کوئی پُرسانِ حال نہیں، کشمیر ہو یا فلسطین، عراق ہو یا شام، ان کے حق میں کوئی مؤثر آواز بلند کرنے والا نہیں، اگر ہم اپنے ہمسایہ ملک ہندوستان (India) کی بات کریں، تو مسلمان وہاں کی کُل آبادی کا ۳۰ فیصد سے زائد ہیں، جن کی تعداد پاکستان کی کل آبادی سے زیادہ ہے، اس کے باوُجود فوج (Army)، پولیس (Police)، ریلوے (Railway) اور دیگر تمام سرکاری محکموں میں مسلمانوں کی تعداد ۲ فیصد بھی نہیں، ہندوستانی ایوان (Indian Parliament)

کی بات کی جائے، تو وہاں مسلمانوں کی نمائندگی نہ ہونے کے برابر ہے، اور مسلمانوں کے نمائندوں کے طَور پر جو لوگ ہندوستانی ایوان میں براجمان ہیں، ان کی اکثریت لادینی سوچ (Secular Thinking) کی حامی ہے، انہیں مسلمانوں سے زیادہ اپنی سیاسی جماعت (Political Party) کے مفادات عزیز ہیں۔

ہندوستان کی سب سے قدیم سیاسی پارٹی "کانگریس" (Congress) ہے، مسلمان ہمیشہ اپنے ووٹوں سے اس پارٹی کے امیدواروں کو کامیاب کراتے آئے، لیکن اس کے باوُجود مسلمانوں کے حالات میں سُدھار پیدا نہ ہوا، ہندوستانی مسلمان پستی اور زبوں حالی کا شکار رہے، مسلمانوں کے ووٹ بینک (Vote Bank) سے منتخب ہو کر انہی کا سیاسی استحصال کیا جاتا رہا، فسادات کی آڑ میں ان پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے گئے، انہیں جیلوں میں بند کر کے ان پر جھوٹے مقدّمات بنائے گئے، "کانگریس" کے دَورِ حکومت میں ہی مسلمانوں کی ایک تاریخی عبادت گاہ "بابری مسجد" بھی شہید کی گئی، رہی سہی کسر انتہا پسند ہندو تنظیم "بھارتیہ جنتا پارٹی" (B. J. P) نے پوری کر دی، اس پارٹی کے دہشتگردوں (Terrorists) نے مسلمانوں کا جینا دُوبھر کر رکھا ہے، بی۔ جے۔ پی کے کارندوں نے مسلمانوں کو زندہ جلایا، مسلم خواتین کی عصمت دری کی، ان کے گھروں کو نذرِ آتش کیا، انہیں مذہبی رُسومات کی ادائیگی سے روکا، اور انہیں ہندو مذہب قبول کرنے پر مجبور کیا جاتا رہا، لیکن دنیا کی سب سے بڑی لادینی جمہوریت (Secular Democracy) کے دعویدار، اس ملک ہندوستان میں مسلمانوں کے حق میں خاطر خواہ آواز بلند نہ ہو سکی، اور جس نے قدرے جرأت سے کام لیتے ہوئے انفرادی طَور پر ایسا کرنے کی کوشش کی، اسے جان سے مارنے کی

دھمکیاں دی جاتی رہیں، یا پھر پاکستان چلے جانے کے مشورے دیے گئے، انٹرنیٹ (Internet) اور سماجی رابطہ (Social Media) پر ایسے سینکڑوں ویڈیو کلپس (Video Clips) موجود ہیں، جنہیں دیکھ کر ہندوستانی مسلمانوں کے سیاسی استحصال اور ان پر ہونے والے ظلم وستم کا خوب اندازہ لگایا جاسکتا ہے! دَلِت (ذات پات کے اعتبار سے نچلے درجے کی) قوم ترقی کرکے ہندوستانی ایوان (Indian Parliament) میں پہنچنے اور اپنا وزیرِ اعلیٰ بنانے میں کامیاب ہوگئی، لیکن ۴۰ کروڑ آبادی پر مشتمل ہندوستانی مسلمان آج بھی وہیں کے وہیں کھڑے ہیں۔

کشمیری مسلمانوں کا اَخلاقی اور سیاسی استحصال

حضراتِ گرامی قدر! سیاسی استحصال کے حوالے سے اگر کشمیر کی بات کریں، توبھارتی حکومت اسے اپنا اٹوٹ انگ (لازمی حصّہ) قرار دیتے نہیں تھکتی، لیکن عملی طَور پر حال یہ ہے کہ کشمیری مسلمانوں کو ان کے حقوق دینے سے انکاری ہے، آئے روز بے گناہ کشمیری مسلمانوں کو شہید کیا جارہا ہے، مسلمان دوشیزاؤں کی آبرُو ریزی کی جا رہی ہے، ناکردہ جرائم کی سزامیں ہزاروں کشمیری نوجوان سالہاسال سے بھارتی جیلوں میں قید ہیں، ان کا کوئی پُرسانِ حال نہیں۔ کشمیر کے حقیقی نمائندوں کو انتخابات (Election) سے دُور رکھا جاتا ہے، انتخابات کے نام پر ڈھونگ رَچا کر اَقوامِ عالَم کو بے وقوف بنایا جارہا ہے، پھر کٹھ پتلی حکومتیں قائم کرکے مسلمانوں کا سیاسی استحصال کیا جارہا ہے۔ انسانی حقوق کی تنظیموں اور صحافی حضرات کو مقبوضہ کشمیر میں داخل ہونے، اور خبر رسانی (Reporting) کی اجازت نہیں۔ ۷۰ سالوں سے اقوامِ متحدہ (United Nations) کی قراردادوں پر عمل درآمد نہیں کیا جا رہا، اقوامِ عالَم مجرمانہ

خاموشی اختیار کیے ہوئے ہیں؛ کیونکہ یہاں ظلم وستم اور سیاسی استحصال کا شکار ہونے والا کوئی یہودی، عیسائی یا ہندو نہیں بلکہ مسلمان قوم ہے!۔

مسلمانوں کا سیاسی استحصال اور اَقوامِ متحدہ

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! مسلمانوں کے سیاسی استحصال کے حوالے سے اگر اَقوامِ متحدہ کی بات کریں، تو اس میں فیصلوں کا بظاہر اختیار سلامتی کونسل (Security Council) کے پاس ہے، لیکن اصل اقتدار (Authority) اُن پانچ ۵ ممالک کے پاس ہے جو ویٹو پاوَر (Veto Power) رکھتے ہیں، حقِ امتناع کے حامل یہ ممالک دَجّالی مہم پر کاربند رہتے ہوئے، ساری دنیا کا نظام اپنی مرضی سے چلانا چاہتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ مسلم ممالک ۵۰ سے زائد ہونے کے باوُجود، کوئی ایک بھی اسلامی ملک اس نظام (System) کا حصہ نہیں، اور نہ ہی مسلمانوں کے او۔آئی۔سی (O. I. C) جیسے اجتماعی فورم (Collective Forum) کی وہاں تک رَسائی کی کوئی صورت ہے، سلامتی کونسل میں شامل ویٹو پاوَر کے حامل یہ ملک، اسلامی ممالک کے بارے میں یک طرفہ فیصلے کرتے، اور انہیں مسلمانوں پر مسلّط کرتے ہیں، مسلمان ان فیصلوں کو دنیا کے کسی بھی عالمی فورم (World Forum) میں چیلنج نہیں کرسکتے، اور نہ ہی ان فیصلوں میں کوئی تبدیلی کرسکتے ہیں، عالمی سطح پر مسلمانوں کے سیاسی استحصال کی اس سے بڑی اَور کیا مثال ہوگی؟! دنیا پر نئے عالمی نظام (New World Order) کا نفاذ چاہنے والے دجّالی کارندے کبھی بھی اس بات کی اجازت نہیں دے سکتے، کہ عالمی سطح پر مسلمانوں کو کسی بھی نَوعیت کی قانون سازی کے عمل کا حصہ بنایا جائے؛ کیونکہ وہ یہ بات خوب جانتے ہیں کہ اگر مسلمانوں کو

ایسی طاقت واختیار دیا گیا، تو وہ دَجّالی مشن کی تکمیل اور لادِینیت (Secularism) کے فروغ میں سب سے بڑی رکاوَٹ ثابت ہوں گے !۔

امریکہ اور یورپ میں مسلمانوں کی سیاسی صورتحال

میرے محترم بھائیو! امریکہ اور تمام یورپی ممالک میں بھی مسلمانوں کی سیاسی صورتحال کچھ خاص قابل ذکر نہیں، تمام تر جُمہوری دعووں کے باوُجود آج تک ریاستہائے متحدہ امریکہ (United States) یا کسی بھی یورپی ملک (European Country) کا صدر یا وزیرِ اعظم کوئی مسلمان شخص منتخب نہیں کیا گیا، صرف اپنی جیت کو یقینی بنانے کے لیے مسلمانوں کے ایک دو نمائندوں کو مختلف سیاسی پارٹیاں ٹکٹ دے دیتی ہیں، اور پھر اپنی نام نہاد جُمہوریت کا خوب ڈھنڈورا پیٹتی ہیں۔ مسلمان فرانس کی کُل آبادی کا دس ۱۰ فیصد ہیں، یورپ میں آبادی کے اعتبار سے عیسائیت کے بعد دوسرا بڑا مذہب اسلام ہے، صرف فرانس میں ان کی تعداد پچاس ۵۰ لاکھ کے قریب ہے، اس کے باوُجود سیاسی اعتبار سے مسلمانوں کی کوئی باقاعدہ سیاسی جماعت یا فرانسیسی ایوان (French Parliament) میں نمائندگی نہیں![1]۔

مسلمانوں کو سیاسی عمل سے دُور رکھنے کے اوچھے ہتھکنڈے

جانِ برادر! دنیا بھر میں مسلمانوں کو سیاست سے دُور رکھنے کی مسلسل کوششیں کی جارہی ہیں؛ تاکہ مسلم سیاسی قیادت نہ اُبھر سکے، اور وہ اپنے ہی مسائل میں اُلجھے رہیں، یہی وجہ ہے کہ کبھی ان میں تفرقہ بازی کو ہوادی جاتی ہے، تو کبھی ان کی

(1)https://www.bbc.com/urdu/regional/story/2005/11/printable/051113_analysis_frace

قائدانہ صلاحیتوں پر سوال اٹھائے جاتے ہیں، کبھی انہیں تنگ نظر قرار دیا جاتا ہے تو کبھی قدامت پرست ہونے کا اِلزام لگایا جاتا ہے، کبھی ان کی دیانتداری کو مشکوک بنایا جاتا ہے، تو کبھی دجّالی میڈیا کے ذریعے کردارکشی کی مذموم کوشش کی جاتی ہے، اور اگر ان کے ہاتھ کچھ نہ لگے، تو "عورت مارچ" اور کبھی فلم "زندگی تماشہ" جیسے متنازعہ مسائل (Controversial Issues) کو نمایاں (Highlight) کر دیا جاتا ہے، اور اگر اس سے بھی مطلوبہ مقاصد پورے نہ ہوں، تو (معاذاللہ) مصطفی جانِ رحمت ﷺ کے گستاخانہ خاکوں کی صورت میں ساری دنیا کے مسلمانوں کے سینے چھلنی کیے جاتے ہیں، دنیا بھر کے کروڑوں مسلمان بے بسی کی تصویر بنے اپنے اپنے ممالک میں احتجاج کرتے ہیں، اپنے حکمرانوں سے یورپی مصنوعات (European Products) کے بائیکاٹ کرنے (Boycott) اور سفیروں (Ambassadors) کی بے دخلی کا مُطالبہ کرتے ہیں، لیکن لادِینیت (Secularism) کے حامی یہ نام نہاد مسلم حکمران ٹَس سے مَس نہیں ہوتے، سرکاری سطح پر احتجاج کرنے کے بجائے اپنے ہی بے گناہ لوگوں کو مارتے پیٹتے، تشدّد کا نشانہ بناتے، اور ان پر گولیاں چلاتے ہیں، اپنے ہی علماء کو ہتھکڑیاں لگا کر جیلوں میں قید کرتے ہیں، ان پر جھوٹے مقدّمات قائم کرکے انہیں کالعدم قرار دیتے ہیں، انہیں سیاسی عمل سے دُور کرتے ہیں، اور ان سب کاروائیوں کے پیچھے ان کا مقصودِ اصلی اپنے یورپی آقاؤں کی رضا و خوشنودی کا حُصول، اور دجّالی مشن سے اپنی وفاداری کا ثبوت ہوتا ہے!۔

پاکستان میں مذہبی سیاسی جماعتوں کو دَرپیش مشکلات

میرے عزیز دوستو، بھائیو اور بزرگو! وطنِ عزیز پاکستان کو ہی لے لیجیے، یہ ملک اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا، ملکی آئین میں بھی اس کا نام "اسلامی جُمہوریہ

پاکستان" (Islamic Republic of Pakistan) ہے، اور آئینِ پاکستان (Constitution of Pakistan) میں یہ بات بھی واضح طَور پر مذکور ہے کہ "ایسا کوئی قانون وضع نہیں کیا جائے گا جو (قرآنِ پاک اور سنّتِ مصطفیٰ ﷺ کے) اَحکام کے مُنافی ہو"[1]، اس کے باوُجود اسلام کے نام لیواؤں کے ساتھ اقلیتوں سے بھی بدتر سُلوک کسی سے ڈھکی چھپی بات نہیں، ملک کے مقتدَر حلقے، ایوان (Parliament)، سینیٹ (Senate)، عدالتِ عالیہ (Supreme Court)، اور ملکی ذرائعِ اِبلاغ تقریبًا سب کے سب (ما سوائے چند ایک کے) لادِینیت (Secularism) کے حامی ہیں، اور ان کی پوری کوشش ہے کہ پاکستان کے قانون کو بھی سیکولر بنا دیا جائے، جس کے لیے شیطانی منصوبہ بندی کے ذریعے آئے دن نئے نئے غیر شرعی قوانین بنائے جا رہے ہیں۔ انہیں ملکی سیاست میں علمائے دین یا مذہبی رَہنماؤں کا عمل دخل ایک آنکھ نہیں بھاتا، وہ سیاست یا کسی اَور موضوع پر مبنی پروگراموں (Talk Shows) میں بیٹھ کر یہ بے بنیاد پروپیگنڈہ کرتے نہیں تھکتے، کہ مذہب کا سیاست سے کوئی تعلق نہیں، یہ مولوی حضرات مذہب کارڈ استعمال کرتے ہیں، لوگوں کے مذہبی جذبات سے کھیلتے ہیں، اپنی سیاست چمکانے اور دُنیاوی مال ودَولت بنانے کے لیے مذہب کو سیاست میں استعمال کرتے ہیں... وغیرہ وغیرہ۔

میرے محترم بھائیو! ان لادِینی سیاستدانوں اور صحافیوں کی باتوں میں ہرگز نہ آئیں، یہ بھی مسلمانوں کے حقیقی نمائندوں کے سیاسی استحصال ہی کی ایک صورت ہیں،

---

(۱) "آئینِ پاکستان" حصّہ ۹، اسلامی اَحکام، شق ۲۲۷۔(۱)، صـ۱۴۵۔

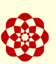
لہذا یہود ونصاریٰ کی اس عالمی سازش کو سمجھنے کی کوشش کریں، اور اپنے برائے نام مسلمان حکمرانوں، سیاستدانوں اور صحافیوں سے دھوکا نہ کھائیں، ان کے پروپیگنڈہ میں نہ آئیں، خود کو تقویٰ وپرہیز گاری کے خود ساختہ خول سے باہر نکالیں، کارِ سیاست میں بھرپور حصہ لیں، کہ یہ بھی ایک دینی فریضہ ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَ لَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ﴾[1] "یقیناً ہم نے زَبور میں نصیحت کے بعد لکھ دیا، کہ اس زمین کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے!"، لہذا حضور نبیٔ کریم ﷺ کے دِین کو تخت پر لانے کے لیے اپنے علمائے دین، اور نیک لوگوں کا بھرپور ساتھ دیں، اہلِ سنّت کا ووٹ بینک (Vote Bank) تقسیم ہونے سے بچائیں، اَخلاقی اور مالی اعتبار سے صحیح العقیدہ مذہبی سیاسی جماعتوں کے ساتھ بھرپور تعاوُن کریں، اور انتخابات کے عمل میں انہیں منتخب کریں؛ تاکہ حضور ﷺ کی عزّت وناموس کی حفاظت کے لیے آپ سے پہلے آپ کے حکمران میدانِ عمل میں ہوں، ملکِ عزیز میں کوئی توہینِ رسالت، توہینِ اہلِ بیت، یا توہینِ صحابہ کی ناپاک جسارت نہ کر سکے، سرکاری سطح پر توہین کرنے والے کسی یورپی ملک کے سفیر کو نکالنے کے لیے آپ کو بیسیوں عاشقانِ رسول کی جانوں کا نذرانہ پیش نہ کرنا پڑے، مسلمانوں کو اَقوامِ عالَم کے سامنے شرمندگی ورُسوائی کا سامنا نہ کرنا پڑے، بلکہ ہمارا حکمران کوئی ایسا نیک اور عاشقِ رسول شخص ہو، جو دنیا بھر میں بسنے والے مسلمانوں کی ترجمانی کا فریضہ انجام دے سکے!۔

---

(۱) پ ۱۷، الأنبياء: ۱۰۵.

دعا

اے اللہ ! مسلمانوں کو عالمی سطح پر سیاسی استحصال کا شکار ہونے سے بچا، ہمیں مذہبی سیاست کی اہمیت وضرورت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرما، اس میں حصہ لے کر قوم کی رَہبری ورَہنمائی کرنے کی سوچ عطا فرما، موجودہ سیاست کی مُنافقت کا شکار ہونے سے بچا، علماء، مشایخ اور قابل صلاحیت مسلمانوں کی صورت میں ہمیں نیک صالح اور شریعت کے پابند عادِل حکمران عطا فرما، ہمیں مذہب اور سیاست کے باہمی تعلّق کو سمجھنے کی توفیق عطا فرما، دجّالی میڈیا کے پروپیگنڈہ کا شکار ہوکر اپنے علماء پر تنقید کرنے سے بچا، اور جو لوگ سیاست سے کنارہ کَش ہوکر بیٹھے ہیں، انہیں اس کے باعث ہونے والے نقصان سے آگاہی عطا فرما!، آمین یاربّ العالمین !۔



امیر المجاہدین علّامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ان کے اَفکار

(جمعۃ المبارک ۲۲ ربیع الآخر ۱۴۴۴ھ - ۱۸/۱۱/۲۰۲۲ء)

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلِهِ وصحبِهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ باللهِ مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسم الله الرّحمٰنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافِعِ یومِ نشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

برادرانِ اسلام! مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عاشقِ صادِق، پاسبانِ ختمِ نبوّت، مُحافظِ ناموسِ رسالت، قائدِ ملّتِ اسلامیہ، امیر المجاہدین، شیخ الحدیث حضرت علّامہ حافظ خادم حسین رضوی نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ذات کسی تعارُف کی محتاج نہیں، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ہمہ گیر شخصیت کئی زاویوں سے بےنظیر وبے مثال ہے، آپ قدّس سرّہ نے پوری زندگی شریعتِ محمدیّہ کی پیَروی اور سنّتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ترویج واِشاعت میں بسر کی، بلاشبہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پندرہویں صدی ہجری کے امامِ انقلاب، امامِ غیرت وحَمیت، محدِّث، اور مُحافظِ ناموسِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اُمّتِ مسلمہ کی بیداری سمیت متعدّد تجدیدی کارہائے نمایاں انجام دیے، اور اسلام مخالف فتنوں کے خلاف عَلَمِ جہاد بلند فرمایا!۔

ولادتِ باسعادت

علّامہ خادم حسین رضوی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادتِ باسعادت ۳ ربیع الاوّل ۱۳۸۶ھ/۲۲ جون ۱۹۶۶ء کو "نکہ کلاں" ضلع اٹک میں ہوئی، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والدِ محترم کا نام لعل خان اعوان ہے، آپ کی چار ۴ بہنیں اور ایک بڑا بھائی ہے، بڑے بھائی کا نام امیر حسین رضوی ہے۔

تعلیم وتربیت

عزیزانِ محترم! علّامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ہوش سنبھالتے ہی گھر میں دینی ماحول دیکھا! لہٰذا دین کی طرف آپ کا رجحان ایک فطری اَمر تھا، یہی وجہ ہے کہ دنیاوی تعلیم کے طور پر آپ نے اسکول میں صرف چار ۴ جماعتیں پڑھیں، اس کے بعد حفظِ قرآنِ کریم کی طرف مائل ہوئے۔ جس وقت آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حفظِ قرآنِ کریم کی غرض سے ضلع جہلم کی طرف رختِ سفر باندھا، تب آپ کی عمر صرف آٹھ ۸ برس تھی۔

جُون ۱۹۷۴ء میں اٹک سے جہلم تشریف لائے، اور مدرسہ "جامعہ غوثیہ اِشاعت العلوم" میں قاری غلام یاسین صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حفظِ قرآنِ کریم کا آغاز کیا۔ ابتدائی بارہ ۱۲ پارے اسی مدرسہ میں حفظ کیے، اس کے بعد آخری اٹھارہ ۱۸ پارے مشین محلّہ نمبر ۱ کے "دار العلوم" میں حفظ کیے، جس وقت آپ نے حفظِ قرآنِ کریم کی تکمیل کی، تب آپ کی عمر بارہ ۱۲ برس تھی۔

بعد اَزاں شوّال ۱۳۹۹ھ/ستمبر ۱۹۷۹ء میں قراءَت کورس کے سلسلہ میں جہلم سے دینہ (ضلع جہلم) تشریف لے گئے، وہاں "جامعہ رضویہ احسن القرآن" میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تقریبًا ایک سالہ قراءَت کورس مکمل کیا، اور شعبان ۱۴۰۰ھ/جون

۱۹۸۰ء میں فراغت پائی۔ ۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء میں صرف پندرہ ۱۵ سال کی عمر میں عالمِ دِین بننے کی غرض سے "جامع مسجد وزیر خان" لاہور میں "قاری منظور حسین صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ" کی خدمت میں حاضر ہوئے، انہوں نے آپ کو اہلِ سنّت کی شہرۂ آفاق دینی درسگاہ "جامعہ نظامیہ لاہور" میں داخل کرادیا، جامعہ کے تعلیمی ریکارڈ (Educational Record) کے مطابق داخلے کی مصدّقہ تاریخ ۱۲ ستمبر ۱۹۸۱ء بروز ہفتہ ہے، علّامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وہاں آٹھ ۸ سالہ درسِ نظامی (عالم کورس) مکمل کیا۔ شعبان ۱۴۰۸ھ/مارچ ۱۹۸۸ء میں ۲۲ سال کی عمر میں آپ کا دورۂ حدیث شریف مکمل ہوا، تب آپ کو دستارِ فضیلت عطا کی گئی[۱]۔

اساتذۂ کرام

حضرت علّامہ خادم حسین رضوی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جن اکابر علمائے اہلِ سنّت اور اساتذۂ کرام سے اکتسابِ فیض کیا، ان میں سے بعض کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

(۱) ملک المدرّسین علّامہ مفتی عطا محمد بندیالوی، (۲) استاذ الاساتذہ مفتیٔ اعظم پاکستان محمد عبد القیوم ہزاروی، (۳) شیخ الحدیث مفتی محمد عبد اللطیف نقشبندی، (۴) استاذ العلماء علّامہ محمد رشید نقشبندی کشمیری، (۵) شرفِ ملّت علّامہ عبد الحکیم شرف قادری، (٦) استاذ العلماء علّامہ حافظ عبد الستار سعیدی، (۷) محققِ اہلِ سنّت علّامہ محمد صدّیق ہزاروی۔

(۱) دیکھیے: "ماہنامہ النظامیہ "امیر المجاہدین نمبر، حیاتِ امیر المجاہدین پر ایک نظر، ص۱۵۔

درس وتدریس

حضراتِ گرامی قدر! شیخ الحدیث حضرت علّامہ مولانا خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شوّال المکرّم ۱۴۱۰ھ/۱۹۹۰ء میں "جامعہ نظامیہ رضویہ" لاہور سے تدریس کی صورت میں، اپنی عملی زندگی کا آغاز فرمایا، اور بہت جلد اپنی تدریسی قابلیت اور خوش مزاجی کی بنا پر طلباء میں خوب مقبول ہو گئے۔

علّامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے "جامعہ نظامیہ رضویہ" لاہور میں تقریبًا ۲۵ سال تک تدریس فرمائی، ۱۹۹۰ء سے لے کر ۲۰۰۶ء تک ہزاروں طلباء کو "علم الصَرف" (عربی گرامر) میں ماہر بنایا۔ آپ نے ۲۰۰۷ء سے ۲۰۱۵ء تک بطورِ شیخ الحدیث "سننِ ابی داؤد"، "سننِ نَسائی"، "سننِ ابنِ ماجہ" اور "آثار السنن" جیسی عظیم کتبِ حدیث کا باقاعدہ درس دیا۔ "جامعہ نظامیہ لاہور" کے سابقہ سالانہ نظام الاوقات (Time Table) میں بطورِ شیخ الحدیث آپ کا اسمِ گرامی آج بھی موجود ہے۔

انتہائی محتاط اندازے کے مطابق زمانۂ تدریس کے آخری ۹ سالوں میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے صرف دورۂ حدیث شریف پڑھنے والے علماء کی تعداد **پندرہ سو ۱۵۰۰** سے زائد ہے، جبکہ تدریس کے ابتدائی ۱۶ سالوں میں آپ سے "علم الصَرف" (عربی گرامر) پڑھنے والے ہزاروں طلبہ کا تو شمار ہی نہیں!۔

چند مشہور تلامذہ

عزیزانِ مَن! شیخ الحدیث علّامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہزاروں شاگرد علماء میں سے چند کے اسمائے گرامی حسبِ ذیل ہیں:

(۱) حضرت مولانا شریف بلوچ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (گڑھی خیرو، سندھ)، (۲) مولانا غلام مصطفی شاہ صاحب (استادِ جامعہ نظامیہ، شیخوپورہ)، (۳) مولانا غلام غوث بغدادی (امیرِ سندھ، تحریک لبیک پاکستان)، (۴) ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی (ابوظبی)، (۵) مولانا احمد رضا سیالوی (استاد جامعہ نظامیہ لاہور)، (۶) صاحبزادہ علّامہ غلام مرتضی ہزاروی (مہتمم جامعہ نظامیہ شیخوپورہ)، (۷) مولانا مفتی محمد عبد اللطیف چشتی (خطیبِ بیلجیم)، (۸) مولانا محمد انوار الرسول مرتضائی (مرکزی صدر مجلس علمائے نظامیہ پاکستان)، (۹) مولانا مظہر حسین چشتی (خطیبِ مسجدِ خضری، گلاسکو، اسکاٹ لینڈ)، (۱۰) مولانا مفتی محمد طاہر تبسم قادری، لاہور، (۱۱) مولانا لیاقت حسین اظہری، کراچی، (۱۲) مولانا مفتی محمد آصف عبداللہ قادری، کراچی، (۱۳) مولانا سجاد رضوی، چیئرمین الفیض ٹرسٹ، یوکے، (۱۴) مولانا قاضی سعید الرحمن قادری (UK)۔

علاوہ ازیں جامعہ نظامیہ شیخوپورہ کے کم وبیش تمام اساتذۂ کرام کو بھی، قبلہ شیخ الحدیث حضرت علّامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے شرفِ تلمّذ حاصل ہے۔

بیعت واِرادت

پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، واقفِ رُموزِ حقیقت، حضرت علّامہ مولانا خادم حسین رضوی نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رُوحانی طور پر "سلسلۂ نقشبند" میں، الحاج خواجہ محمد عبدالواحد صدّیقی مجدّدی نقشبندی، المعروف "حاجی پیر صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ" (جہلم پاکستان) سے مرید تھے، یہ ایک مشہور صوفی بزرگ جناب قاضی محمد صادِق صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ المعروف "خواجۂ عالَم" (گُلھار شریف کوٹلی آزاد کشمیر) کے بڑے صاحبزادے ہیں[۱]۔

(۱) دیکھیے: خادم حسین رضوی آزاد دائرۃ المعارف، وکیپیڈیا۔

اجازت وخلافت

حضراتِ ذی وقار! امامِ غیرت وحَمیت، علّامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ناقابلِ فراموش دینی خدمات کے پیشِ نظر، نبّاضِ قوم حضرت علّامہ "مفتی ابو داؤد محمد صادق قادری رضوی صاحب" (گوجرانوالہ پاکستان)، اور نبیرۂ اعلی حضرت، حضور تاج الشریعہ "مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری" (بریلی شریف انڈیا) رحمۃ اللہ علیہما جیسی عظیم ہستیوں نے، انہیں سلسلۂ "عالیہ قادریہ رضویہ" کی عظیم الشان اِجازت وخلافت سے بھی نوازا، لیکن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عام پیروں کی طرح آستانہ بنا کر مرید بنانے، اور نذرانے وصول کرنے کے بجائے، عزیمت کا پُرخار راستہ اختیار فرمایا، اور ناموسِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خاطر عملی طور پر جدوجہد کو ترجیح دی۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مروّجہ پیری مریدی میں پائی جانے والی خُرافات کے بہت بڑے ناقدرہے، اور ہمیشہ پیرانِ عظام کو یہ دعوتِ فکر دیتے رہے کہ "گدیاں چھوڑ کر آستانوں سے باہر نکلو، حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ناموس پر پہرہ دو، عقیدۂ ختمِ نبوّت کے تحفظ کو یقینی بناؤ، اگر دین کو واقعی تخت پر لانا چاہتے ہو تو دعاؤں کے ساتھ ساتھ میدانِ عمل میں بھی آؤ، اپنے اپنے مریدین میں مصطفی جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزّت وناموس کی خاطر مر مٹنے کا جذبہ پیدا کرو، اور اس عظیم مقصد کی خاطر سب سے پہلے خود اپنے آپ کو پیش کرو!"۔

اَزواج واَولاد

جانِ برادر! علّامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے والدین کی مرضی سے شادی کی، آپ کے والدِ محترم جناب "لعل خان اعوان" نے اپنے چھوٹے بھائی کی بیٹی سے آپ کا رشتہ طے کیا، ۱۹۹۳ء میں محکمۂ اوقاف پنجاب میں بطورِ خطیب

ملازمت کے بعد یہ شادی انجام پائی۔ امیر المجاہدین علّامہ حافظ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی سعادتمند اَولاد میں دو ۲ بیٹے اور چار ۴ بیٹیاں ہیں، بیٹوں کے نام یہ ہیں:

(۱) حافظ مولانا محمد سعد حسین رضوی صاحب (مرکزی امیر تحریک لبیک پاکستان)۔

(۲) مولانا محمد انَس حسین رضوی صاحب۔

علّامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اپنے دونوں بیٹوں کی تربیت اسلامی تعلیمات کے مطابق فرمائی، دونوں بیٹے حافظِ قرآن، صوم وصلاۃ کے پابند، باشرع وباعمل ہیں۔ بڑے صاحبزادے مولانا محمد سعد حسین رضوی، درسِ نظامی (عالم کورس) کی تکمیل کر کے دستارِ فضیلت حاصل کر چکے ہیں، اور اپنے والدِ گرامی کے مشن "تحفظِ ناموسِ رسالت" کو جاری رکھے ہوئے ہیں، جبکہ چھوٹے بیٹے مولانا محمد انَس حسین رضوی بھی گزشتہ سال ۲۰۲۱ء میں "جامعہ نعمانیہ" لاہور سے درسِ نظامی کی تکمیل کر کے دستارِ فضیلت حاصل کر چکے ہیں، اور اپنے والدِ گرامی کے مشن پر گامزن ہیں۔

یادگارِ تصنیفات

میرے محترم بھائیو! شیخ الحدیث حضرت علّامہ مولانا حافظ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا زیادہ تر وقت تدریس اور خطابت میں گزرا، جس کے باعث آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو تحریر وتصنیف کے لیے بہت کم وقت میسّر آیا، اس کے باوُجود قبلہ امیر المجاہدین نے تین ۳ یادگار تصنیفیں چھوڑیں:

(۱) تیسیر ابواب الصَّرف (۶۸۰ صفحات)

(۲) تعلیلاتِ خادمیہ (۶۷۷ صفحات)

اس کتاب کے بارے میں امام الصَرف علّامہ خادم حسین رضوی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک ٹی وی انٹرویو (TV Interview) میں ارشاد فرمایا کہ "تعلیلاتِ خادمیہ" جیسی کتاب، گزشتہ چودہ سو ۱۴۰۰ سالوں میں نہیں لکھی گئی"[۱]۔

(۳) فقیہِ اسلام امام احمد رضا خان بریلوی بحیثیت مرجع العلماء (۳۱ صفحات)[۲]۔

مختلف زبانوں پر عبور

حضراتِ گرامی قدر! شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علّامہ خادم حسین رضوی کی مادری زبان پنجابی تھی، تاہم انہیں وطنِ عزیز کی قومی زبان اُردو کے علاوہ عربی اور فارسی پر بھی مکمل عبور حاصل تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جوش اور وَلوَلے سے بھرپور تقاریر ان چاروں زبانوں کے حسینِ امتزاج پر مشتمل ہوا کرتیں، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جہاں پنجابی زبان میں اپنے منفرِد اور جلالی انداز میں عظمتِ اسلام کا ذکر کرتے، وہیں اپنے مَوقِف کی تائید میں آیاتِ قرآنیہ اور عربی احادیث بھی پڑھ کر سنایا کرتے، اور ساتھ ہی ساتھ امام بوصیری، شیخ سعدی، امامِ اہلِ سنّت اعلیٰ حضرت بریلوی، اور قلندرِ لاہوری ڈاکٹر اقبال رحمۃ اللہ علیہم کے عربی، فارسی اور اردو اَشعار کے ذریعے، ایک سماں باندھ دیا کرتے، اور اپنے سامعین کے جوش وجذبے میں اتنی کڑکتی بجلیاں بھر دیتے، اور اُن کے لہو کو اس قدر گرما دیتے، کہ ہر طرف سے یہی صدائیں بلند ہونے لگتیں ع

---

(۱) دیکھیے: "قائدِ ملّتِ اِسلامیہ علّامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ" تصنیفات، ص۳۵، ۳۶۔

(۲) ایضاً، ص۳۶۔

دیکھو دیکھو کون آیا؟ محمدِ عربی کا دین آیا
عزّت لایا، عظمت لایا، امن سکون محبت لایا!

تاجدارِ ختمِ نبوّت زندہ باد، زندہ باد
لبیک! لبیک! لبیک یارسولَ اللّٰہ!

مضبوط قوّتِ حافظہ

حضراتِ محترم! شیخ الحدیث علّامہ حافظ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہت قوی یاداشت کی حامل شخصیت تھے، آپ کو قرآنِ پاک بہت اچھی طرح یاد تھا، قرآنِ پاک کے تمام صیغے "الحمد شریف" سے "والناس" تک آپ کو اَزبر تھے(۱)۔ حفظِ قرآن اس قدر پختہ تھا کہ ایک بار تحدیثِ نعمت کے طور پر بیان کرتے ہوئے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ "اگر میں چاہوں تو ایک رکعت میں سارا قرآنِ پاک زبانی پڑھ سکتا ہوں"۔ صرف یہی نہیں بلکہ ایک بار تو رمضان شریف کے مبارک ایام میں، پورا قرآنِ پاک صرف ایک دن میں ختم فرمایا۔ اسی طرح "فتاوی رضویہ شریف" کا خطبہ، امامِ اہلِ سنّت سیّدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور قلندرِ لاہوری ڈاکٹر اقبال کے سینکڑوں اَشعار بھی آپ کو مع شرح زبانی یاد تھے۔

وَلولہ انگیز اور مؤثر اندازِ خطابت

رفیقانِ ملّتِ اِسلامیہ! قائدِ ملّتِ اسلامیہ حضرت علّامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے مُدلل، مؤثر اور وَلولہ انگیز اندازِ خطابت کے سبب دنیا بھر میں معروف

(۱) دیکھیے: https://www.youtube.com/watch?v=R_-dvH-8gJI.

و مقبول تھے، حضرت کی تقاریر مسلمانوں کے ساتھ ساتھ دیگر مذاہب کے لوگ بھی سنا کرتے، تقریر کی زبان اکثر پنجابی ہوا کرتی، مگر اس میں عربی، فارسی اور اُردو ادب کا بھی حسین ترین اِمتزاج ہوا کرتا۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تادمِ حیات تحفظِ **"عقیدۂ ختمِ نبوّت"** اور **"ناموسِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم"** کے مُعاملے میں اٹل اور اُصولی مَوقِف اپنائے رکھا، تقاضائے ایمانی کے سبب گستاخانِ رسول اور ان کے سہولت کاروں کے لیے، آپ کسی قسم کی رعایت کے ہرگز رَوادار نہیں تھے، جبکہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غلاموں کے ساتھ حضرت کا رویہ انتہائی مُشفِقانہ اور عاجزانہ ہوا کرتا تھا۔

ناموسِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر مسلسل حملوں کے باعث، علّامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تقریروں میں تمام مسلمانوں کے جذبات کی ترجمانی کرتے ہوئے، عالَمِ کفر اور حکمرانوں کی مغرب نوازی پر کڑی تنقید فرمایا کرتے، قبلہ امیر المجاہدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہی عادتِ مبارکہ ہمارے حکمرانوں، لادِینیوں (Liberals)، موم بتی مافیا اور یہود و نصاریٰ کو ایک آنکھ نہ بھاتی۔ حکومتی ہدایات پر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نشریات پر مسلسل بندش (Media Blackout) کی گئی، "گیرٹ ویلڈرز" (Geert Wilders) جیسے گستاخانِ رسول اور انڈین میڈیا جیسے وطن دشمن عناصر، حضرت کو عالَمی سطح پر ایک انتہا پسند اور شدّت پسند مذہبی رَہنما کے طور پر پیش کیا کرتے تھے۔

قبلہ امیر المجاہدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ساری زندگی اپنی ذات پر کیے جانے والے اعتراضات، اور بے بنیاد منفی تأثر کو زائل کرنے کی کوئی کوشش نہیں فرمائی، **"عقیدۂ ختمِ نبوّت"** اور **"تحفظِ ناموسِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم"** کا مسئلہ ہمیشہ حضرت کی

اوّلین ترجیح رہا، حضرت نے تقریبًا اپنی ہر تقریر میں اسی موضوع پر بات کی، اور اس کی اَہمیت کو اُجاگر کرنے کے لیے مسلسل کوشش کرتے رہے۔ نتیجۃً آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مؤثر اندازِ خطابت نے لاکھوں نوجوانوں کی زندگیاں بدل کر رکھ دیں، جو لوگ کَل تک غیروں کے گُن گاتے تھے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اُن کی زبانوں پر "لبیک یا رسولَ اللہ" کا نعرہ جاری کرا دیا، جو لوگ شیطان کے چنگل میں پھنسے ہوئے تھے، انہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ناموس کا پہرے دار بنا دیا۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مؤثر تقریریں حرارتِ ایمانی کا سبب ہوا کرتیں، لہذا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وَلوَلہ انگیز اور جوش وجذبہ سے بھرپور آواز کو خاموش کرانے کے لیے، وقت کے فرعونوں نے ہر ممکن کوششیں کی، مہینوں آپ کو جیل میں قید رکھا، اَذیتیں دیں، ڈرایا دھمکایا، آپ پر دہشتگردی سمیت سینکڑوں مقدّمات قائم کیے، مگر اللہ کی توفیق سے آپ کے پایۂ استقلال واستقامت میں کوئی تزلزُل نہیں آیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہمیشہ ہر میدان میں سُرخرو ہو کر مزید آگے نکلتے رہے، اور زندگی کی آخری سانس تک حق بیان کرتے رہے، ؎

گرچہ معذور تھا پھر بھی لڑتا رہا

بابا خادِم کی ہمت پے لاکھوں سلام![1]

اِقبالیات میں مہارت

علّامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو قلندرِ لاہوری علّامہ اقبال علیہ الرحمۃ کے کلام پر اس قدر عبور حاصل تھا، کہ بڑے سے بڑا ماہرِ اقبالیات بھی ان کے آگے طفلِ

---

(۱) دیکھیے: "قائدِ ملّتِ اِسلامیہ علّامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ" باب ۴ منظوم مناقب، ص۲۱۵۔

مکتب دکھائی دیتا ہے۔ آپ نے ڈاکٹر اقبال کی شاعری کے ذریعے مسلمانوں کے قُلوب واَذہان میں، اقبال کے فلسفہ خودی کو اُجاگر کر دیا، بلکہ اگر یوں کہا جائے تو ہرگز مُبالغہ نہ ہوگا کہ "کلامِ اقبال پڑھنے کا حقیقی معنی میں اگر کسی نے حق ادا کیا ہے، تو وہ علّامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ذات ہے"۔

والدین کی فرمانبرداری

علّامہ خادم حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہزاروں علماء کے استاد، پاکستان کی تیسری بڑی سیاسی جماعت کے امیر ہونے کے باوُجود، اپنے والدین کے انتہائی فرمانبردار بیٹے تھے، آپ نے ہمیشہ اپنے کارکنان کو بھی یہی تربیت دی، کہ والدین کی نافرمانی ہرگز نہ کرنا، ہمیشہ ان کے فرمانبردار بن کر رہنا؛ کہ فلاح، کامیابی اور کامرانی کا حقیقی ذریعہ ان کی ذات ہے!۔

عاجزی وانکساری کے پیکر

امیر المجاہدین علّامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک سخت گیر عالمِ دین کے طور پر زیادہ مشہور ہوئے، لیکن آپ کی سختی اور آپ کا جلال صرف ختمِ نبوّت اور ناموسِ رسالت کے منکِروں کی حد تک تھا، جن لوگوں نے آپ کی ذاتِ مبارکہ کا قریب سے مشاہدہ کیا ہے، وہ اس بات کا برملا اعتراف کرتے ہیں، کہ قبلہ امیر المجاہدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عاجزی وانکساری کے پیکر تھے، اتنی بڑی تحریک کا سربراہ ہونے کے باوُجود، کبھی آپ کے انداز اور گفتار میں غرور وتکبّر نہیں دیکھا گیا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جلسے جلوسوں میں اپنے نام کا نعرہ کبھی نہیں لگنے دیا۔

رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت اور وفاداری

برادرانِ اِسلام! امامِ غیرت وحَمیت، عاشقِ صادق، شیخ الحدیث حضرت علّامہ

خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ، مصطفی جانِ رحمت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ایک سچے عاشق تھے، حضرت نے اپنی ساری زندگی محبتِ رسول کے سمندر میں غوطہ زَن ہوکر گزاری، آپ علیہ الرحمۃ کی ہر تقریر عشقِ رسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے عبارت ہوا کرتی، آپ فرماتے کہ "عشقِ رسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مجھے اپنی ماں کی گود سے ملا ہے، میری والدہ اٹھتے بیٹھتے ہر بات پر "صدقے یارسولَ اللہ" کہا کرتیں، ان کا یہ جملہ میرے لاشُعور میں بس گیا"[1]۔

حضرت علّامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرمایا کرتے کہ "ہمیں یہ جسم مصطفی جانِ رحمت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس پر قربان کرنے کے لیے دیا گیا ہے، جب ہمارا مرنا برحق ہے، توپھر بندہ کیوں نہ نامِ مصطفی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر جان قربان کر کے عزّت سے مرے"۔

میرے محترم بھائیو! انصاف پسند مؤرّخ ضرور لکھے گا، کہ ہر مکتبۂ فکر اور جماعت سے تعلّق رکھنے والے علماء نے، نظریاتی اختلاف کے باوُجود بھی، حضرت کے جذبۂ عشقِ رسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی صداقت کا برسرِ منبر اعتراف کیا، یہاں تک کہ الیکٹرانک میڈیا (Electronic Media) اور پرنٹ میڈیا (Print Media) سے تعلق رکھنے والے صحافیوں اور تجزیہ نگاروں سمیت، علّامہ رضوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے تمام سیاسی مخالفین بھی یہ کہنے پر مجبور ہوگئے، کہ ہمارا اختلاف اپنی جگہ لیکن علّامہ خادم حسین رضوی کی رسولِ کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے محبت اور وفاداری، ہر شک وشبہ سے بالاتر ہے!۔

مُشاجَراتِ صحابہ سے متعلق امیر المجاہدین رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا مَوقِف

عزیزانِ محترم! امیر المجاہدین شیخ الحدیث علّامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ، مُشاجَراتِ صحابہ پر رائے زنی کے ہرگز قائل نہیں تھے، اس حوالے سے آپ علیہ الرحمۃ

---

(۱) "ماہنامہ النظامیہ "امیر المجاہدین نمبر، امیر المجاہدین کی سوانحِ زندگانی انہی کی زبانی، ص۲۸۔

ارشاد فرماتے ہیں کہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم اللہ تعالی کے محبوب اور حضورِ اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے فیض یافتہ لوگ ہیں، ان کے مُعاملات ان کے پاس، ہمیں کس نے قاضی بنایا ہے کہ ہم اُن کے درمیان فیصلہ کریں "آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضی -کرّم اللہ تعالی وجہہ- اور سیّدنا امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کے مابین ہونے والے مُعاملات سے متعلق امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالی علیہ فاضلِ بریلی کا یہ جملہ پڑھا کرتے: **"حق بدست حیدرِ کرّار، مگر مُعاویہ بھی ہمارے سردار، طعن اُن پر بھی کارِ فجار"**۔ امیر المجاہدین نے حُبِ علی رضی اللہ تعالی عنہ کی آڑ میں، کبھی کسی بھی صحابی رضی اللہ تعالی عنہ پر زبان درازی کو گوارا نہ کیا! جب بعض لوگوں نے سیّدنا امیر مُعاویہ اور سیّدنا ابوسفیان رضی اللہ تعالی عنہما کے مُعاملے میں اپنے بُغضِ باطن کو ظاہر کیا، تو قبلہ امیر المجاہدین رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے اس پر انتہائی سخت ردِ عمل کا اظہار فرمایا[1]۔

امامِ اہلِ سنّت سے عقیدت ومحبت اور رضوی نسبت

حضراتِ گرامی قدر! علّامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے انتہائی عقیدت ومحبت رکھتے تھے، اور محبت کا یہ رشتہ زندگی بھر قائم ودائم رہا، بلکہ یوں کہیے کہ "ہر گزرتے وقت کے ساتھ اس رشتے کی شدّت وقوّت میں اضافہ ہوتا رہا، اور عقیدت کی ڈور مضبوط سے مضبوط تر ہوتی چلی گئی"۔

امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے عقیدت ومحبت کا یہ رشتہ، جب **"حدائقِ بخشش"** کے مُطالعہ سے شروع ہوکر **"فتاوی رضویہ"** تک پہنچا، تو رضویت کے بحرِ بے کراں میں مستغرق ہوکر رہ گئے، جب رسولِ اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی سچی

---

(۱) "ماہنامہ النظامیہ "امیر المجاہدین نمبر، جانے والے تیرے قدموں کے نشاں باقی ہیں، ص۱۱۱۔

محبت اور عشق کے مزید مَظاہر دیکھیے تو "رضوی" نسبت کو، نہ صرف اپنے نام کا حصہ بنا لیا، بلکہ اپنے قول وفعل سے خود کو ایک پکّا سچا رضوی ثابت بھی کیا، اور پھر ساری دنیا نے دیکھ لیا کہ ایک حقیقی "رضوی شیر" کی آن بان شان کیسی ہوتی ہے! ساری دنیا گواہ ہے کہ اس رضوی شیر کی ایک للکار سے عالَمِ کفر پر لرزا طاری ہوا کرتا، یہ وہ "کِلکِ رضا" تھا جس کے کاری وار سے بچنے کے لیے گستاخانِ رسول کو اپنی جان کے لالے پڑ جاتے، وہ گستاخانہ خاکوں جیسی شر انگیزی اور فساد کو بُھول کر اپنی خیر مناتے پھرتے ؏

کِلکِ رضا ہے خنجرِ خونخوار برق بار

اَعداء سے کہہ دو خیر منائیں، نہ شر کریں![1]

علّامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اگرچہ نقشبندی سلسلۂ طریقت میں مرید تھے، لیکن انہوں نے "عقیدۂ ختمِ نبوّت" اور "ناموسِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم" پر پہرہ دے کر، عملی طور پر یہ ثابت کر دکھایا کہ "رضویت صرف کسی سلسلۂ طریقت کا نام نہیں، بلکہ غیرت وحَمیت اور ایک نظریے کا نام ہے"۔

علّامہ رضوی کی وطنِ عزیز پاکستان سے محبت

میرے محترم بھائیو! علّامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے وطنِ عزیز پاکستان سے بے حد محبت رکھتے تھے، اکثر وبیشتر نوجوان نسل کو دو۲ قومی نظریہ کے بارے میں آگاہی دیتے ہوئے فرمایا کرتے کہ "پاکستان جن مقاصد کے لیے بنا ہے اُن مقاصد کو سنا کریں"[2]۔

---

(۱) "حدائقِ بخشش" "اہلِ صراط رُوحِ امیں کو خبر کریں"، صـ ۹۸۔

(۲) دیکھیے: https://www.youtube.com/watch?v=tjMbb1PQMHQ.

ایک ٹی وی چینل کو انٹرویو دیتے ہوئے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ "پاکستان جس مقصد کے لیے بنا، اس مقصد سے رُوگردانی کی وجہ سے حالات خراب ہوئے"[(۱)]۔

امیر المجاہدین کی نظر میں مسئلۂ کشمیر کا واحد حل

حضراتِ ذی وقار! مقبوضہ کشمیر دنیا کا وہ خطّہ ہے، جہاں بھارتی فوج کے ہاتھوں، گزشتہ تقریبًا ۷۳ برس سے بے گناہ کشمیری مسلمانوں کا قتلِ عام جاری ہے، آزادی جیسے بنیادی حق کا مُطالبہ کرتے کرتے، چار ۴ نسلیں اپنی جانیں قربان کر چکی ہیں، لیکن انسانی حقوق کی نام نہاد تنظیمیں اور اقوامِ متحدہ (United Nations) اس پر مجرِمانہ خاموشی اختیار کیے ہوئے ہیں، نیز اقوامِ عالَم کو بے خبر رکھنے کے لیے بینَ الاَقوامی میڈیا (International Media) کو وہاں جانے کی اجازت تک نہیں، پاکستانی حکومت بھی عملی اِقدامات کے بجائے پانچ ۵ فروری کو "یومِ کشمیر" (Kashmir Day) منا کر سمجھتی ہے کہ اِظہارِ یکجہتی کا حق ادا ہو گیا۔

امیر المجاہدین علّامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اکثر اوقات مسئلۂ کشمیر پر گفتگو کرکے، حکومت اور اَفواجِ پاکستان کو جھنجھوڑتے رہتے۔ کشمیری مسلمان مَردوں، عورتوں اور بچوں پر ہونے والے مَظالم، اور جانوروں سے زیادہ بدتر سُلوک پر اَقوامِ عالَم کی توجّہ مبذول کرا کے اِتمامِ حجت فرماتے رہتے، پون صدی گزر جانے کے باوُجود کوئی حل نہ نکلنے کے بعد، علّامہ خادم حسین رضوی کے نزدیک مسئلۂ کشمیر کا واحد حل اب جنگ ہے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حکمرانوں کو مخاطب کرکے ارشاد فرماتے کہ "کشمیر کا مسئلہ بات

---

(۱) دیکھیے: https://rizvimediaworld.com/bio-of-khr-by-yasir-arfaat /

چیت یا چوراہوں پر آدھا گھنٹہ کھڑے ہو کر احتجاج کرنے سے حل نہیں ہوگا! بلکہ یہ ایسے آزاد ہوگا جیسے مکّہ فتح ہوا، جیسے بدر فتح ہوا، آپ (حکمران) سرکاری ملازمین کو احتجاج کے لیے چوراہوں پر کھڑا کر دیتے ہیں، کیا ایسے کشمیر آزاد ہوگا؟!"[۱]۔

عظمتِ رفتہ کی بحالی

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! اتحادِ اُمّت کے داعی علّامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سوچ صرف محراب ومنبر تک محدود نہیں تھی، بلکہ بحیثیت مسلم رَہنما وہ ایک وسیع سوچ کے حامل قائد تھے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ہمیشہ اُمّتِ مسلمہ کے اجتماعی مفاد کی بات کی، اُن کی کھوئی ہوئی عظمتِ رفتہ کی بحالی پر بات کی، یہود ونصاری کے خلاف اتحادِ امّت کی اَہمیت پر زور دیا، آپ کو اپنی قوم میں سب سے زیادہ فکر مسلم نوجوانوں کی رہی؛ کیونکہ علّامہ خادم حسین رضوی اس بات کو خوب جانتے تھے، کہ قوم کا مستقبل نوجوانوں سے وابستہ ہے! لہذا وہ ہمیشہ انہیں فرنگی طور طریقوں سے بچنے، اور اپنے آباء واَجداد کے اسلامی اَفکار ونظریات کو اپنانے کی پُر زور ترغیب دیتے رہے، فرماتے ہیں کہ "جو قومیں دَورِ اِنحطاط میں اپنے افکار ونظریات پر سختی سے کاربند رہیں، ان کے دوبارہ عزّت ووقار حاصل کرنے، اور سربلند ہونے میں دیر نہیں لگتی، لیکن جو قومیں اپنے اَفکار ونظریات کو چھوڑ کر اَغیار کی نقّالی میں مصروف ہوجاتی ہیں، تباہی وبربادی ہمیشہ کے لیے اُن کا مقدّر بن جاتی ہے"[۲]۔

---

(۱) دیکھیے: https://www.youtube.com/watch?v=tjMbb1PQMHQ.

(۲) "تعلیلاتِ خادِمیہ" حرفِ آغاز، صـ۱۲۔

محراب و منبر سے وابستہ طبقے اور پیشہ وَر نعت خوانوں کی اِصلاح

میرے محترم بھائیو! قائدِ ملّتِ اسلامیہ علّامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تحفظِ ناموسِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ، اِصلاحِ مُعاشرہ پر بھی بھرپور توجّہ دی، اس حوالے سے انہوں نے کسی پہلو کو نظر انداز نہیں کیا، عوام الناس کے ساتھ ساتھ آپ نے محراب و منبر سے وابستہ طبقے کی بھی خوب اِصلاح فرمائی، امیرِ عزیمت علّامہ خادم حسین رضوی، مروّجہ پیری مریدی اور مروّجہ نعت خوانی کو بطورِ پیشہ اپنانے والوں، اور ان میں طرح طرح کی خُرافات متعارف کرانے والوں کے سخت خلاف تھے، وہ اپنے خطابات میں ان چیزوں کی بھرپور مذمّت فرمایا کرتے تھے۔

ایک موقع پر خطاب کرتے ہوئے قبلہ امیر المجاہدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ "آج ہمارے نعت خواں حضرات کہتے ہیں کہ "مدینے جاؤں تو لَوٹ کر واپس نہ آؤں" میں پوچھتا ہوں کہ جناب کیوں؟ آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے! یہاں واپس آکر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دین کا کام کون کرے گا؟! یہود و نصاریٰ کی آنکھوں میں آنکھیں کون ڈالے گا؟! تم لوگ قومِ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرح بنتے جا رہے ہو! حلوے تم لوگ کھاؤ! جیبیں تم لوگ بھرو! ہوائی جہاز کے ٹکٹس (Tickets) کا مطالبہ (Demand) تم کرو! اور دین کے لیے پتھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھائیں! آج کا (پیشہ وَر) مولوی تقریر کرکے (اپنی ساری ذمّہ داریوں سے) فارغ ہوجاتا ہے، نعت خواں نعت پڑھ کر (اپنی ساری ذمّہ داریوں سے) فارغ ہوجاتا ہے، (کتنے افسوس کی بات ہے کہ اگر) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اُمّتی پانچ ۵ نمازیں پڑھ کر یہ کہے کہ "میں نے دین کا کام کرلیا ہے"! نمازیں تم نے اپنے لیے پڑھیں! حج عمرے تم نے اپنے لیے کیے!

مال ودَولت اور جائیدادیں تم نے اپنے لیے بنائیں! یہ بتاؤ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی ناموس کی خاطر کونسا کام کیا ہے؟! اقبال کہتا ہے: ع

تھے تو آبا وہ تمہارے ہی، مگر تم کیا ہو

ہاتھ پر ہاتھ دھرے منتظرِ فردا ہو![1]

علمائے دین کو نصیحت اور حکمرانوں کو دعوتِ فکر

جانِ برادر! مجاہدِ ناموسِ رسالت علّامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ صرف پاکستانی عوام ہی نہیں، بلکہ پورے عالَمِ اسلام کے رَہنما (Leader) تھے، آپ اپنی تقریروں میں ساری دنیا کے مسلمانوں کو مخاطَب کرکے دعوتِ فکر دیتے، اور عوام کے ساتھ ساتھ خواص کی بھی اِصلاح فرمایا کرتے، ایک بار علمائے دین اور حکمرانوں کو نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ "علماء اپنی ذمّہ داری پوری کریں، ایک رشوَت لینے والا تھانیدار بھی اپنے تھانے کی بڑی حفاظت کرتا ہے، جب حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا دین تخت پر ہوتا ہے تو پھر (وہاں امیر المؤمنین) سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بھی پوچھا جاتا ہے کہ "یہ لمبا کُرتا کیسے بنایا؟!"۔ اسلام اتنا طاقتور ہے کہ وہ پانامہ لیکس (Panama Leaks) جیسی نَوبت آنے ہی نہیں دیتا! اسلام سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ جیسے عظیم حکمراں کو بھی چھتیس ۳٦ پیوند لگے کپڑے پہنا دیتا ہے! اسلام امیر المؤمنین صدّیقِ اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ کو اپنے کفن کے لیے تیسری نئی چادر بھی خریدنے نہیں دیتا! اسلام وہ ہے جو حاکمِ وقت سیّدنا عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی بیٹیوں کو بھی پیاز سے روٹی کھلا دیتا ہے! آج بیس ۲۰ قسم

---

(۱) "کلیاتِ اقبال" "بانگِ درا، جوابِ شکوہ، حصّہ سوم ۳، صـ۲۳۰۔

کے کھانے کھاکر، اور لاکھوں روپے لے کر تقریر کرنے والوں، نعتیں پڑھنے والوں کو کیا پتا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گھر میں تو ایک ایک ماہ تک چولہا نہیں جلتا تھا! ہوائی جہازوں میں سفر کرنے والے، لاکھوں روپے لینے اور طرح طرح کے کھانوں کی فرمائشیں کرنے والے مولویوں کو کیا پتا، کہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے خالی پیٹ پتھر باندھ کر خندقیں کیسے کھودیں! انہیں کیا پتا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی قمیص پر چھتیس ۳۶ پیوند کیسے لگائے! علمائے کرام لوگوں کے سامنے اسلام کا یہ رحمت والا نظام بیان کریں، ورنہ کل بروزِ قیامت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے پیش ہو کر کیا جواب دیں گے ؟!"[۱]۔

امیر المجاہدین کی چند تعلیمات اور ملفوظاتِ مبارکہ

حضراتِ محترم! امیر المجاہدین علّامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فرامین، ارشادات اور تعلیمات، آبِ زَر سے لکھے جانے کے قابل ہیں، امّتِ مسلمہ کی رَہنمائی کے لیے علّامہ خادم حسین رضوی کی چند تعلیمات اور ملفوظاتِ مبارکہ حسبِ ذیل ہیں:

(۱) "حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر ہر مسلمان پر فرضِ اعظم، بلکہ جانِ ایمان ہے"[۲]۔

(۲) "صرف باتوں سے بات نہیں بنے گی، دین نافذ کرنے کے لیے گھروں سے نکلنا ہوگا!"[۳]۔

---

(۱) دیکھیے: "قائدِ ملّتِ اِسلامیہ علّامہ خادم حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ" خدمتِ دین کے ...الخ، صـ۷۷، ۷۸۔

(۲) دیکھیے: "قائدِ ملّتِ اِسلامیہ علّامہ خادم حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ" خدمتِ دین کے ...الخ، صـ۸۰ بحوالہ "ماہنامہ جہانِ رضا" امیر المجاہدین نمبر، فرامین امیر المجاہدین، صـ۶۴۔

(۳) ایضاً، صـ۶۲۔

(۳) "میری داڑھی سفید ہوگئی اور میں نے بہت سی کتابیں پڑھیں، مگر مجھے ایک روایت بھی ایسی نہیں ملی جس سے یہ پتا چلے، کہ کسی نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دو ۲ نمبری (دوغلہ پن اور مکّاری) کی ہو، اور وہ بچ گیا ہو!"[۱]۔

(۴) "اسلام کسی کی مدد کا محتاج نہیں، اسلام تو کمزوروں کو اتنی طاقت دیتا ہے کہ وہ ظالموں کے سامنے کھڑے ہوجاتے ہیں، اور فتح یاب ہوجاتے ہیں!"[۲]۔

(۵) "منافق کسی حال میں راضی نہیں ہوتا"[۳]۔

(۶) "اسلام قربانیوں کا نام ہے، چیخنے اور چلانے (واویلا کرنے) کا نام نہیں"[۴]۔

(۷) "سدا بادشاہی میرے رب کی ہے، اس حد تک آگے نہ جاؤ کہ پھر تمہیں اللہ کے غضب سے بھاگنے کے لیے جگہ بھی نہ ملے!"[۵]۔

(۸) "جو قومیں اپنی بنیادیں چھوڑ دیتی ہے وہ ختم ہوجاتی ہیں"[۶]۔

(۹) "تم علماء کو کہتے ہو کہ کیا تم دین کے ٹھیکیدار ہو؟ ہم ٹھیکیدار تو نہیں لیکن چوکیدار ضرور ہیں!"[۷]۔

---

(۱) ایضاً، ص۶۰۔

(۲) ایضاً، ص۸۰، ۸۱، ص۶۴۔

(۳) دیکھیے: "زاویۂ نظر" مفتی منیب الرحمن صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ، روزنامہ دنیا، ۲۸ نومبر ۲۰۲۰ء۔

(۴) دیکھیے: "قائدِ ملّت اِسلامیہ علّامہ خادِم حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ" ص۸۱ بحوالہ "ماہنامہ جہانِ رضا" ص۶۱۔

(۵) دیکھیے: https://www.youtube.com/watch?v=tjMbb1PQMHQ&t=1964s.

(۶) ایضاً۔

(۷) ایضاً۔

(۱۰) "پاکستان کی ترقی ناموسِ رسالت اور ختمِ نبوّت پر ڈاکہ ڈال کر نہیں، بلکہ ان کا تحفّظ کرنے میں ہے"[۱]۔

(۱۱) "پاکستان کی ترقی میں رکاوَٹ، کرپٹ اور نااہل حکمران ہیں"[۲]۔

(۱۲) "جب رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا دین تخت پر ہوگا تو کوئی کسی کا حق نہیں مار سکے گا"[۳]۔

(۱۳) "ہمیں آخر کار دِین کی طرف آنا ہی ہوگا، اس کے سوا کوئی چارہ نہیں!"[۴]۔

(۱۴) "صحابۂ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم نے پیٹ پر پتھر باندھ کر بھی نماز نہیں چھوڑی، اور تم عمدہ عمدہ کھانے کھا کر بھی کہتے ہو کہ دین پر چلنا مشکل ہے!"[۵]۔

(۱۵) "سُودی نظام ختم کردو معیشت سنبھل جائے گی! انگریز کا کالا قانون ختم کر کے اللہ کا قانون نافذ کردو، زمین سونا اُگلے گی!"[۶]۔

(۱۶) "ناموسِ رسالت پر حملہ، دنیا کی سب سے بڑی دہشتگردی (Terrorism) ہے!"[۷]۔

---

(۱) دیکھیے: "قائدِ ملّت اِسلامیہ علّامہ خادم حسین رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ" صـ۸۱ بحوالہ "ماہنامہ جہانِ رضا" صـ۶۳۔

(۲) ایضًا۔

(۳) ایضًا۔

(۴) دیکھیے: "قائدِ ملّت اِسلامیہ علّامہ خادم حسین رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ" صـ۸۲، بحوالہ "علّامہ خادم حسین رضوی" صـ۱۵۲۔

(۵) ایضاً، "ماہنامہ جہانِ رضا" امیر المجاہدین نمبر، فرامین امیر المجاہدین، صـ۶۲۔

(۶) "مجموعۂ فرامین امام خادم حسین رضوی" ۱/۳۰۔

(۷) ایضًا، صـ۷۷۔

(۱۷) "ایک جنگ شروع ہوچکی ہے، اور یہ ناموسِ رسالت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی جنگ ہے، جو اس جنگ میں پیچھے رہتا ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے غداری کر رہا ہے!"[۱]۔

(۱۸) "اگر ہم فیض آباد میں جل کر راکھ بھی ہو جاتے، تو حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی ختمِ نبوّت کے مقابلے میں اس بات کی کوئی اَہمیت نہیں تھی"[۲]۔

(۱۹) "تمہارے بارے میں کوئی بات کرے تو شام سے پہلے پہلے تم اسے گھر سے اُٹھوا لیتے ہو؛ کہ ہماری بے ادبی ہوگئی، لیکن جب سرِ عام ختمِ نبوّت کا انکار کیا جائے، تو اس وقت قانون کے مُحافظ اور ادارے کہاں چلے جاتے ہیں؟!"[۳]۔

(۲۰) "جس کے پاس چار ۴ پیسے آجاتے ہیں وہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے محبت کرنا چھوڑ دیتا ہے! ایسی "امیری" سے انسان "غریب" ہی بہتر ہے"[۴]۔

(۲۱) "اسلام کسی کا قرض نہیں رکھتا، اگر کسی نے صرف اسلام کے بارے میں کلمۂ خیر بھی کہہ دیا تو اسلام اس جملہ کے صدقے میں ہزاروں لوگوں میں اس کی تعریف کروا دیتا ہے!"[۵]۔

(۲۲) "نوجوانو! تم اُٹھ کھڑے ہوئے، تمہارا اُٹھ کھڑا ہونا ہی کافی ہے! اسلام تمہاری جوانیاں بھی بچائے گا اور تمہاری عزّتیں بھی! اور اگر اسلام کے ساتھ چلوگے تو تمہارا نام بھی روشن ہوگا!"[۶]۔

---

(۱) دیکھیے: "قائدِ ملّتِ اِسلامیہ علّامہ خادم حسین رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ" صـ۸۲، بحوالہ "ماہنامہ جہانِ رضا" صـ۶۰۔
(۲) ایضاً، صـ۸۳ "ماہنامہ جہان رضا" امیر المجاہدین نمبر، فرامین امیر المجاہدین، صـ۶۱۔
(۳) "مجموعۂ فرامین امام خادم حسین رضوی" صـ۱۲۔
(۴) "ماہنامہ جہانِ رضا" امیر المجاہدین نمبر، فرامین امیر المجاہدین، صـ۶۱۔
(۵) ایضًا۔
(۶) ایضًا، صـ۶۲۔

وصالِ پُر ملال

حضراتِ ذی وقار! قائدِ ملّتِ اسلامیہ، پاسبانِ ختمِ نبوّت، مُحافظِ ناموسِ رسالت، شیخ الحدیث حضرت علّامہ مولانا حافظ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انتقال بظاہر شدید علالت کے سبب ہوا، وفات سے چند روز قبل آپ کو تیز بخار تھا، شدید بیمار ہونے کے باوُجود فرانس (France) میں گستاخانہ خاکوں کی نمائش کے خلاف، فیض آباد دھرنے میں شرکت فرمائی، جہاں دسمبر کی سخت سردی اور مسلسل تیز بارشوں کے باعث آپ کی طبیعت مزید ناساز ہوگئی، فوری طبّی اِمداد بھی دی گئی لیکن کوئی اِفاقہ نہ ہوا، حکومت سے کامیاب مذاکرات کے بعد دھرنا ختم ہوا، تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ واپس لاہور (Lahore) تشریف لے گئے، جہاں ۳ ربیع الآخر ۱۴۴۲ھ/۱۹ نومبر ۲۰۲۰ء بروز جمعرات قبلہ امیر المجاہدین علّامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طبیعت اچانک زیادہ خراب ہوئی، ایمبولینس (Ambulance) کے ذریعے فوری طور پر ہسپتال (Hospital) لے جایا گیا، لیکن آپ جانبر نہ ہو سکے، اور تقریبًا آٹھ ۸ بج کر اڑتالیس ۴۸ منٹ پر، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا اور اس دنیائے فانی سے کوچ فرماگئے، إنّا للہ وإنّا إلیہ راجعون! ع

حفظِ ناموسِ نبی کا دے گیا درسِ عظیم

اُس کی ہیبت سے تھا لرزیدہ دل دُزدِ رجیم!

کیا جواں پیرانہ سالی میں تھا اُس کا وَلوَلہ
دشمنوں پہ برق لیکن اہلِ حق کا تھا ندیم![1]

نمازِ جنازہ اور تدفین

رفیقانِ ملّتِ اِسلامیہ! امیر المجاہدین رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی نمازِ جنازہ میں پاکستان (Pakistan) کے ساتھ ساتھ، دنیا بھر سے علماء، مشائخ اور دیگر لوگوں نے جُوق دَر جُوق شرکت کی، یہاں تک کہ بسوں، ٹرینوں اور ہوائی جہاز کے ٹکٹ ملنا بہت دُشوار ہوگئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی نمازِ جنازہ اکیس ۲۱ نومبر ۲۰۲۰ء بروز ہفتہ، دوپہر دو ۲ بجے کے قریب "مینارِ پاکستان" گراؤنڈ (گریٹر اقبال پارک) میں ادا کی گئی۔ جنازے میں لاکھوں لاکھ اَفراد نے شرکت کی، مینارِ پاکستان گراؤنڈ مکمل بھر گیا، نیز اَطراف کی تمام سڑکیں بھی کئی کئی ہزار میٹر (Meters) تک بھر چکی تھیں، اور یقینی طَور پر یہ جنازہ پاکستان کی تاریخ کا سب سے بڑا اجتماعِ جنازہ تھا۔ ع

آہ کہ رخصت ہوئے دنیا سے وہ بطلِ جلیل
جن کی نگاہِ مست میں دنیا وما فیہا قلیل!

فیضِ عشقِ مصطفی جاری وساری آج بھی
دیکھ لے ان کا جنازہ بےنظیر وبےمثیل![2]

---

(۱) دیکھیے: "قائدِ ملّتِ اِسلامیہ علّامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ" باب ۴: منظوم مناقب، صـ۲۱۱۔
(۲) ایضاً، غازیٔ ختمِ نبوّت پیکرِ عشقِ رسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، صـ۲۱۰۔

نمازِ جنازہ کی ادائیگی کے بعد ملتان روڈ پر واقع "مدرسہ ابو ذر غِفاری" (جامع مسجد رحمۃ للعالمین) میں امامِ غیرت وحَمیت، امیر المجاہدین، علّامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی تدفین عمل میں آئی۔ آپ کا مزارِ پُرانوار مَرجعِ خلائق ہے، جہاں ہر وقت شمعِ رسالت کے پروانوں کا ہجوم رہتا ہے۔ ؏

سنے کون قصۂ دردِ دل، میرا غمگسار چلا گیا

جسے آشناؤں کا پاس تھا، وہ وفا شِعار چلا گیا![1]

عالَمِ اِسلام کے لیے دعوتِ فکر

میرے عزیز دوستو، بھائیو اور بزرگو! یورپی ممالک میں گزشتہ دو ۲ دہائیوں سے، مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کی ناموس پر حملوں میں بہت تیزی سے اضافہ ہوا، لیکن توہینِ رسالت پر مبنی اِن شُرور وفِتن کے خلاف اسلامی ممالک کی جانب سے ردِّ عمل مایوس کُن ہے، مسلم حکمراں اپنی شخصی اور مُعاشی کمزوریوں کی بنا پر، عملی طور پر کچھ کرنا تو در کنار، مذمّت کے طور پر ایک رسمی بیان جاری کرنے کی بھی اپنے اندر ہمت نہیں پاتے! عالَمِ اسلام کی اکثریت کا خیال ہے کہ ہم ہزاروں میل دُور بیٹھے یورپی ممالک (European Countries) کا کیا بگاڑ سکتے ہیں؟! یا اُن سے اپنی بات کیسے منوا سکتے ہیں؟! قبلہ امیر المجاہدین علّامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اپنی مخلصانہ کوششوں سے، عملی طَور پر یہ سب کچھ کر کے دکھایا اور فرمایا کہ "اگر مسلمان اللہ تعالی کے دین کے لیے کھڑے ہو جائیں تو آج بھی اللہ تعالی کی مدد ضرور آئے گی! ہماری مشکلات کا سبب

(۱) کلامِ پیر نصیر الدین شاہ نصیر گولڑوی صاحب۔

یہ ہے کہ ہم اللہ ربّ العالمین کے دِین کے لیے کھڑے ہی نہیں ہوتے!"۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسلام کے وہ مردِ مجاہد تھے، جن کی ایک للکار سے پورا عالَمِ کفر کانپ اٹھتا تھا! فیض آباد میں وہیل چیئر (Wheel Chair) پر بیٹھے بیٹھے آپ نے یورپ (Europe) کی دجّالی قوّتوں کو اپنے فیصلے بدلنے پر مجبور کیا! لادِینوں (Liberals) اور موم بتی مافیا کو ناکوں چنے چبوائے! اقتدار کے نشے میں چُور حکمرانوں کی نیندیں حرام کیں! اور خوابِ غفلت میں سوئی مسلم قوم کو بیدار کر کے انہیں مُحافظِ ختمِ نبوّت بنایا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے زندگی بھر مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزّت وناموس پر پہرہ دیا، اور بیک وقت کئی محاذوں پر اسلام کا دِفاع کیا۔

لہذا آج ضرورت اس اَمر کی ہے کہ ہم بھی امیر المجاہدین علّامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نقشِ قدم پر چلیں، ان کی تعلیمات پر عمل کریں اور ان کے اَفکار ونظریات کو اپنائیں؛ تاکہ کسی کو حضور نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے کی جرأت نہ ہو، اور ایشیا (Asia) سے لے کر یورپ (Europe) تک کوئی ایسی ناپاک جسارت کرنے سے قبل ہزار بار سوچنے پر مجبور ہو! ع

اسلام کے اے مردِ مجاہد تجھے سلام
اے کاروانِ عشق کے مرشِد تجھے سلام!

خادِم حسین رضوی امیر المجاہدین
اے مہرِ انقلاب، اے قائد تجھے سلام!

آواز تیری شعلہ وشمشیر بن گئی
اے جانشینِ طارق وخالد تجھے سلام!

تا عمر کی حفاظتِ ناموسِ مصطفی
اے سُنیوں کے رَہبرِ راشد تجھے سلام!

جبر وستم کی چھاؤں میں بھی تو ڈٹا رہا
رَسمِ حُسینیت کے مجدِّد تجھے سلام!

مشغول ہیں دعا میں فریدی کے جان ودل
فضلِ خدا ہو تیرا مُساعِد تجھے سلام!(۱)

دعا

اے اللہ !قبلہ امیر المجاہدین علّامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو بلندیٔ دَرجات عطا فرما، انہیں جنّت میں حضور نبیٔ کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے پڑوس میں جگہ عطا فرما، ہمیں ان کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرما، ان کے اَفکار ونظریات کو اپنانے کا جذبہ وسوچ عنایت فرما، حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے دین کو تخت پر لانے کے لیے عملی طَور پر جدّ وجہد کرنے کی ہمت عطا فرما، اور علّامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے مشن تحفّظِ ختمِ نبوّت اور تحفّظِ ناموسِ رسالت کو جاری رکھنے کی توفیق مَرحمت فرما!، آمین یاربّ العالمین!۔

(۱) دیکھیے: "قائدِ ملّت اِسلامیہ علّامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ" باب ۴، ص۲۰۷-۲۰۹، ملتقطاً۔

فلم جوائے لینڈ اور اسلامی ثقافت

(جمعرات ۲۱ ربیع الآخر ۱۴۴۴ھ - ۱۷/۱۱/۲۰۲۲ء)

ان دنوں پاکستان میں "جوائے لینڈ" (Joyland) نامی فلم بڑی موضوعِ بحث ہے، یہ فلم اٹھارہ ۱۸ نومبر کو ریلیز (Release) ہورہی تھی، لیکن باشعور پاکستانی عوام اور دینی حلقوں کی طرف سے اس فلم پر شدید اعتراضات اور شکایات کے بعد، وزارتِ اطلاعات نے اس کے ذُو معنیٰ جملوں، گالم گلوچ اور انتہائی قابلِ اعتراض مواد کی بنیاد پر، اسے جاری ہونے والا سنسر سرٹیفکیٹ (Censor Certificate) فی الوقت کینسل (Cancel) کردیا ہے۔ اس فلم کو فوری ریلیز کرنے کے حوالے سے مغربی ممالک (Western Countries) کی طرف پاکستانی حکومت پر کتنا پریشر (Pressure) ہے، اس کا اندازہ اس بات سے لگائیے کہ پاکستانی وزیرِ اعظم جناب شہباز شریف صاحب نے اپنی تمام پیشہ وارانہ مصروفیات اور ملکی مسائل کو یکسر نظر انداز کرکے، اس فلم کا جائزہ لینے کے لیے ایک اعلیٰ سطحی کمیٹی فوری طور پر تشکیل دے دی ہے، اور اسے جلد اَز جلد رپورٹ کرنے کی واضح ہدایات دی ہیں۔

یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا پاکستان اس قدر خوشحال، پُراَمن اور ترقی یافتہ ہوگیا ہے کہ جناب وزیرِ اعظم صاحب کے کرنے کے لیے کوئی اَور کام ہی نہیں رہا؟! کیا پاکستان میں مہنگائی اور بے روزگاری کا جن قابو آیا گیا ہے؟! کیا غریبوں کو مفت اَدویات اور تعلیم کی سہولیات میسّر آچکی ہیں؟! کیا امن وامان کی صورتحال

اطمینان بخش ہے ؟ کہ جناب وزیرِ اعظم صاحب پیمرا (Pemra) سے جُڑے ایک عام سے مسئلہ کو حل کرنے کے لیے بذاتِ خود نگرانی کر رہے ہیں ! اور فحاشی، بے حیائی اور ہم جنس پرستی پر اُبھارتی ایک فلم "جوائے لینڈ" کو فوری ریلیز (Release) کروانے کے لیے بے چین و بے قرار ہو رہے ہیں ؟ !

میڈیا رپورٹس (Media Reports) کے مطابق اس فلم کا مرکزی خیال ٹرانس وُومن (Trans Woman) کی لَوْ اسٹوری (Love Story) پر مشتمل ہے، ٹرانس وُومن (Trans Woman) سے مراد ایک ایسا مرد ہے جو اپنی جنس سے مطمئن نہ ہونے کے باعث اپنی جنس بدل کر عورت بن جائے، اسے مغربی اصطلاح میں ٹرانس جینڈر (Transgender) کہتے ہیں۔

واضح رہے کہ پیدائشی مخنَّث (خواجہ سرا) اور ٹرانس جینڈر، دو الگ الگ اصطلاحیں ہیں، پیدائشی مخنَّث (Intersex) سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے وُجود میں پیدائشی طور پر کوئی ایسا نقص پایا جائے، جس کے باعث وہ مرد یا عورت میں پائی جانے والی صنفی صلاحیتوں پر پورا نہ اترتے ہوں، جبکہ ٹرانس جینڈر (Transgender) سے مراد وہ لوگ ہیں جو پیدائش کے وقت تو مکمل مرد یا عورت ہوں، مگر بڑے ہو کر مُعاشرتی دباؤ، ٹرینڈ (Trend) اور ذاتی پسند ناپسند کی بنیاد پر اپنی جنس سے ناخوش ہیں، اس ناخوشی کو جینڈر ڈسفوریا (Gender Dysphoria) کہا جاتا ہے، یہ اَفراد اپنی مرضی سے اپنی صنف کا تعیُّن کرتے ہیں، مرد ہوں تو عورت بن جاتے ہیں، اور عورت ہو تو مرد، جبکہ ان میں سے کچھ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ "نہ ہم مرد ہیں نہ عورت" یہ خود کو (Non Binary) کہتے ہیں۔

LGBTQ گروپ کی پاکستان میں تیز ہوتی سرگرمیاں

انتہائی تشویشناک اَمر ہے کہ مغربی ممالک گزشتہ کچھ عرصہ سے اسلامی جُمہوریہ پاکستان میں ہم جنس پرستی (Homosexuality) کے فروغ کے لیے بہت سرگرم ہیں، پہلے ٹرانس جینڈر ایکٹ (Transgender Act) کی منظوری اور اب جوائے لینڈ (Joyland) نامی فلم، یہ ایک ہی سلسلہ کی دو الگ الگ کڑیاں ہیں، ایک اسلامی ملک میں ایسی فلم کے ریلیز کرنے کا بنیادی مقصد پیدائشی مخنثوں (Intersex) کے حقوق کا تحفظ نہیں، بلکہ ایل۔ جی۔ بی۔ ٹی، کیو (Lesbian, Gay, Bisexual, Transgender, Queer) یعنی ہم جنس پرستوں کا تحفُظ اور فحاشی کا فروغ ہے، اور بعض سیاسی پارٹیوں کے سرکردہ نمائندوں کا یہ کہنا کہ "ننانوے ۹۹ فیصد مسلمان آبادی والے ملک پاکستان میں، اسلام کو ایک فلم سے کیا خطرہ لاحق ہو سکتا ہے؟" یا پھر لبرل صحافیوں کا اپنی چرب زبانی سے اس فلم کے حق میں پروپیگنڈہ (Propaganda) کرنا، عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنا اور اس فلم پر پابندی کو آزادیٔ اظہار رائے پر حملہ قرار دینا، سراسر ناعاقبت اندیشی اور غفلت پر دلیل ہے!! کیا آپ نے کبھی سوچا ہے کہ مغرب (West) پاکستان اور دیگر اسلامی ممالک میں صرف انہی چیزوں کو کیوں پروموٹ (Promote) کرتا ہے؟ جو اسلامی تعلیمات اور ہماری ثقافت کے خلاف اور انہیں نقصان پہنچانے یا مسخ کرنے کا باعث ہوتی ہیں!۔

خدارا! اس طرف دھیان دیں کہ ریلیز (Release) سے قبل ہی اس فلم کا راتوں رات نام کمانا، آسکر ایوارڈ (Oscar Award) کے لیے نامزد ہونا، ہم جنس پرستی (LGBTQ) پر مبنی فلموں کے لیے مخصوص کوئیر پام ایوارڈ (Queer

(Palm Award) کا ملنا، اور اس ایوارڈ (Award) کی پانچ رکنی جیوری (jury) میں تین ججز (Judges) کا تعلق اسلام دشمنی میں مشہور ملک فرانس (France) سے ہونا، کیا محض ایک اتفاق ہے؟ ہرگز نہیں! بلکہ یہ ہمارے فیملی سسٹم (Family System)، اَقدار وروایات اور ثقافت (Culture) کے خلاف ایک سوچی سمجھی سازش ہے، جس کی بروقت اور فوری بیخ کنی اَز حد ضروری ضروری ہے!!

فحاشی اور بے حیائی پھیلانے کی ممانعت

"جوائے لینڈ" نامی یہ فلم فحاشی اور بے حیائی، ہم جنس پرستی، اور زِنا اور اَغلام بازی (ایک مرد کا دوسرے مرد کے ساتھ بدکاری) کے فروغ کا باعث ہے، جس کی کسی طور پر اجازت نہیں دی جاسکتی؛ کہ دینِ اسلام میں اس کی سخت ممانعت وحرمت ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَىٰٓ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا﴾[1] "بدکاری کے پاس بھی مت جاؤ! یقیناً وہ بے حیائی اور بہت ہی بُرا راستہ ہے"۔

جو لوگ فحاشی، بے حیائی اور بدکاری جیسے گندے کاموں کا ارتکاب کرتے ہیں، قرآن پاک میں انہیں شیطان کا پیروکار قرار دیا گیا ہے، اللہ رب العالمین ارشاد فرماتا ہے: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ وَمَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ﴾[2] "اے ایمان والو! شیطان کے قدموں پر مت چلو، اور جو شیطان کے قدموں پر چلے تو وہ بے حیائی اور بُری ہی بات بتائے گا!"۔

---

(١) پ١٥، بني إسرائيل: ٣٢.

(٢) پ١٨، النور: ٢١.

اپنے افعالِ شنیعہ اور برے کاموں سے فحاشی، بے حیائی اور بدکاری کو عام کرنے والوں کے لیے دنیا وآخرت میں دردناک عذاب ہے! وہ دنیا میں بھی ذلیل ورُسوا ہوں گے، اور آخرت میں بھی جہنّم ان کا مقدّر ہے! ارشاد باری تعالی ہے: ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَةُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۙ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ ؕ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾[1] "وہ لوگ جو چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں بے حیائی پھیلے، اُن کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے! اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے!"۔

ہم جنس پرستی اور اَغلام بازی کی حرمت

ہم جنس پرستی اور اَغلام بازی حرامِ قطعی ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَ لُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖۤ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ﴾[2] "اور لُوط کو بھیجا جب اُس نے اپنی قوم سے کہا: کیا وہ بے حیائی (ہم جنس پرستی اور اَغلام بازی) کرتے ہو جو تم سے پہلے جہان بھر میں کسی نے نہیں کی؟!"۔

اَغلام بازی یعنی ہم جنس پرستی اللہ ربّ العالمین کی حُدود کو پامال کرنا ہے! ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ﴾[3] "تو تم عورتوں کو چھوڑ کر مَردوں کے پاس شہوَت سے جاتے ہو، بلکہ تم لوگ حد سے گزر گئے ہو"۔

---

(۱) پ۱۸، النور: ۱۹.

(۲) پ۸، الأعراف: ۸۰.

(۳) پ۸، الأعراف: ۸۱.

ہم جنس پرستوں پر عذابِ الٰہی

ہم جنس پرستی قومِ لُوط کا عمل ہے، جس کے باعث ان پر عذابِ الٰہی نازل ہوا، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِیَهَا سَافِلَهَا وَ اَمْطَرْنَا عَلَیْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّیْلٍ ۙ۬ مَّنْضُوْدٍ﴾[1] "پھر جب ہمارا حکم آیا تو ہم نے اُس بستی کے اُوپر کو اُس کا نیچا کر دیا (یعنی اُلٹ دیا) اور اس پر کنکر کے پتھر لگا تار برسائے"۔

اَغلام بازی نافرمانی، سرکشی اور اللہ تعالی کی رحمت سے دُوری کا باعث ہے، حضرت سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے تین بار ارشاد فرمایا: «لَعَنَ اللهُ مَنْ عَمِلَ عَمَلَ قَوْمِ لُوطٍ!»[2] "اس شخص پر اللہ تعالی کی لعنت ہو جو قومِ لُوط والا عمل (اَغلام بازی) کرے"۔

ہم جنس پرستی اور اَغلام بازی کرنے والے کے لیے حدیث شریف میں بڑا سخت حکم ہے، حضرت سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما ہی سے ایک اَور روایت میں ہے، سرکارِ دوجہاں صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «مَنْ وَجَدْتُمُوهُ يَعْمَلُ عَمَلَ قَوْمِ لُوطٍ، فَاقْتُلُوا الْفَاعِلَ وَالْمَفْعُولَ بِهِ!»[3] "جسے تم قومِ لُوط والا عمل کرتے پاؤ تو کرنے والے اور کروانے والے دونوں کو قتل کردو!"۔

اَغلام بازی کی سزا اور اس کا شرعی حکم

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالی علیہ اَغلام بازی کی سزا اور اس کا شرعی حکم بیان

(۱) پ۱۲، هُود: ۸۲.

(۲) "السُنن الكبرى" كتاب الرَجم، ر: ۷۲۹۷، ٦/ ٤٨٥.

(۳) "سنن أبي داود" كتاب الحُدود، ر: ٤٤٦٢، ، صـ٦٢٩.

فرماتے ہیں کہ "اَغلام یعنی پیچھے کے مقام میں وطی (ہمبستری) کی، تو اس کی سزا یہ ہے کہ اُس کے اوپر دیوار گرادیں، یا اُونچی جگہ سے اُسے اوندھا کر کے گرائیں، اور اُس پر پتھر برسائیں، یا اُسے قید میں رکھیں یہاں تک کہ مرجائے، یا توبہ کرے، یا چند بار ایسا کیا ہو تو بادشاہِ اسلام اُسے قتل کرڈالے۔ الغرض یہ فعل نہایت خبیث ہے، بلکہ زِنا سے بھی بدتر ہے! اسی وجہ سے اس میں حد نہیں کہ بعضوں کے نزدیک حد قائم کرنے سے اُس گناہ سے پاک ہو جاتا ہے، اور یہ (اَغلام بازی کرنا) اتنا برا ہے کہ جب تک توبہ خالصہ نہ ہو اس میں پاکی نہ ہوگی، اور اَغلام کو حلال جاننے والا کافر ہے، یہی مذہبِ جُمہور ہے"[1]۔

پاکستانی مُعاشرے پر فلموں ڈراموں کے منفی اثرات

"جوائے لینڈ" اور اس جیسی دیگر اَخلاق باختہ اور حیا سوز فلموں ڈراموں کے باعث ہی پاکستانی مُعاشرے پر منفی اثرات مرتّب ہو رہے ہیں، انہی کے باعث ہمارے ملک میں فحاشی، عُریانی اور بے حیائی دن بدن عام ہوتی جارہی ہے! جبکہ مثبت اثرات نہ ہونے کے برابر ہیں، اور اس خرابی کا بنیادی سبب ایسی فلمیں اور ڈرامے ہیں جن کے اسکرپٹ (Script) یورپی کلچر (European Culture) کی عکّاسی کرتے ہیں، جس کا ہمارے مُعاشرتی حقائق اور کلچر (Culture) سے کوئی لینا دینا نہیں، موم بتی مافیا، ایل جی بی ٹی کیو کمیونٹی (LGBTQ Community) اور عورت مارچ سے متاثر سوچ کے حامل فلم نویس (Film Writer)، ڈائریکٹر (Director)، پروڈیوسر (Producer) اور ٹی وی چینلز (TV Channels) بڑے ہی غیر محسوس طریقے سے انٹرٹینمنٹ (Entertainment) کے نام پر ہماری نسلِ نَو

(۱) "بہارِ شریعت" حُدود کا بیان، حصہ نہم ۹، ۲/ ۳۸۰۔

میں مادر پدر آزادی، ہم جنس پرستی اور فحاشی و بے حیائی کو پروموٹ (Promote) کر کے، ہماری تہذیب وثقافت، اَقدار وروایات اور اسلامی تعلیمات کی دھجیاں اُڑا رہے ہیں، جبکہ ہمارے حکمران اور مقتدر حلقے اس مُعاملے میں انتہائی غفلت کا مُظاہرہ کر رہے ہیں، بطورِ حکمران اور سربراہِ ریاست وہ اپنی ذمہ داری اور فرائضِ منصبی میں کوتاہی برت رہے ہیں، ان پر لازم ہے کہ فحاشی اور بے حیائی کے بڑھتے ہوئے سیلاب کے آگے بند باندھیں، اور اس کے خاتمے کے لیے اپنے اقتدار، اختیار اور ریاستی مشینری کا بھرپور استعمال کریں، میڈیا انڈسٹری (Media Industry) کے لیے کوئی مؤثر ضابطۂ اَخلاق معیّن کریں، اور اس پر عمل درآمد کو یقینی بنائیں!!۔

دردناک عذاب کی وعید

"جوائے لینڈ" نامی فلم بنانے والے ہم جنس پرست سرمد کھوسٹ اور صائم صادق جیسے لوگ، اسلام کے نام پر حاصل کیے گئے وطنِ عزیز پاکستان میں ہم جنس پرستی کا فروغ چاہتے ہیں، اور مغرب کے اس مذموم ایجنڈے کی تکمیل کے لیے کوشاں ہیں، انہیں خوب یاد رکھنا چاہیے کہ اُن کا یہ فعل دنیا وآخرت میں ان کے لیے دردناک عذاب کا باعث ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَةُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ﴾[1] "یقیناً جو لوگ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ مؤمنوں میں بے حیائی پھیلے، ان کو دنیا وآخرت میں دُکھ دینے والا عذاب ہے!"۔

---

(۱) پ۱۸، النور: ۱۹.

روزِ محشر ہونے والی باز پُرس

اسی طرح جو لوگ ایسی فلمیں ڈرامے یا پروگرامز دیکھتے سنتے ہیں، انہیں بھی خوب جان لینا چاہیے کہ جن اَعضاء کے ذریعے آج ہم یہ گناہ کررہے ہیں، روزِ محشر ہمارے جسم کے ان تمام اَعضاء سے بھی باز پُرس ہوگی، چاہے وہ کان آنکھ ہو یا دل۔ ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا﴾[1] "کان آنکھ اور دل، ان میں سے ہر ایک سے پوچھ گچھ کی جانے والی ہے!"۔

اپنی فلموں میں مغربی کلچر (Western Culture) کی عکّاسی کرنے والے فلم میکرز (Filmmakers) سے پاکستانی مسلمان یہ ضرور پوچھنا چاہتے ہیں کہ آخر ایسی کونسی مجبوری ہے کہ ہماری فلم انڈسٹری (Film Industry) اپنی مَشرقی روایات کی عکّاسی نہیں کرسکتی؟ کیوں پاکستانی ڈراموں میں مسلمانوں کو مسجد جاتے، نماز پڑھتے اور عبادت کا پابندی سے اہتمام کرتے ہوئے نہیں دکھایا جاتا؟ کیوں ہماری عورتیں باحجاب نظر نہیں آتیں؟ کیوں یہ لوگ اپنی فلموں ڈراموں میں داڑھی والوں کی توہین کرتے، علماء کا تمسخر اڑاتے اور اُن کے پاکیزہ کردار پر کیچڑ اُچھالتے نظر آتے ہیں؟ ایک اسلامی ملک ہونے کے باوُجود کیوں یہ لوگ ہمیشہ مذہبی طبقے ہی سے نالاں نظر آتے ہیں؟ کیا مُعاشرے میں ہونے والی تمام برائیاں، قتل وغارتگری، کرپشن (Corruption)، جنسی استحصال، لُوٹ مار، منشیات فروشی، مہنگائی، ملاوَٹ، ناپ تول میں کمی، اور ناکام حکومتی پالیسیوں کے ذمہ دار بھی مذہبی طبقہ اور علماء ہیں؟!

---

(١) پ١٥، الإسراء: ٣٦.

آئی ایم ایف (IMF) اور ورلڈ بینک (World Bank) سے قرضے لے کر اس میں خُرد بُرد کر کے قوم کو قرض کے بوجھ تلے دبانا، اپنی کرپشن (Corruption) چھپانے کے لیے نیب (NAB) قوانین میں ردّوبدل کرنا، اپنے سیاسی حریفوں کے خلاف انتقامی کاروائی کرنا، ان پر جھوٹے مقدّمات قائم کرنا، اپنے لیڈر کے نااہل ہونے پر پورے ملک کا امن وسکون تہہ وبالا کرنا، اپنے سیاسی مُطالبات منوانے کے لیے ملک بھر میں جلاؤ گھیراؤ کرنا، جبکہ دینی غیرت وحمیت اور ناموسِ رسالت کے ایشو (Issue) پر یکسر خاموشی اختیار کرلینا، کیا ہمیشہ سے ہماری معروف سیاسی جماعتوں کا طرزِ عمل اور وطیرہ نہیں رہا؟! تو پھر آخر کیا وجہ ہے کہ ہر قومی مسئلہ کی وجہ دینی طبقے کو ہی قرار دیا جاتا ہے؟!

ذرا سوچیے! دیندار طبقے اور حقیقی مسلمان کے کردار کیوں آج تک ہمارے میڈیا پروگرامز (Media programs) میں جگہ نہیں پاسکے؟! یا پھر انہیں مقبولیت نہیں مل سکی؟! ان کی فلموں اور ڈراموں سے لوگوں نے دھوکہ وفریب، خود غرضی ومفاد پرستی اور نت نیا فیشن (Fashion) تو سیکھا، لیکن کیوں آج تک ان فلموں، ڈراموں سے متاثر ہو کر کسی نے داڑھی نہیں رکھی، کوئی نمازی نہ بن سکا، کسی مسلمان کے کردار میں بہتری نہیں آئی، کسی مسلمان عورت نے برقع وحجاب کا اہتمام نہ کیا؟ بحیثیت مسلمان اور پاکستانی شہری یہ ہم سب کے لیے لمحۂ فکریہ ہے!۔

ایک منظّم پلاننگ (Planning) اور سوچی سمجھی سازش کے تحت فحاشی، بے حیائی، بدکاری، اَغلام بازی اور ہم جنس پرست کلچر کے حامی حلقوں کی طرف سے پھیلایا جانے والا، یہ ثقافتی وائرس (Cultural Virus) کینسر (Cancer) کی طرح نہایت خاموشی سے ہماری تہذیب، ثقافت اور مذہبی اَقدار میں سرایت کرتا

جا رہا ہے، اس ثقافتی یلغار کو روکنے کے لیے ہم سب کو اپنی ذمہ داری ادا کرنی ہوگی! اہلِ قلم اپنے قلم کے ذریعے، علمائے دین اپنے وعظ ونصیحت کے ذریعے، اور حاکمِ وقت اپنی طاقت واِقتدار کے ذریعے ایسے غیر شرعی اُمور کے سدِّباب اور روک تھام میں اپنا کردار ادا کریں[1] اور اس فلم "جوائے لینڈ" سے متعلق کوئی بھی فیصلہ کرنے سے پہلے یہ بات ذہن میں رکھیں کہ پاکستان ایک اسلامی ملک ہے، اس کا آئین اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ کوئی بھی قانون قرآن وسنّت کے مُنافی ومتصادِم ہو، لہٰذا ہم جنس پرستی کو قانونی تحفظ دینے اور اس کے فروغ کے لیے "جوائے لینڈ" جیسی فلمیں بنانے، اور اسے ریلیز (Release) کرنے کے بارے میں سوچا بھی نہیں جاسکتا!۔

پیمرا (Pemra) قوانین میں اصلاحات اور نظرِ ثانی کی ضرورت

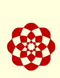
عام طَور پر ہر حکومت اپنی عزّت بچانے اور اپوزیشن کی کردار کشی کے لیے پیمرا قوانین میں ترامیم کرتی ہے، اپنے سیاسی حریفوں کے پروگرامز رُکواتی ہے، ان کے جلسے جلوسوں کی کوریج (Coverage) پر پابندی عائد کرتی ہے، الغرض ہر وہ ہتھکنڈہ استعمال کرتی ہے جس کے ذریعے اپنے سیاسی مخالفین کو دَبایا جاسکے، لیکن جب بات دین بچانے اور حضور نبئ کریم ﷺ کی عزّت وناموس پر پہرہ دینے کی ہو، یا پھر قوم کے بچوں کو فحاشی، بے حیائی اور گناہوں سے بچانے کی ہو، تو انہی حکمرانوں کے کان پر جُوں تک نہیں رینگتی!۔

میرے عزیز ہم وطنو! پاکستان دینِ اسلام کے نام پر بنا ہے، اس ملک میں بسنے والوں کی اکثریت مسلمان اور اسلامی اَحکام پر عمل پیَرا ہے، لیکن انتہائی افسوس

---

(۱) دیکھیے: "پاکستانی مُعاشرہ پر ڈراموں کے منفی اثرات" واعظ الجمعہ ۱۱ فروری ۲۰۲۲ء۔

سے کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے حکمرانوں کو شُعور ہی نہیں، کہ قوم کے بچوں کی دینی تعلیم وتربیت اور ذہن سازی کیسے کرنی ہے! انہیں مستقبل کا معمار کیسے بنانا ہے! انہیں کس طرح کے پروگرامز دکھانے ہیں اور کس طرح کے نہیں! لہٰذا ہمارے حکمرانوں پر یہ لازم ہے کہ اس سلسلے میں اب علمائے کرام سے رَہنمائی لیں، ان سے مُشاوَرت کریں اور "جوائے لینڈ" نامی فلم سمیت دیگر تمام غیر شرعی اُمور کے خلاف بھی فوری اِقدامات کریں! پیمرا (PEMRA) قوانین سخت کیے جائیں، اس کے قوانین پر اسلامی تعلیمات کی روشنی میں نظرِ ثانی کی جائے، فحاشی، بے حیائی اور اسلامی اَقدار کے مُنافی ٹی وی پروگرامز، فلموں، مارننگ شوز (Morning Shows)، ایوارڈ شوز (Awards Shows)، اشتہارات، اَخلاقیات سے عاری ڈراموں اور اُن میں بولے جانے والوں ذُومعنی گندے جملوں پر فوری طور پر پابندی عائد کی جائے، ایسے ٹی وی مالکان کو بلا کر انہیں تنبیہ کی جائے، اور خلاف ورزی کی صورت میں ان کے ٹی وی لائسنس (TV License) کینسل کیے جائیں!، اسی طرح والدین کو بھی چاہیے کہ اپنے بچوں کی مصروفیات پر گہری نظر رکھیں، اور انہیں ٹیلی ویژن یا انٹر نیٹ پر اَخلاقیات کے مُنافی پروگرامز یا فلمیں ڈرامے دیکھنے کی اجازت ہر گز نہ دیں!۔





حدودُ اللہ سے فرار اور اس کے نقصانات

(جمعۃ المبارک ۲۹ ربیع الآخر ۱۴۴۴ھ - مطابق: ۲۵/۱۱/۲۰۲۲ء)

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلِهِ وصحبِهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ باللهِ مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسمِ الله الرّحمنِ الرّحيم.

حضور پُر نور، شافعِ یومِ نشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

حدودُ اللہ سے مراد

برادرانِ اسلام! حد کی جمع حُدود ہے، حُدودُ اللہ سے مراد شریعتِ مطہّرہ میں وہ معیّن سزا ہے، جسے اللہ ربّ العالمین نے اپنا حق قرار دے کر مقرّر فرمایا، قصاص اور تعزیر کا شمار حُدود اللہ میں نہیں ہوتا[1]؛ کیونکہ قصاص اللہ عزّوجلّ کا نہیں بندے کا حق ہے، جبکہ تعزیر وہ سزا ہوتی ہے جو مقاصدِ شریعت کی حفاظت کے لیے حاکمِ وقت کی منشا وصوابدید پر مَوقوف ہے۔

حد جاری کرنے کا مقصد

مُعاشرے کو جرائم سے پاک رکھنے، لوگوں کی عزّت وناموس کی حفاظت کو یقینی

(١) انظر: "الهداية في شرح بداية المبتدي" كتاب الحدود، الجزء٢، صـ٣٣٩.

بنانے، اور امن وامان کو بہتر بنانے کے مُعاملے میں حُدود اللّٰہ کا بڑا عمل دخل ہے اس کی بڑی اہمیت ہے، حدود قائم کرنے سے مقصود لوگوں کو ایسے جرائم اور کبیرہ گناہوں سے باز رکھنا ہے، جن کے ارتکاب پر یہ سزائیں مقرّر کی گئی ہیں، ان سزاؤں کی مقدار شریعتِ مطہّرہ کی جانب سے مقرّر ہے، اور ان میں کوئی کمی بیشی نہیں ہو سکتی[۱]۔

حُدودُ اللّٰہ کی پاسداری کی فضیلت

عزیزانِ محترم! اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اور حضور نبئ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی اِطاعت وفرمانبرداری کرنا، اور حدودُ اللّٰہ کی پاسداری ولحاظ رکھنا، مغفرت وبخشش، دنیا وآخرت کی کامیابی اور حُصولِ جنّت کا اہم ذریعہ ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِؕ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ یُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاؕ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ﴾[۲] "یہ اللّٰہ کی حدیں ہیں، اور جو حکم مانے اللّٰہ اور اللّٰہ کے رسول کا، اللّٰہ اُسے باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں رَواں ہیں، ہمیشہ اُن میں رہیں گے، اور یہی بڑی کامیابی ہے!"۔

حُدود اللّٰہ جاری کرنے کی فضیلت

حُدود اللّٰہ کا جاری کرنا رحمتِ الٰہی کا مُوجب اور عوامی مفاد کا باعث ہے، حضرت سیّدنا سعید بن جُبیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: «إِقَامَةُ حَدٍّ فِي الْمُسْلِمِينَ خَيْرٌ لَهُمْ مِنْ أَنْ يُمْطَرُوا أَرْبَعِينَ يَوْماً!»[۳] "زمین والوں پر ایک حد کا جاری کرنا، چالیس ۴۰ دن کی بارش سے بہتر ہے"۔

---

(۱) دیکھیے: "بہارِ شریعت" حدود کا بیان، اَحکامِ فقہیہ، حصّہ نہم ۹، ۲/۳۶۹، ملخصًا۔
(۲) پ ٤، النساء: ١٣.
(۳) "الأموال" لابن زنجوَيْه، باب: فضل أئمّة العدل، ر: ١٦، صـ٦٧.

حدودُ اللہ پامال کرنے کی سزا

حضراتِ گرامی قدر! اللہ و رسول کے اَحکام کی نافرمانی، اور حُدود اللہ کی پامالی، روزِ قیامت خواری اور عذابِ جہنّم کا باعث ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا ۪ وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ﴾[1] "جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے، اور اس کی کُل حَدوں سے بڑھ جائے، اللہ اُسے آگ میں داخل کرے گا جس میں ہمیشہ رہے گا، اور اس کے لیے خواری (ذلّت) کا عذاب ہے"۔

ایک اَور مقام پر ارشاد فرمایا: ﴿وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ﴾[2] "جو اللہ کی حَدوں سے آگے بڑھا، یقیناً اس نے اپنی جان پر ظلم کیا"۔

حدودُ اللہ میں رعایت کے لیے سفارش کی مُمانعت

حضراتِ ذی وقار! حُدود اللہ کا نفاذ کس قدر اہمیت کا حامل ہے، اس کا اندازہ اس بات سے لگا لیجیے، کہ ان کی پامالی کرنے والے کے حق میں حاکمِ وقت کے پاس کسی قسم کی سفارش کرنا بھی سخت منع ہے، ایک بار قبیلہ بنی مخزوم کی ایک عورت فاطمہ بنتِ اَسوَد نے چوری کی، یہ خاندان قریش میں عزّت ووَجاہت کا حامل خاندان تھا، لہٰذا لوگ چاہتے تھے کہ وہ عورت سزا سے بچ جائے اور مُعاملہ کسی طرح ختم ہو جائے، حضرت سیّدنا اُسامہ بن زَید رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا جو رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّم کے منظورِ نظر تھے، لوگوں نے ان سے کہا کہ آپ اس مُعاملے میں رسولِ اکرم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّم سے مُعافی کی سفارش کیجیے، انہوں نے حضور نبئ کریم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّم سے مُعافی کی درخواست کی، حضور اقدس

(١) پ٤، النساء: ١٤.
(٢) پ٢٨، الطلاق: ١.

ﷺ نے ناراض ہو کر فرمایا: «أَتَشْفَعُ فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ الله» "اے اُسامہ! کیا تم اللہ کی حُدود میں سے ایک حد کے بارے میں مجھ سے سفارش کرتے ہو؟!" پھر مصطفی جانِ رحمت ﷺ کھڑے ہوئے اور خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: «إِنَّمَا أَهْلَكَ الَّذِيْنَ قَبْلَكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوْا إِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيْفُ تَرَكُوْهُ، وَإِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الضَّعِيْفُ أَقَامُوْا عَلَيْهِ الْحَدَّ، وَايْمُ الله! لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا!»[1] "تم سے پہلے (بنی اسرائیل) اسی لیے تباہ وبرباد ہوئے، کہ وہ کمزوروں پر بلا تأمّل حد قائم کر دیتے، جبکہ اُمراء سے درگزر کرتے تھے، قسم ہے ربِ عظیم کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! اگر فاطمہ بنتِ محمد (ﷺ) بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا!"۔

حضرت سیّدنا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے، سرورِ دوجہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا: «مَنْ حَالَتْ شَفَاعَتُهُ دُونَ حَدٍّ مِنْ حُدُودِ الله، فَقَدْ ضَادَّ اللهَ»[2] "جس کی سفارش اللہ کی حدود میں سے کسی حد کو قائم کرنے میں حائل ہو، اس نے اللہ کی مخالفت کی!"۔

حُدود اللہ کو مُعاف کرنے کا اختیار

عزیزانِ مَن! حُدود اللہ کو مُعاف کرنے کا اختیار صرف اسی وقت تک ہے جب تک اس کا مقدّمہ حاکمِ وقت یا قاضی (جج) کے سامنے پیش نہ ہو، حضرت سیّدنا عبد اللہ بن عَمرو بن عاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے، سرورِ کونین ﷺ نے ارشاد

(١) "صحيح البخاري" كتاب أحاديث الأنبياء، ر: ٣٤٧٥، صـ٥٨٦.
(٢) "سنن أبي داود" كتاب القضاء، ر: ٣٥٩٧، صـ٥١٧.

فرمایا: «تَعَافُوا الْحُدُودَ فِيمَا بَيْنَكُمْ، فَمَا بَلَغَنِي مِنْ حَدٍّ فَقَدْ وَجَبَ»[1]
"حُدود کو آپس میں تم مُعاف کر سکتے ہو(یعنی جب تک اس کا مقدّمہ میرے پاس پیش نہ ہو، تمہیں مُعاف کرنے کا اختیار ہے) لیکن میری خدمت میں پہنچنے کے بعد واجب ہو جائے گی (یعنی اب ضرور قائم ہو گی)"۔

حدودُ اللہ میں شمار کیے جانے والے جرائم

رفیقانِ ملّتِ اِسلامیہ! جن جرائم پر حد کی سزا مقرّر ہے، ان کی تعداد پانچ ۵ ہے، اور وہ یہ ہیں: (۱) زِنا، (۲) شراب نوشی، (۳) حدِّ قذف (زِنا کی تہمت)، (۴) چوری، (۵) راہزنی۔

حُدود اللہ کے خلاف سیکولر اور لبرل طبقے کا بے بنیاد پروپیگنڈہ

حضراتِ گرامی قدر! سیکولر اور لبرل طبقہ (Secular and Liberal Class) ان جرائم پر مقرّر اسلامی سزاؤں کے خلاف دنیا بھر میں پروپیگنڈہ (Propaganda) کرتا، اور انہیں ظلم وستم گردانتے ہوئے غیر انسانی قرار دیتا ہے، یہود ونصاریٰ اور ان کے آلۂ کاروں کا حدود اللہ (اسلامی سزاؤں) کے خلاف تمام پروپیگنڈہ بے بنیاد، مذہبی تعصّب اور اِسلام دشمنی کا منہ بولتا ثبوت ہے؛ کیونکہ انسانیت کے یہ نام نہاد علمبردار اگر غیر جانبداری کا مُظاہرہ کرتے، اور مذہبی تعصّب سے بالاتر ہو کر سوچتے، تو انہیں واضح طَور پر معلوم ہو جاتا، کہ دینِ اسلام میں حُدود اللہ کے نام پر جو سزائیں مقرّر کی گئی ہیں، وہ جرائم کی نَوعیت اور اُن کی روک تھام کے لحاظ سے بالکل دُرست ہیں!۔

---

(۱) المرجع نفسه، كتاب الحدود، ر: ٤٣٧٦، صـ٦١٥.

حُدود اللہ میں شامل جرائم انسانیت کے مُنافی ہیں

علاوہ اَزیں ان سزاؤں کو غیرِ انسانی قرار دینے سے قبل پوری دنیا اور خاص طَور پر انسانی حقوق کی نام نہاد تنظیموں کو اس اَمر پر بھی خوب غَور کر لینا چاہیے، کہ دینِ اسلام نے جن جرائم پر یہ سزائیں مقرّر کی ہیں، کیا وہ انسانیت کے زُمرے میں آتے ہیں؟ کیا زِنا اور بدکاری جیسے گناہِ کبیرہ کا اِرتکاب، شراب نوشی کر کے مُعاشرے کو اَخلاقی بے راہ رَوی کی ڈگر پر ڈالنا، کسی بے گناہ مسلمان پر زِنا کی تہمت لگا کر دو ۲ خاندانوں میں باہم پُھوٹ ڈالنا، کسی کا مال واَسباب چوری کرنا، یا ڈاکہ وراہزنی کر کے کسی کو لُوٹ لینا، اور لوگوں میں خوف وہَراس پھیلانا انسانیت ہے؟! ان جرائم پر اسلامی سزاؤں کی مخالفت کرنا، کیا صریح طَور پر مجرِموں کی پُشت پناہی اور حَوصلہ افزائی کرنے کے مترادِف نہیں؟!

زِنا کی حُرمت

حضراتِ محترم! زِنا وہ جرم ہے جس کا شمار حُدود اللہ میں ہوتا ہے، قرآن وحدیث میں متعدّد مقامات پر اس کی مُمانعت فرمائی گئی، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَ لَا تَقْرَبُوا الزِّنٰۤی اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَ سَآءَ سَبِیْلًا﴾[1] "بدکاری کے پاس بھی مت جاؤ! یقیناً وہ بے حیائی اور بہت ہی بُرا راستہ ہے"۔

جو لوگ بدکاری جیسے رذیل کاموں کا ارتکاب کرتے ہیں، قرآنِ پاک میں انہیں حد سے گزر جانے والا قرار دیا گیا ہے، اللہ ربّ العالمین ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَ الَّذِیْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَۙ اِلَّا عَلٰۤى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُمْ

---

(١) پ١٥، بني إسرائيل: ٣٢.

﴿فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۚ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ﴾(۱) "جو لوگ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں، مگر اپنی بیویوں (wives) یا باندیوں (لَونڈیوں) سے ان پر ملامت نہیں، اور جو اس کے سوا کچھ اَور چاہے تو وہ حد سے گزر جانے والے ہیں!"۔

زِنا کاری کی شرعی سزا

جانِ برادر! جس مرد اور عورت نے اللہ تعالی کی مقرّر کردہ حد کو پامال کیا، اور زِنا کا ارتکاب کیا، اُن پر شرعی حد قائم کی جائے گی، زانی مرد اور عورت اگر آزاد اور غیر شادی شدہ ہوں، تو ان میں سے ہر ایک کو سو ۱۰۰ کوڑے مارے جائیں گے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۪ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾(۲) "عورت زانیہ اور مَرد زانی ان میں ہر ایک کو سو ۱۰۰ کوڑے مارو، اور تمہیں اللہ کے دین میں ان پر ترس نہ آئے، اگر تم اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو، اور چاہیے کہ ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کا ایک گروہ حاضر ہو!"۔

اگر زانی مرد اور زانیہ عورت آزاد اور شادی شدہ ہوں، اور زِنا کا فعل، حمل یا اقراری بیان، یا گواہوں کے بیان سے ثابت ہو، تو انہیں رَجم (سنگسار) کیا جائے گا، اور ان کی موت واقع ہونے تک انہیں پتھر مارے جائیں گے۔ حضرت سیّدنا ابنِ عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے فرمایا: «وَالرَّجْمُ فِي كِتَابِ اللهِ حَقٌّ عَلَى مَنْ زَنَى إِذَا أُحْصِنَ مِنَ الرِّجَالِ

---

(۱) پ۱۸، المؤمنون: ۵-۷.

(۲) پ۱۸، النّور: ۲.

وَالنِّسَاءِ، إِذَا قَامَتِ البَيِّنَةُ، أَوْ كَانَ الحَبَلُ، أَوِ الاعْتِرَافُ»[۱] "سنگسار کرنا کتابُ اللہ میں اس پر حق ہے جو زِنا کرے اور شادی شدہ ہو، چاہے وہ مرد ہو یا عورت، بشرطیکہ گواہی ثابت ہو، یا حمل یا اقرار ہو"۔

حضرت سیّدنا عُبادہ بن صامِت رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، سرورِ دوجہاں صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: «خُذُوا عَنِّي، خُذُوا عَنِّي، فَقَدْ جَعَلَ اللهُ لَهُنَّ سَبِيلاً، الْبِكْرُ بِالْبِكْرِ جَلْدُ مِئَةٍ وَنَفْيُ سَنَةٍ، وَالثَّيِّبُ بِالثَّيِّبِ، جَلْدُ مِئَةٍ وَالرَّجْمُ»[۲] "(زِنا کی سزا کا حکم) مجھ سے لے لو! مجھ سے لے لو! اللہ تعالی نے ان عورتوں کے لیے طریقہ مقرّر فرما دیا، کنوارا مرد کسی کنواری عورت سے زِنا کرے تو (بطورِ حد) سو ۱۰۰ کوڑے اور (بطورِ تعزیر) ایک سال کی جلاوطنی، شادی شدہ مرد کسی شادی شدہ عورت سے (زِنا) کرے، تو سو ۱۰۰ کوڑے اور سنگساری کی سزا (بطورِ حد ہے)"۔

زِناکاری کے نقصانات

میرے محترم بھائیو! زِناکاری ایک فعلِ شنیع اور گھناؤنا جرم ہے، اس کا ارتکاب دنیا اور آخرت میں تباہی، بربادی اور ہلاکت کا باعث ہے، اس فعلِ بد کے متعدِّد نقصانات ہیں، اس کا ایک بڑا نقصان یہ ہے کہ زانی اور زانیہ جس وقت اس فعلِ حرام کے مُرتکب ہوتے ہیں، ایمان ان کے سینوں سے نکل جاتا ہے، حضرت سیّدنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبیٔ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: «لَا يَزْنِي الزَّانِي حِينَ

---

(۱) "صحيح البخاري" كتاب الحدود، ر: ٦٨٣٠، صـ١١٧٧.

(۲) "صحيح مسلم" كتاب الحدود، ر: ٤٤١٤، صـ٧٤٩.

يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ»(۱) "زانی جس وقت زِنا کرتا ہے مؤمن نہیں رہتا"۔

حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے ہی ایک اَور روایت میں ہے، رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: «إِذَا زَنَى الرَّجُلُ خَرَجَ مِنْهُ الْإِيمَانُ كَانَ عَلَيْهِ كَالظُّلَّةِ، فَإِذَا انْقَطَعَ رَجَعَ إِلَيْهِ الْإِيمَانُ»(۲) "جب آدمی زِنا کرتا ہے تو اُس سے ایمان نکل کر اس کے سر پر مثل سائبان کے ہو جاتا ہے، جب اس فعلِ بد سے جدا ہوتا ہے تب اُس کی طرف ایمان لَوٹ آتا ہے"۔

زِناکاری عذابِ الٰہی کے نُزول کا سبب ہے، حضرت سیّدنا ابنِ عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: «إِذَا ظَهَرَ الزِّنَا وَالرِّبَا فِي قَرْيَةٍ، فَقَدْ أَحَلُّوا بِأَنْفُسِهِمْ عَذَابَ اللهِ»(۳) "جس بستی میں زِنا اور سُود عام ہو جائے، تو انہوں نے اپنے لیے اللہ کے عذاب کو حلال کر لیا"۔

زانیہ عورت رحمتِ الٰہی اور جنّت میں داخلے سے محروم رہے گی، حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، کہ انہوں نے نبئ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کو فرماتے سنا: «أَيُّمَا امْرَأَةٍ أَدْخَلَتْ عَلَى قَوْمٍ مَنْ لَيْسَ مِنْهُمْ، فَلَيْسَتْ مِنَ اللهِ فِي شَيْءٍ، وَلَنْ يُدْخِلَهَا اللهُ جَنَّتَهُ»(٤) "جو عورت کسی قوم میں اُسے داخل کر دے جو اُس قوم سے نہ ہو (یعنی اُس عورت نے بدکاری کی، جس کے نتیجے میں اُسے اولاد ہوئی) تو رحمتِ الٰہی

---

(١) المرجع نفسه، كتاب الإيمان، ر: ٢٠٢، صـ٤٥.

(٢) "سنن أبي داود" كتاب السُنّة، ر: ٤٦٩٠، صـ٦٦٢.

(٣) "مُستدرَك الحاكم" كتاب البيوع، ر: ٢٢٦١، ٣/ ٨٥٥.

(٤) "سنن أبي داود" باب التغليظ في الانتفاء، ر: ٢٢٦٣، صـ٣٢٨.

میں اُس کا کوئی حصہ نہیں، اور نہ ہی اللہ تعالی اُسے جنّت میں داخل فرمائے گا"۔

علاوہ اَزیں زِنا کے باعث جنسی تشدّد کے واقعات میں اضافہ ہوتا ہے، خواتین کی عزّت غیر محفوظ ہو جاتی ہے، اور انہیں جنسی طَور پر ہَراساں (Harassment) کرنے کے واقعات بڑھ جاتے ہیں، اَخلاقی طَور پر مُعاشرے میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے، جنسی زیادتی کی صورت میں پکڑے جانے کے خوف سے متاثرہ لڑکی کو قتل کرنے کے واقعات بھی آئے روز اخبارات اور الیکٹرانک میڈیا (Electronic Media) میں رپورٹ ہوتے رہتے ہیں، اگر ہم نے حُدود اللہ کے نفاذ سے راہِ فرار اختیار نہ کی ہوتی، اور زِناکاروں پر حدِّ شرعی قائم کی ہوتی، انہیں اسلامی قوانین کے مُطابق سزائیں دی ہوتیں، تو آج ہمارے مُعاشرے میں زِناکاری کے واقعات میں اتنی تیزی سے اضافہ نہ ہوتا!۔

آج بھی اسلامی ممالک میں جنسی ہَراسانی (Sexual Harassment) خواتین کے ساتھ اجتماعی زیادتی اور زِناکاری کے واقعات، امریکہ اور یورپی ممالک (European Countries) کی نسبت بہت کم ہیں، جبکہ امریکہ اور یورپی ممالک کی صورتحال بہت ہی اَبتر ہے، "ٹُرکی (Turkey) کی قومی اسمبلی کے "عورت مرد مُساوی مواقع کمیشن" کی رپورٹ کے مطابق، یورپی یونین ممالک میں ۱۵ سال سے بڑی ہر تین ۳ عورتوں میں سے ایک عورت، مَردوں کے ہاتھوں جسمانی یا جنسی تشدّد کا سامنا کر رہی ہے"[۱]۔

(۱) "یورپ دنیا میں عورت پر مَظالم میں بھی سب سے آگے "آواز" ۲۳ جنوری ۲۰۲۰ء۔

شراب نوشی کی حُرمت

حضراتِ گرامی قدر! شراب نوشی حرام، گناہِ کبیرہ اور شیطانی کام ہے، اس سے بچنا ہر مسلمان پر لازم وضروری ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾[1] "اے ایمان والو! شراب، جُوا، بُت اور جُوئے کے تیر چلانا ناپاک شیطانی کام ہیں، تواِن سے بچتے رہنا؛ تاکہ تم فلاح پاؤ!"۔

یہ ایک ایسا جرم ہے جس کے مرتکب کو کوڑے مارنے کا حکم ہے، حضرت سیّدنا مُعاویہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «مَنْ شَرِبَ الخَمْرَ فَاجْلِدُوهُ»[2] "جو شراب پیے اُسے کوڑے مارو!"۔

شراب نوشی کی سزا شریعتِ مطہّرہ میں اسّی ۸۰ کوڑے مقرّر ہے، حضرت سیّدنا سائب بن یزید رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں: «كُنَّا نُؤْتَى بِالشَّارِبِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ الله صلی اللہ تعالی علیہ وسلم، وَإِمْرَةِ أَبِي بَكْرٍ، وَصَدْراً مِنْ خِلاَفَةِ عُمَرَ، فَنَقُومُ إِلَيْهِ بِأَيْدِينَا وَنِعَالِنَا وَأَرْدِيَتِنَا، حَتَّى كَانَ آخِرُ إِمْرَةِ عُمَرَ فَجَلَدَ أَرْبَعِينَ، حَتَّى إِذَا عَتَوْا وَفَسَقُوا جَلَدَ ثَمَانِينَ»[3] "حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے مبارک زمانہ، اور حضرت سیّدنا ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالی عنہ اور حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے دَورِ خلافت کے ابتدائی زمانہ میں، جب کوئی شرابی لایا جاتا، ہم اپنے ہاتھوں، جُوتوں اور چادروں سے اُسے مارتے تھے، پھر

(١) پ٧، المائدة: ٩٠.

(٢) "سنن الترمذي" أبواب الحُدود، ر: ١٤٤٤، صـ٣٥٠.

(٣) "صحيح البخاري" كتاب الحدود، ر: ٦٧٧٩، صـ١١٦٩.

حضرت سیّدنا عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اپنے دَورِ خلافت کے آخر زمانہ میں چالیس ۴۰ کوڑے مارے، پھر جب لوگوں میں سرکشی (زیادہ) ہوگئی توانہیں اَسی ۸۰ کوڑے مارنے لگے"۔

شراب نوشی کے نقصانات

برادرانِ اسلام! شراب نوشی کے متعدِّد دینی ودُنیوی نقصانات ہیں، اس کا بنانا، پینا پلانا اور خرید وفروخت کرنا، اللہ کی رحمت سے دُوری کا باعث ہے، حضرت سیّدنا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے، رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: «لَعَنَ اللهُ الْخَمْرَ وَشَارِبَهَا وَسَاقِيَهَا وَبَائِعَهَا وَمُبْتَاعَهَا وَعَاصِرَهَا وَمُعْتَصِرَهَا وَحَامِلَهَا وَالْمَحْمُولَةَ إِلَيْهِ»[1] "اللہ تعالی نے شراب، اُسے پینے والے، پلانے والے، بیچنے والے، خریدنے والے، نچوڑنے والے، جس کے لیے نچوڑی جائے، اُٹھانے والے اور جس کے لیے اُٹھائی جائے، سب پر لعنت فرمائی ہے!"۔

شراب اُمُّ الخبائث اور انتہائی مہلِک اور خطرناک چیز ہے، اسے پینے کے بعد انسان بڑے سے بڑے گناہ کا اِرتکاب بھی آسان سمجھنے لگتا ہے، شراب صحت وعقل کی بربادی اور بے شمار غلط کاریوں کا باعث ہے، شرابی جُرم اور بے حیائی کا لبادہ اوڑھ لیتا ہے، اس کے جگر اور گردے خراب ناکارہ ہوجاتے ہیں، اس میں کھانے کی خواہش کم ہوجاتی ہے، چہرے کی رَعنائی ختم ہوجاتی ہے، اور انسان کے بگاڑ میں اِضافہ ہوتا ہے، خون میں شراب کی آمزِش ہوجاتی ہے، اور ایسے لوگ دیگر جرائم میں بھی ملوَّث ہوجاتے ہیں۔

---

(١) "سُنن أبي داود" كتاب الأشرِبة، ر: ٣٦٧٤، صـ٥٢٧.

قذف (زِنا کی تہمت لگانے) کی مُمانعت

عزیزانِ مَن! کسی نیک پارسا مسلمان مرد یا عورت پر، بغیر ثبوت اور گواہوں کے زِنا کی تہمت لگانا ایک بہت بڑا جرم ہے، اللہ ربّ العالمین نے ایسا کرنے سے منع فرمایا، اور اس جرم کی بھی حدِّ شرعی کے تحت سزا بیان فرمائی، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۚ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾[1] "جو لوگ پارسا عورتوں کو تہمت لگاتے ہیں، پھر چار ۴ گواہ نہ لائیں (تو) ان کو اَسی ۸۰ کوڑے مارو، اور ان کی گواہی کبھی قبول نہ کرو، اور وہ لوگ فاسق ہیں، مگر وہ کہ اس کے بعد توبہ کریں اور اپنی حالت درست کرلیں، تو یقیناً اللہ بخشنے والا مہربان ہے!"۔

زِنا کی تہمت لگانے کی سزا

حضرت ابنِ مسیّب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ "جس نے اپنی باندی پر زِنا کی تہمت لگائی، اسے روزِ قیامت لوہے کے اَسی ۸۰ کوڑے مارے جائیں گے!"[2]۔

تہمتِ زنا کے مُعاشرتی نقصانات

حضراتِ ذی وقار! زِنا کی تہمت لگانے کو شرعی اِصطلاح میں "قَذف" کہتے ہیں، یہ کبیرہ گناہ ہے اور اس کے متعدِّد نقصانات ہیں، زِنا کی تہمت لگانے کے باعث متاثرہ فریق کی شدید دل آزاری ہوتی ہے، ان کی عزّتِ نفس پامال ہوتی ہے، مُعاشرے

(۱) پ۱۸، النّور: ٤، ٥.
(۲) "مُصنَّف عبد الرزّاق" كتاب العقول، ر: ١٧٩٧١، ٩/ ٤٤٩.

میں لوگ ان کے خلاف طرح طرح کی باتیں بناتے ہیں، اور ان کے کردار پر انگلیاں اٹھاتے ہیں، متاثر مرد اور عورت کے خاندانوں میں باہم رنجش وناراضگی جنم لیتی ہے، دونوں طرف کے لوگ آپس میں لڑتے جھگڑتے اور ایک دوسرے کے جانی دشمن بن جاتے ہیں، اور بسااَوقات یہ دشمنی نسل دَرنسل منتقل ہوتی رہتی ہے۔

چوری کی ممانعت

عزیزانِ محترم! خفیہ اور پوشیدہ طَور پر کسی دوسرے کی چیز لے لینا چوری ہے[1]، دینِ اسلام ہمیشہ چوری سے روکتا، اور دوسروں کے جان، مال اور عزّت وآبرُو کی حفاظت کا درس دیتا ہے، چوری حرام، ناجائز اور دوسروں کی حق تلفی ہے، خالقِ کائنات جَلّ جلالہ نے چوری سے بچنے کی ترغیب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ﴿يَاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰٓى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْــًٔـا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ﴾[2] "اے نبی! جب آپ کے حضور مسلمان عورتیں اس بات پر بیعت کرنے کو حاضر ہوں، کہ اللہ تعالی کا کوئی شریک نہ ٹھہرائیں گی، اور نہ چوری کریں گی، نہ بدکاری، اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی، اور نہ وہ بہتان لائیں گی جسے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان (یعنی مَوضعِ ولادت) میں اُٹھائیں، اور کسی نیک بات میں تمہاری نافرمانی نہ کریں گی، تو ان سے بیعت لو اور اللہ تعالی سے ان کی مغفرت چاہو!"۔

(۱) انظر: "الهداية" كتاب السّرقة، الجزء ۲، صـ۴۰۷.

(۲) پ۲۸، الممتحنة: ۱۲.

چوری کی سزا

جانِ برادر! چوری کتنا بڑا جرم ہے، اس کا اندازہ اس بات سے لگائیے کہ اللہ ربّ العزّت عَزَّوَجَلَّ نے اس جرم کو حُدود اللہ میں داخل فرمایا، اور اس کا ارتکاب کرنے والے پر حدِّ شرعی یعنی ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَ السَّارِقُ وَ السَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْۤا اَیْدِیَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِؕ وَ اللّٰهُ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ﴾[۱] "جو مرد یا عورت چور ہو تو ان کا ہاتھ کاٹو، ان کے کیے کا بدلہ اللہ کی طرف سے سزا، اور اللہ غالب حکمت والا ہے!"۔

صدر الاَفاضل علّامہ سیّد نعیم الدین مُراد آبادی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں کہ "پہلی مرتبہ (۱۰ درہم یا اس سے زائد مالیت) کی چوری میں داہنا ہاتھ کاٹا جائے گا، پھر دوبارہ اگر کرے تو بایاں پاؤں، اس کے بعد بھی اگر چوری کرے تو قید کیا جائے گا یہاں تک کہ توبہ کرے۔ چور کا ہاتھ کاٹنا تو واجب ہے، اور مالِ مَسروق (چوری شدہ مال) موجود ہو تو اس کا واپس کرنا بھی واجب ہے، اور اگر وہ ضائع ہو گیا تو ضَمان (تاوان) واجب نہیں"[۲]۔

راہزنی (ڈاکہ) کی حُرمت

حضراتِ گرامی قدر! راستوں میں لُوٹ مار کرنا راہزنی ہے، یہ چوری سے بھی بڑا جُرم ہے، اللہ جَلَّ جَلَالُہ نے اس جُرم کی مذمّت میں ارشاد فرمایا: ﴿اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ یَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ یُّقَتَّلُوْۤا اَوْ یُصَلَّبُوْۤا اَوْ تُقَطَّعَ اَیْدِیْهِمْ وَ اَرْجُلُهُمْ

---

(۱) پ۶، المائدة: ۳۸.

(۲) "تفسیر خزائن العرفان" پ۶، المائدہ، زیرِ آیت: ۳۸، ص۲۱۹۔

مِّنْ خِلَافٍ اَوْ یُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِؕ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْیٌ فِی الدُّنْیَا وَ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ﴾[1] "وہ جو اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں، اور ملک میں فساد کرتے پھرتے ہیں، ان کا بدلہ یہی ہے کہ گِن گِن کر قتل کیے جائیں، یا سُولی دیے جائیں، یا ان کے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹے جائیں، یا زمین سے دُور کر دیے جائیں، یہ دنیا میں ان کی رُسوائی ہے، اور آخرت میں ان کے لیے بڑا عذاب ہے!"۔

راہزن کی سزا

حُدود کے طَور پر راہزن کے لیے متعدِّد سزائیں ہیں، کونسی سزا کا اِطلاق کس صورت میں ہوگا، اس سلسلے میں بعض شرعی مسائل حسبِ ذیل ہیں:

(۱) "(راہزن نے) اگر مال لے لیا ہو تو اُس کا داہنا ہاتھ اور بایاں پیر کاٹیں"[2]۔

(۲) "(راہزنی کرنے والے) اگر چند لوگ ہوں، اور مال اتنا ہے کہ ہر ایک کے حصّہ میں دس ۱۰ درہم یا اس قیمت کی چیز آئے، تو سب کے ایک ایک ہاتھ اور ایک ایک پاؤں کاٹ دیے جائیں"[3]۔

(۳) "اگر ڈاکوؤں نے مسلمان یا ذِمی کو قتل کیا اور مال نہ لیا ہو، تو قتل کیے جائیں"[4]۔

(۴) "(راہزن نے) اگر مال بھی لیا اور قتل بھی کیا ہو، تو بادشاہِ اسلام کو اختیار ہے کہ (۱) ہاتھ پاؤں کاٹ کر قتل کر ڈالے، (۲) یا سُولی دے دے، (۳) یا

---

(۱) پ٦، المائدة: ٣٣.

(۲) "بہارِ شریعت" راہزنی کا بیان، حصہ نہم ۹، ۲/۴۲۳۔

(۳) ایضًا۔

(۴) ایضًا۔

ہاتھ پاؤں کاٹ کر قتل کرے، پھر اس کی لاش کو سُولی پر چڑھا دے، (۴) یا صرف قتل کر دے، (۵) یا قتل کرکے سُولی پر چڑھا دے، (۶) یا صرف سُولی دے دے۔ یہ چھ ۶ طریقے ہیں جو چاہے کرے"[۱]۔

(۵) "اور اگر صرف سُولی دینا چاہے تو اسے زندہ سُولی پر چڑھا کر پیٹ میں نیزہ بھونک (مار) دیں"[۲]۔

(۶) "(راہزن) جب مرجائے تو مرنے کے بعد تین ۳ دن تک اُس کا لاشہ سُولی پر رہنے دیں، پھر چھوڑ دیں؛ کہ اُس کے وُرَثہ دفن کردیں"[۳]۔

اسلامی سزاؤں میں پوشیدہ حکمت

میرے محترم بھائیو! چوری اور راہزنی (ڈاکہ) سمیت تمام اسلامی سزاؤں کا مقصد اور پوشیدہ حکمت، مُعاشرے سے جرائم کا خاتمہ ہے، تاریخ گواہ ہے کہ جن جن ممالک میں اسلامی سزاؤں کا عملی طَور پر نفاذ رہا، اور حُدود اللہ کی پاسداری کی جاتی رہی، وہاں جرائم کی شرح نہ ہونے کے برابر رہی، حضور نبیٔ کریم ﷺ اور خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مبارکہ اَدوار میں حُدود اللہ کا عملی نفاذ رہا، اور خلاف ورزی کرنے والوں کو سرِعام سزا دی جاتی رہی؛ تاکہ لوگ مجرِم کا انجام اپنی آنکھوں سے دیکھیں اور جرائم سے باز رہیں۔ حضرت سیّدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

«أُتِيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِسَارِقٍ فَقُطِعَتْ يَدُهُ، ثُمَّ أَمَرَ بِهَا فَعُلِّقَتْ فِي

---

(۱) ایضاً۔

(۲) ایضاً۔

(۳) ایضاً۔

عُنُقِهِ»(۱) "رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک چور لایا گیا، تو اُس کا ہاتھ کاٹا گیا، پھر رسولِ کریم ﷺ کے حکم پر کٹا ہوا ہاتھ اُس چور کی گردن میں لٹکا دیا گیا"۔

حُدود اللہ سے فرار کے مُعاشرے پر منفی اثرات

رفیقانِ ملّتِ اِسلامیہ! جیسے جیسے ہم اسلامی تعلیمات سے دُور ہوتے گئے، سیکولرازم (Secularism) کے پروپیگنڈہ (Propaganda) کا اثر ہم پر گہرا ہوتا رہا، دجّالی میڈیا سے متاثر ہو کر ہم مغربی کلچر (Western Culture) کا رنگ ڈھنگ اپنانے لگے، اور ہمارے اندازِ فکر پر نام نہاد انسانیت کا بھوت سوار ہو گیا، تب ہم لوگ حُدود اللہ سے راہِ فرار اختیار کرنے لگے، فحاشی، بے حیائی اور بدکاری کو ہم نے آزادی اور روشن خیالی کا نام دے دیا، شراب نوشی تفریحِ طبع اور زندہ دلوں کا مشغلہ قرار پایا، زِنا کی تہمت لگانے کو ہنسی مذاق کی نذر کر دیا گیا، چوری اور راہزنی کی وارداتوں پر خاطر خواہ سزائیں نہ دے کر عملی طَور پر مجرِموں کی حوصلہ افزائی کی گئی، نتیجۃً آج ہمارا مُعاشرہ جرائم کا گڑھ بن چکا ہے۔

زِناکاری اور جنسی تشدّد اور زیادتی کے واقعات آئے روز میڈیا (Media) میں بریکنگ نیوز (Breaking News) کا حصہ تو ضرور بنتے ہیں، لیکن ان کے خلاف نہ تو کوئی خاطر خواہ ایکشن (Action) لیا جاتا ہے، اور نہ ہی کوئی نتیجہ برآمد ہوتا ہے، اگر مُعاملہ کسی سیاستدان یا وڈیرے کی ریپوٹیشن (Reputation) کا ہو تو اندر ہی اندر ساز باز کر کے مقدّمہ کو نپٹا دیا جاتا ہے، اور فائل سرد خانے کی نذر کر دی جاتی ہے، یا پھر سِرے سے ریکارڈ (Record) ہی غائب کر دیا جاتا ہے۔

---

(۱) "سنن الترمذي" أبواب الحدود، ر: ١٤٤٧، صـ٣٥١.

شراب نوشی ہمارے مُعاشرے کو اندر ہی اندر سے کھوکھلا کر رہی ہے، یہ لَت اس قدر عام ہو چکی ہے کہ اب تو اسے برائی سمجھنے والے بھی ناپید ہوتے جا رہے ہیں۔ فیس بک (Facebook) اور دیگر سوشل میڈیا ایپس (Apps) کے ذریعے ایڈیٹنگ (Editing) کر کے عزّت دار گھرانوں کی بہو بیٹیوں کی فیک ویڈیوز (Fake Videos) بنا کر انہیں وائرل (Viral) کرنا، مسلمان بچیوں کی عزّت کو پامال کرنا، اور انہیں بلیک میل (Black Mail) کرنا ہمارے مُعاشرے میں اب اس قدر عام ہو چکا ہے، کہ لوگ اس کی مذمّت کرنے کے بجائے اس سے لُطف اندوز ہوتے، اور کسی تحقیق کے بغیر اپنے یار دوستوں کے ساتھ بھی شیئر (Share) کرتے ہیں، یہ انتہائی معیوب اور نامناسب اَمر ہے۔

اسی طرح چوری اور ڈکیتی کی وارداتیں اس قدر عام ہو چکی ہیں، کہ اب چور اور راہزن گاؤں، دیہاتوں اور سنسان مقامات کو چھوڑ کر، دن دہاڑے شہروں میں لوگوں کو اسلحہ کے زور پر روکتے ہیں، ان کا مال واَسباب لوٹتے ہیں، گاڑی یا موٹر سائیکل (Bike) چھینتے ہیں، پھر مظلوم کو بلاوجہ گولی مار کر فرار ہو جاتے ہیں، اگر ہم نے حُدود اللہ سے راہِ فرار اختیار نہ کی ہوتی، اور نظامِ الٰہی کو حقیقی معنی میں نافذ کیا ہوتا، تو مُعاشرے میں جرائم کی شرح اس قدر نہ بڑھتی!۔

بحیثیت مسلمان ہماری ذمّہ داری

میرے عزیز دوستو، بھائیو اور بزرگو! ہمیں چاہیے کہ اسلامی سزاؤں کو عملی طَور پر نافذ کریں، اور اس بات کو ہمیشہ ذہن میں رکھیں کہ ہم مسلمان ہیں، اور ایک مسلمان کے لیے اللہ ربّ العالمین کے دیے ہوئے نظام سے بہتر کوئی نظام یا قانون نہیں۔ اور جو

امریکہ اور یورپ (Europe) آج ہمیں انسانیت کا درس دینے کی کوشش کررہے ہیں، بحیثیت مسلمان سب پر لازم ہے کہ ہم انہیں دینِ اسلام کے رحمت والے نظام سے آگاہ کریں، اور انہیں یہ بتائیں کہ دینِ اسلام کی تعلیمات سے بڑھ کر کوئی اَور درسِ انسانیت کیا ہو سکتا ہے؟! جس وقت لوگ اپنی بیٹیوں کو زندہ دفن کررہے تھے، اور یورپ جہالت وگمراہی کی تاریکیوں میں بھٹک رہا تھا، جب اُن کے ہاں انسانی حقوق کا کوئی تصوُر ہی نہیں تھا، اس وقت اسلام ہی وہ واحد دین تھا جس نے لوگوں کو شُعور بخشا، انہیں جینے کا ڈھنگ سکھایا، انہیں بیٹیوں کی قدر ومنزلت سے آگاہ کیا، ان کے بنیادی حقوق بیان کیے، اور اپنے پیَروکاروں کو حقوقُ العباد کی ادائیگی کا پابند بنایا، انہیں بلاامتیازِ مذہب انسانی جان کی اہمیت سے آگاہ کیا، انہیں شراب نوشی کے نقصانات بتائے، انہیں تہمتِ زنا سے روک کر خاندانوں کو باہم لڑنے جھگڑنے اور ٹوٹنے سے بچایا، اور انہیں چوری اور ڈاکے سے توبہ کرا کر لوگوں کی عزّت وناموس کا مُحافظ بنادیا، لہذا اگر ہم اپنے مُعاشرے کو ان جرائم سے پاک دیکھنا چاہتے ہیں، اور ایک صالح مُعاشرہ تشکیل دینا چاہتے ہیں، تو ہمیں حُدود اللہ کا نفاذ کرنا ہوگا، اور اس کی اہمیت، ضرورت اور فوائد کو سمجھنا ہوگا!!۔

دعا

اے اللہ! ہمیں شرعی حُدود کا لحاظ رکھنے، اور پاسداری کرنے کی توفیق عطا فرما، ہمیں زِناکاری بدکاری سے بچا، شراب نوشی کی لَت سے محفوظ فرما، اپنے مسلمان بھائی بہنوں پر زِنا کی تہمت لگانے سے بچا، چوری چکاری اور راہزنی (ڈاکہ) کی عادتِ بد سے محفوظ فرما، اسلامی تعلیمات اپنانے کی توفیق مرحمت فرما، اور ہمارے حکمرانوں کو حُدود اللہ کا عملی طَور پر نفاذ کرنے کی توفیق عطا فرما، آمین یاربّ العالمین!۔

توحیدِ باری تعالیٰ اور عقائدِ اہلِ سنّت

(جمعۃ المبارک ۰۶ جُمادی الاُولی ۱۴۴۴ھ - ۰۲/۱۲/۲۰۲۲ء)

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلِهِ وصحبِهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ باللهِ مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسم الله الرّحمنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافِعِ یومِ نشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

توحیدِ باری تعالی سے مراد

برادرانِ اسلام! "لفظِ توحید کی نسبت جب اللہ تعالی کی طرف کی جائے، تو اس سے مراد یہ اعتقاد رکھنا ہے، کہ اللہ تعالی اپنی ذات، صفات، افعال، اسماء اور اَحکام میں واحد ویکتا ہے، اِن میں اُس کا نہ کوئی شریک ہے نہ کوئی اس کے مشابہ وبرابر"[1]۔

عقیدۂ توحید کی اہمیت

عزیزانِ محترم! دینِ اسلام میں عقیدۂ توحید پہلا اور بنیادی رکن ہے، اور اس کی اَساس اس اَمر پر قائم ہے کہ تمام جھوٹے خداؤں کی نفی کی جائے، ایک خدائے لم یزل پر ایمان لایا جائے، اور زبان ودل سے توحیدِ باری تعالی کا اِقرار اور تصدیق کی

---

(١) انظر: "العين" للفراهيدي، حرف الحاء، باب الثلاثي المعتَل، الحاء ...إلخ، ٣/ ٢٨١.

جائے۔ اللہ ربّ العالمین کے علاوہ کسی اَور جھوٹے خدا پر ایمان لانا شرک، اور درد ناک عذاب کا باعث ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۭ وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴾(۱) "یقیناً کافر ہیں وہ جو کہتے ہیں کہ اللہ تین ۳ خداؤں میں سے تیسرا ہے، اور خدا تو صرف ایک خدا ہے، اور اگر اپنی بات سے باز نہ آئے تو جو اُن میں کافر مریں گے انہیں ضرور درد ناک عذاب پہنچے گا"۔

معبودِ حقیقی

اللہ تعالی کے سِوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، اور اس کائنات کا نظام خالقِ کائنات عزّوجلّ کی قدرت کا منہ بولتا ثبوت ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ﴾(۲) "اللہ ہے جس کے سِوا کوئی معبود نہیں، وہ خود زندہ ہے اور دوسروں کو قائم رکھنے والا ہے"۔

کائنات کا واحد خالق ومالک

حضراتِ گرامی قدر! اللہ تعالی ہی اس کائنات کا واحد خالق ومالک اور رزّاق ومتصرِّف ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ۭ هَلْ مِنْ شُرَكَاۗىِٕكُمْ مَّنْ يَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَيْءٍ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴾(۳) "اللہ ہے جس نے تمہیں پیدا کیا، پھر تمہیں

(۱) پ٦، المائدة: ٧٣.
(٢) پ٣، البقرة: ٢٥٥.
(٣) پ٢١، الرُوم: ٤٠.

روزی دی، پھر تمہیں مارے گا، اور پھر تمہیں زندہ کرے گا، کیا تمہارے شریکوں میں کوئی ایسا ہے جو اِن کاموں میں سے کچھ کرے؟ اسے اُن کے شرک سے پاکی اور برتری ہے!"۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ بے نیاز ہے، اس کا کوئی ہمسر نہیں

اللہ ایک ہے، اس کی ذات تمام عیوب ونقائص سے پاک ہے، اس کا کوئی ہمسر (برابر) نہیں، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ یَلِدْ ۙ وَ لَمْ یُوْلَدْ ۝ وَ لَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ﴾[1] "تم فرمادو کہ وہ اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے، نہ اس کی کوئی اَولاد، اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا، اور نہ اس کے جوڑ (برابر) کا کوئی"۔

کوئی تو ہے جو نظامِ ہستی چلا رہا ہے

عزیزانِ مَن! دن رات کا اپنے وقت پر آنا جانا، سورج کا ایک مخصوص وقت میں طلوع وغروب ہونا، اور مخصوص مدّت کے بعد موسم کا سرد یا گرم ہونا بھی توحیدِ باری تعالی پر دلالت کرتے، اور اس کی گواہی دیتے ہیں؛ کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا اور ایک سے زائد معبود ہوتے، تو اس کائنات کا نظام درہم برہم ہو جاتا، ایک خدا اگر سورج کو طلوع کرنا چاہتا اور دوسرا غروب، تو نتیجۃً باہم ٹکراؤ کی صورتحال پیدا ہوتی، اور یہ کائنات تباہ وبرباد ہو جاتی، لیکن ایسا کبھی نہیں ہوا، یہی چیز ایک حقیقی معبود کے وُجود پر دلالت کرتی ہے، اللہ جَلَّ جَلالُہ نے انسان کو اسی اَمر کی طرف توجہ دلاتے ہوئے ارشاد فرمایا: ﴿لَوْ كَانَ فِیْهِمَاۤ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا یَصِفُوْنَ﴾[2]

---

(١) پ٣٠، الإخلاص: ١- ٤.

(٢) پ١٧، الأنبياء: ٢٢.

"اگر آسمان وزمین میں اللہ تعالی کے سوا اَور خدا ہوتے، تو ضرور آسمان وزمین تباہ ہو جاتے، تو اللہ عرش کے مالک کو پاکی ہے ان باتوں سے جو یہ بناتے ہیں!"۔

امن وسلامتی کا باعث

عقیدۂ توحید پر پختہ یقین، دنیا وآخرت میں امن وسلامتی کا باعث ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ﴾[1] "وہ جو ایمان لائے اور اپنے ایمان میں کسی ناحق کی آمیزش نہ کی، انہی کے لیے امان ہے اور وہی راہ پر ہیں"۔

عقیدۂ توحید پر خاتمہ کی فضیلت

حضراتِ ذی وقار! عقیدۂ توحید دینِ اسلام کی اَساس اور بنیاد ہے، اِس پر ایمان اللہ کی رحمت پانے اور جنّت میں داخلے کا باعث ہے، حضرت سیّدنا عثمان رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، سرکارِ دو جہاں صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «مَنْ مَاتَ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، دَخَلَ الْجَنَّةَ»[2] "جو شخص اس ایمان پر مَرا کہ اللہ تعالی کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ جنّت میں داخل ہو گا!"۔

جہنّم سے بچاؤ کا سبب

توحیدِ باری تعالی پر ایمان رکھنے اور اس کی گواہی دینے والا جہنّم پر حرام ہے، حضرت سیّدنا عتبان بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، رسولِ اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد

(١) پ٧، الأنعام: ٨٢.

(٢) "صحيح مسلم" كتاب الإيمان، ر: ١٣٦، صـ٣٤.

فرمایا: «فَإِنَّ اللهَ قَدْ حَرَّمَ عَلَى النَّارِ مَنْ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، يَبْتَغِي بِذَلِكَ وَجْهَ اللهِ»[1] "یقیناً اللہ نے اس شخص کو دوزخ پر حرام فرمادیا، جس نے رِضائے الٰہی کے لیے لا الٰہ الا اللہ کہا" یعنی توحیدِ باری تعالی کی گواہی دی۔

شَفاعت کا باعث

رفیقانِ ملّت اِسلامیہ! توحیدِ باری تعالی پر یقین وایمان، شَفاعت کا باعث بھی ہے، حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، سرورِ دو جہاں صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِي يَوْمَ القِيَامَةِ مَنْ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، خَالِصاً مِنْ قَلْبِهِ أَوْ نَفْسِهِ»[2] "قیامت میں سب سے زیادہ فیضیاب میری شفاعت سے وہ شخص ہوگا، جو سچے دل وجان سے لا الہ الّا اللہ کہے گا" یعنی توحیدِ باری پر گواہی دے گا۔

بندوں کا اللہ پر حق

میرے محترم بھائیو! جو شخص توحیدِ باری تعالی پر ایمان رکھے، اور کسی کو اللہ کا شریک نہ ٹھہرائے، تو اللہ عزوجل اسے عذابِ جہنّم سے محفوظ رکھے گا، حضرت سیّدنا مُعاذ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «فَإِنَّ حَقَّ اللهِ عَلَى العِبَادِ أَنْ يَعْبُدُوهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئاً، وَحَقَّ العِبَادِ عَلَى اللهِ أَنْ لَا يُعَذِّبَ مَنْ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئاً»[3] "یقیناً بندوں پر اللہ کا حق ہے کہ وہ اس کی

---

(١) "صحيح البخاري" كتاب الصلاة، ر: ٤٢٥، صـ٧٤.

(٢) المرجع نفسه، كتاب العلم، ر: ٩٩، صـ٢٢.

(٣) المرجع نفسه، كتاب الجهاد والسير، ر: ٢٨٥٦، صـ٤٧٢.

عبادت کریں، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں، اور بندوں کا اللہ پر یہ حق ہے کہ جو شرک نہ کرے، اللہ اسے عذاب نہ دے"۔

مشرِک کا پکا ٹھکانہ

عزیزانِ محترم! اگر کسی نے توحید کا راستہ اختیار نہ کیا، بلکہ نفس وشیطان کی غلامی اختیار کی اور شرک کا مرتکب رہا، اس کا پکا ٹھکانہ جہنّم ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ﴾[۱] "یقیناً جو اللہ کا شریک ٹھہرائے، تو اللہ نے اس پر جنّت حرام کر دی، اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے، اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں!"۔

توحیدِ باری تعالی پر ایمان رکھنے کے بجائے جو شخص کفر وشرک میں مبتلا ہو کر مَرا، اس کی بخشش ومغفرت نہیں ہوگی: ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا﴾[۲] "اللہ اس بات کو نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے، اور اس کے علاوہ جسے چاہتا ہے بخش دیتا ہے، اور جو اللہ کا شریک ٹھہرائے وہ انتہائی گمراہی میں پڑا!"۔

شرک... نیک اعمال اکارت ہو جانے کا باعث ہے

حضراتِ ذی وقار! شرک کرنا تمام نیک اعمال کے برباد اور ضائع ہو جانے کا باعث ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾[۳] "اگر وہ شرک کرتے تو ضرور اُن کا کیا اکارت (برباد) جاتا"۔

---

(۱) پ٦، المائدة: ٧٢.
(۲) پ٥، النساء: ١١٦.
(۳) پ٧، الأنعام: ٨٨.

شرک...دُور کی گمراہی کا سبب ہے

حضراتِ گرامی قدر! توحیدِ باری تعالی کے منکِر اپنے باطل خیال میں جتنے چاہیں نیک اعمال بجالائیں، محتاجوں کی اِمداد کریں، مسافروں کی اِعانت کریں، بیماروں کی خبر گیری کریں، یا بھوکوں کو کھانا کھلائیں، غریبوں میں راشن تقسیم کریں، اور ان کے بچوں میں مفت لباس وغیرہ تقسیم کریں، توحیدِ باری تعالی پر ایمان نہ ہونے کے سبب یہ سب اعمال بے کار اور اُڑتی ہوئی راکھ کی مانند بے توقیر ہیں، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ ِاشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ ؕ لَا يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰى شَيْءٍ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ﴾[1] "اپنے رب سے منکِروں کا حال ایسا ہے، کہ ان کے اعمال ہیں جیسے راکھ، جس پر ہوا کا سخت جھونکا آیا آندھی کے دن میں، (اور وہ سب اُڑ گئی)، ساری کمائی میں سے کچھ ہاتھ نہ لگا، یہی دُور کی گمراہی ہے!"۔

توحیدِ باری تعالی ... تمام شریعتوں میں مشترک اَمر ہے

توحیدِ باری تعالی پر ایمان کتنا اہم ہے، اس کا اندازہ اس بات سے لگائیے، کہ تمام آسمانی اَدیان ومذاہب اور انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام کی شریعتوں میں جو چیز مشترک ہے، وہ توحیدِ باری تعالی پر ایمان لانا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ﴾[2] "ہم نے تم سے پہلے کوئی رسول نہ بھیجا، مگر یہ کہ ہم اس کی طرف وحی فرماتے کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں تو مجھی کو پوجو!"۔

---

(۱) پ۱۳، إبراهيم: ۱۸.

(۲) پ۱۷، الأنبياء: ۲۵.

امامِ اہلِ سنّت کا عقیدہ

حضراتِ ذی وقار! بعض نادان اہلِ سنّت وجماعت کے عقیدۂ توحید کے بارے میں شکوک وشُبہات پھیلاتے، اور عوام الناس کو گمراہ کرنے کی مذموم کوشش کرتے ہیں، انہیں خوب معلوم ہونا چاہیے کہ سوادِ اعظم اہلِ سنّت وجماعت کا عقیدۂ توحید بھی وہی ہے جو حضور نبیٔ کریم ﷺ، اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مبارک دَور سے چلا آرہا ہے، اور اس سلسلے میں کیا جانے والا تمام پروپیگنڈہ بے بنیاد ہے۔

امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنا اور دیگر تمام اہلِ سنّت وجماعت کا عقیدۂ توحید بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "حضرت حق -سبحانه وتبارَك وتعالى شأنُه- واحد ہے اپنی ربوبیت واُلوہیت میں، کوئی اس کا شریک نہیں، وہ یکتا ہے اپنے افعال میں، مصنوعات کو تنہا اسی نے بنایا، وہ اکیلا ہے اپنی ذات میں، کوئی اس کا قسیم نہیں، بیگانہ (بے مثل) ہے اپنی صفات میں، کوئی اس کا شبیہ نہیں"[1]۔

توحیدِ باری تعالیٰ کے بارے میں چند عقائدِ اہلِ سنّت

برادرانِ اسلام! صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات اور توحیدِ باری تعالیٰ کے بارے میں، عقائدِ اہلِ سنّت کو اپنی شہرۂ آفاق کتاب "بہارِ شریعت" میں بڑی وضاحت سے بیان فرمایا، ان میں سے چند عقائد یہ ہیں:

عقیدہ (۱): اللہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں، نہ ذات میں نہ صفات میں، نہ افعال میں نہ اَحکام میں نہ اسماء میں۔ واجبُ الوجود ہے، یعنی اس کا وُجود

(۱) "فتاوی رضویہ" "کتاب العقائد والکلام، رسالہ "اعتقاد الاحباب فی الجمیل" ۲۲۵/۱۸۔

ضروری ہے، اور عدم مُحال ہے، یعنی اس کا موجود نہ ہونا ممکن نہیں۔ قدیم ہے یعنی ہمیشہ سے ہے، اَزَلی کے بھی یہی معنیٰ ہیں، باقی ہے یعنی ہمیشہ رہے گا اور اِسی کو اَبَدی بھی کہتے ہیں، وہی اس کا مستحق ہے کہ اُس کی عبادت کی جائے[1]۔

عقیدہ (۲): وہ بے پرواہ ہے، کسی کا محتاج نہیں اور تمام جہان اُس کا محتاج ہے[2]۔

عقیدہ (۳): اس کی ذات کا اِدراک عقلاً مُحال ہے، یعنی اس کی ذات کا عقل کے ذریعہ اِحاطہ نہیں کیا جا سکتا؛ کہ جو چیز سمجھ میں آتی ہے عقل اُسے گھیرے ہوتی ہے، اور اللہ تعالی کا کوئی اِحاطہ نہیں کر سکتا، البتہ اُس کے افعال کے ذریعہ سے اِجمالاً اُس کی صفات، پھر اُن صفات کے ذریعہ سے معرفتِ ذات حاصل ہوتی ہے[3]۔

عقیدہ (۴): اُس کی صفات نہ اس کا عین ہیں نہ غیر، یعنی صفات اُسی ذات کا نام ہو اَیسا نہیں، اور نہ اُس سے کسی طرح کسی اعتبار سے وُجود میں جُدا ہو سکیں، یعنی کسی بھی طَور پر صفاتِ الٰہی ذاتِ الٰہی سے جُدا ہو کر نہیں پائی جاسکتیں؛ کیونکہ وہ صفات نفسِ ذات کی مقتضیٰ ہیں، اور عینِ ذات کو لازم ہیں[4]۔ یعنی ضروری ہے کہ اس کی ذات کے ساتھ ہی پائی جائیں، اس کی صفات اس کی ذات سے جدا نہیں ہو سکتیں۔

---

(١) انظر: "مِنَح الروض" صـ١٤، ١٥. و"المعتقَد المنتقَد" الباب ١، صـ٧٧.

(٢) انظر: "منح الروض" صـ١٤.

(٣) انظر: "التفسير الكبير" پ٧، الأنعام، تحت الآية: ١٠٣، ٥/ ١٠٠.

(٤) انظر: "شرح العقائد النَّسَفية" صـ٤٧، ٤٨.

بلا تشبیہ اسے یوں سمجھیں کہ پھول کی خوشبو پھول کی صفت ہے، جو پھول کے ساتھ ہی پائی جاتی ہے، مگر اس خوشبو کو ہم پھول نہیں کہتے، نہ ہی اسے پھول سے جُدا کہہ سکتے ہیں۔

عقیدہ (۵): جس طرح اُس کی ذات قدیم اَزَلی (ہمیشہ ہمیشہ سے) اَبَدی (ہمیشہ ہمیشہ کے لیے) ہے، اس کی صفات بھی قدیم اَزَلی اَبَدی ہیں[1]۔

عقیدہ (۶): اللہ تعالی کی ذات وصفات کے سِوا سب چیزیں حادِث ہیں، یعنی پہلے نہ تھیں، پھر موجود ہوئیں[2]۔

عقیدہ (۷): صفاتِ الٰہی کو جو مخلوق کہے یا حادِث بتائے، گمراہ بددِین ہے[3]۔

عقیدہ (۸): جو شخص عالَم (کائنات) میں سے کسی شَے کو قدیم (ہمیشہ سے) مانے، یا اُس کے حادِث ہونے میں شک کرے، کافر ہے[4]۔

عقیدہ (۹): نہ وہ کسی کا باپ ہے نہ بیٹا، نہ اُس کے لیے بیوی۔ جو اُسے باپ یا بیٹا بتائے، یا اُس کے لیے بیوی ثابت کرے، کافر ہے[5]، بلکہ جو اِن باتوں کو اللہ تعالی کے لیے ممکن بھی کہے، گمراہ بددِین ہے۔

عقیدہ (۱۰): وہ حَی ہے یعنی خود زندہ ہے اور سب کی زندگی اُس کے دستِ قدرت میں ہے، جسے جب چاہے زندہ کرے، اور جب چاہے مَوت دے ﴿هُوَ

(۱) انظر: "مِنَح الروض" صـ۲۳.
(۲) انظر: "شرح العقائد النَّسَفية" صـ۲٤.
(۳) انظر: "منح الروض" صـ۲٥. و"المعتقَد" الباب ۱، صـ۱۲۰، ۱۲۱.
(٤) انظر: "الشفا" فصل في بيان ما هو من المقالات كفر، الجزء ۲، صـ۲۸۳.
(٥) المرجع نفسه.

﴿ اَلۡحَیُّ الۡقَیُّوۡمُ ﴾[1] "وہ خود زندہ ہے اور دوسروں کو قائم رکھنے والا ہے" ﴿ وَهُوَ الَّذِیۡ یُحۡیٖ وَیُمِیۡتُ ﴾[2] "وہی زندگی اور موت دیتا ہے"۔

عقیدہ(۱۱): وہ ہر ممکن پر قادِر ہے، کوئی ممکن اُس کی قدرت سے باہر نہیں[3]۔

عقیدہ(۱۲): جو چیز مُحال (ناممکن) ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ اس بات سے پاک ہے کہ اُس کی قدرت اُسے شامل ہو؛ کیونکہ مُحال اسے کہتے ہیں جو موجود نہ ہو سکے، اور جب مقدور ہو گا تو موجود ہو سکے گا، پھر مُحال نہ رہا۔

اسے یوں سمجھو کہ دوسرا خدا مُحال (ناممکن) ہے یعنی نہیں ہو سکتا، تو یہ اگر زیرِ قدرت ہو تو موجود ہو سکے گا، تو مُحال نہ رہا، اور اس کو مُحال نہ ماننا وَحدانیت کا انکار ہے۔

اسی طرح باری تعالی کا فنا ہونا مُحال (ناممکن) ہے، اگر یہ تحتِ قدرت ہوتا تو ممکن ہوتا، اور جس کا فنا ہونا ممکن ہو وہ خدا نہیں ہو سکتا۔ تو ثابت ہوا کہ مُحال پر قدرت ماننا اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُلوہیت (معبود ہونے) سے ہی انکار کرنا ہے[4]۔

عقیدہ(۱۳): اللہ تعالی ہر کمال و خوبی کا جامع ہے، اور ہر اُس چیز سے پاک ہے جس میں عیب و نقص ہو، یعنی عیب و نقص کا اُس میں ہونا مُحال (ناممکن) ہے، بلکہ جس بات میں نہ کمال ہو نہ نقص، وہ بھی اُس کے لیے مُحال ہے، مثلاً جُھوٹ، دَغا، خِیانت، ظلم، جہل، بے حیائی وغیرہا عُیوب اللہ تعالی پر قطعًا مُحال ہیں۔ اور یہ کہنا کہ

---

(۱) پ ۳، البقرة: ۲۵۵.

(۲) پ ۱۸، المؤمنون: ۸۰.

(۳) انظر: "التفسير الكبير" پ ۱۵، الكهف، تحت الآية: ۲۵، ۷/ ٤٥٤.

(۴) دیکھیے: "فتاوی رضویہ" "کتاب الرّدّ والمناظرة، رسالہ "سبحان السُّبوح" ۲۰/۱۳۴۔

"اللہ تعالی کو جُھوٹ پر قدرت ہے، اس طَور پر کہ وہ خود جھوٹ بول سکتا ہے" مُحال کو ممکن ٹھہرانا، اور خدا کو عیب دار بتانا ہے، بلکہ خدا سے انکار کرنا ہے، اور یہ سمجھنا کہ "خدا اگر مُحالات (ناممکنات) پر قادر نہ ہو گا، تو اس کی قدرت ناقص ہو جائے گی" باطلِ محض ہے، غلط سوچ ہے؛ کیونکہ اس میں قدرت کی کیا کمی و نقص ہے؟! نقص تو اُس مُحال (ناممکن) کا ہے، جس میں تعلقِ قدرت کی صلاحیت ہی نہیں[1]۔

عقیدہ (۱۴): (۱) حیات (۲) قدرت (۳) سننا (۴) دیکھنا (۵) کلام (۶) علم (۷) اِرادہ۔ یہ سب اللہ تعالی کی صفاتِ ذاتیہ ہیں، مگر کان، آنکھ، زبان سے اُس کا سننا، دیکھنا، کلام کرنا نہیں؛ کیونکہ یہ سب اَجسام ہیں، اور اللہ تعالی جسم وجسمانیت سے پاک ہے۔ ہر پست سے پست آواز سنتا ہے، ہر باریک سے باریک کو دیکھتا ہے، اگرچہ وہ چیز خوردبین سے بھی محسوس نہ ہو، بلکہ اُس کا دیکھنا اور سننا انہیں چیزوں پر منحصر نہیں، وہ ہر موجود کو دیکھتا ہے اور ہر موجود کو سنتا ہے[2]۔

عقیدہ (۱۵): دیگر صفات کی طرح اُس کا کلام بھی قدیم (ہمیشہ سے) ہے[3]، حادِث (ایجاد) ومخلوق نہیں۔ جو کوئی قرآنِ عظیم کو مخلوق مانے، ہمارے امامِ اعظم ودیگر ائمہ رضی اللہ تعالی عنہم نے اُسے کافر کہا[4]، بلکہ صحابۂ کِرام رضی اللہ تعالی عنہم سے بھی اُس کی تکفیر ثابت ہے[5]۔

---

(۱) انظر: "المسامَرة شرح المسايرة" صـ۲۰٤-۲۰٦، ۲۰۹، ۲۱۰، ۳۹۳.
(۲) انظر: "الفقه الأكبر" صـ۱٤، ۱٦. و"المسامَرة" صـ۳۹۱، ۳۹۲، ملتقطاً.
(۳) انظر: "الفقه الأكبر" صـ۲۲.
(٤) انظر: "الحديقة النَدِيّة" الباب ۲، الفصل ۱، والقرآن ...إلخ، ۱/ ۲۵۸.
(۵) دیکھیے: "فتاوی رضویہ" "کتاب الردّ والمناظرۃ، رسالہ "سبحان السُّبوح" ۲۰/ ۱۳۵۔

عقیدہ(۱۶): اللہ تعالی کا کلام آواز سے پاک ہے[1]، اور یہ قرآنِ عظیم جسے ہم اپنی زبان سے تلاوت کرتے ہیں، کتابی صورت میں لکھتے ہیں، اُسی کا کلامِ قدیم بلاصَوت (بلاآواز) ہے، مگر یہ ہمارا پڑھنا لکھنا اور یہ آواز حادِث ہے، یعنی ہمارا پڑھنا حادِث ہے اور جسے ہم نے پڑھا وہ قدیم ہے، ہمارا لکھنا حادِث ہے اور جسے ہم نے لکھا وہ قدیم ہے، ہمارا سننا حادِث ہے اور جسے ہم نے سنا وہ قدیم ہے، ہمارا حفظ کرنا حادِث ہے اور جسے ہم نے حفظ کیا وہ قدیم ہے، یعنی متجلّی قدیم اور تجلّی حادِث ہے۔ متجلّی یعنی کلامِ الٰہی قدیم ہے، تجلّی یعنی ہمارا پڑھنا، سننا، لکھنا، یاد کرنا یہ سب حادِث (اللہ تعالی کا ایجاد کردہ) ہے[2]۔

عقیدہ(۱۷): اللہ تعالی کا علم ہر شَے کو گھیرے ہوئے (اِحاطہ کیے ہوئے) ہے، یعنی جزئیات، کُلّیات، مَوجودات، مَعدومات، ممکنات، مُحالات، سب کو اَزَل (ہمیشہ ہمیشہ سے) جانتا تھا، اور اب بھی جانتا ہے، اور اَبَد (ہمیشہ ہمیشہ) تک جانے گا۔ اشیاء بدلتی ہیں مگر اُس کا علم نہیں بدلتا، دِلوں کے خطرات اور وَسوسوں پر بھی اُسے خبر ہے، اُس کے علم کی کوئی انتہا نہیں[3]۔

عقیدہ(۱۸): اللہ تعالی غیب وشہادت یعنی پوشیدہ وظاہر سب کچھ جانتا ہے۔ علمِ ذاتی اُس کا خاصّہ ہے، جو شخص علمِ ذاتی (چاہے پوشیدہ ہو یا ظاہر) غیرِ خدا کے لیے ثابت کرے وہ کافر ہے۔ علمِ ذاتی کے یہ معنی ہیں کہ بے خدا کے دیے خود حاصل ہو[4]۔

---

(۱) انظر: "مِنح الروض الأزهر" صـ۷۱.
(۲) المرجع نفسه، صـ۹۳-۹۶، ملتقطاً.
(۳) المرجع السابق، صـ۶۸.
(۴) دیکھیے: "فتاوی رضویہ" کتاب العقائد والکلام، رسالہ "خالص الاعتقاد" ۱۸/۵۷۱، ۵۷۲۔

عقیدہ(۱۹): وہی اللہ ہر شَے کا خالق ہے، ذَوات ہوں یا افعال سب اُسی کے پیدا کیے ہوئے ہیں[1]۔

عقیدہ(۲۰): حقیقۃً روزی پہنچانے والا وہی اللہ ہے، ملائکہ وغیرہم وسیلہ وذریعہ ہیں[2]۔

عقیدہ(۲۱): ہر بھلائی بُرائی اللہ تعالی نے اپنے علمِ اَزَلی کے مُوافق مقدّر فرما دی ہے، جیسا ہونے والا تھا اور جو جیسا کرنے والا تھا، اللہ تعالی نے اپنے علم سے جانا اور وہی لکھ لیا۔ تو یہ نہیں کہ جیسا اُس نے لکھ دیا وَیسا ہم کو کرنا پڑتا ہے، بلکہ جَیسا ہم کرنے والے تھے وَیسا اُس نے لکھ دیا۔ زَید کے ذمّہ بُرائی لکھی؛ اس لیے کہ زَید بُرائی کرنے والا تھا، اگر زَید بھلائی کرنے والا ہوتا تو اللہ تعالی اُس کے لیے بھلائی لکھتا۔ تو اُس کے علم یا اُس کے لکھ دینے نے کسی کو مجبور نہیں کیا[3]۔

قدیر کے انکار کرنے والوں کو نبیٔ کریم ﷺ نے اِس اُمّت کا مجوس بتایا ہے[4]۔

خلاصۂ کلام

میرے عزیز دوستو، بھائیو اور بزرگو! توحید ایک عظیم نعمت ہے، کائنات کی ہر چیز میں ایک ایسی نشانی ہے جو توحیدِ باری تعالی کا اقرار کرتی ہے، جنّت میں داخلے کا دار و مدار بھی عقیدۂ توحید کی درستی پر منحصر ہے، توحیدِ باری تعالی پر پختہ یقین و ایمان دنیا

---

(۱) انظر: "اليواقيت والجواهر" المبحث ۲۴، الجزء ۱، صـ۲۵۱.

(۲) انظر: "مَعالم التنزيل" پ ۳۰، النازعات، تحت الآية: ۵، ۴/ ۴۴۲.

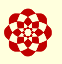
(۳) انظر: "شرح النوَوي" باب بيان الإيمان ...إلخ، الجزء ۱، صـ۱۵۴.

(۴) المرجع نفسه.

وآخرت میں امن وسلامتی کا باعث ہے، عقیدۂ توحید میں خرابی پیدا کرکے مسلمانوں کوگمراہ کرنا شیطان کا سب سے بڑا ہَدف (Target) ہے، لہذا اپنے عقیدۂ توحید کی حفاظت کریں، شرک سے کوسوں دُور بھاگیں؛ کہ اس سے بڑا کوئی گناہ نہیں، اللہ کے ساتھ شرک کرنے والے کا اَبدی ٹھکانہ جہنّم ہے، وہ ہمیشہ اس میں رہے گا!۔

دعا

اے اللہ! ہمارے عقیدۂ توحید کی حفاظت فرما، ہمیں ایمان پر ثابت قدمی عطا فرما، ہمیں کفر وشرک کی آلُودگی سے بچا، باعمل مسلمان بنا، ہمیں جہنّم کے دردناک عذاب سے محفوظ فرما، اور خودساختہ توحیدیوں اور بدمذہبوں سے بچا!، آمین یاربّ العالمین!۔



کرپشن کی روک تھام اور اسلامی تعلیمات

(جمعۃ المبارک ۱۴ جُمادَی الاُولی ۱۴۴۴ھ - ۰۹/۱۲/۲۰۲۲ء)

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلِهِ وصحبِهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ باللهِ مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسمِ الله الرّحمنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

بدعنوانی (Corruption) ...ایک عالَمی مسئلہ

برادرانِ اسلام! بدعنوانی (Corruption) ایک ایسا عالَمی مسئلہ ہے جس سے دنیا کا تقریباً ہر ملک شدید متاثر اور پریشان ہے، کرپشن کے باعث ملکی معیشت تباہ ہو کر رہ جاتی ہے، حکومتیں عدمِ استحکام کا شکار ہوتی ہیں، اور مضبوط ترین قومیں بھی زوال واِنحطاط پذیر ہو کر رہ جاتی ہیں، یہ ایک ایسی برائی ہے جو ایک صالح مُعاشرہ کو دیمک کی طرح چاٹ کر کھوکھلا کر دیتی ہے، اس کے باعث مُعاشرے کی ترقی وکامیابی کا پہیہ رُک جاتا ہے، اور نتیجۃً ملک وقوم تباہی وبربادی کی عبرتناک داستان بن جاتی ہیں!۔

بدعنوانی خِیانت ہے، جو لوگ عام طَور پر دوسروں کی بے خبری اور لاعلمی سے فائدہ اٹھا کر، پوشیدہ طَور پر اس فعلِ حرام کا ارتکاب کرتے ہیں، اللہ ربّ العالمین انہیں سخت ناپسند فرماتا ہے، انہیں گنہگار ودغا باز قرار دیتا ہے،

ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ يَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا اَثِيْمًا ۝ يَّسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ﴾[1] "ان کی طرف سے نہ جھگڑو جو اپنی جانوں کو خِیانت میں ڈالتے ہیں، یقیناً اللہ کسی بڑے دغاباز گنہگار کو نہیں چاہتا، آدمیوں سے ڈرتے ہیں اور اللہ سے نہیں ڈرتے!"۔

ایک اَور مقام پر ارشاد فرمایا: ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ﴾[2] "یقیناً اللہ ہر بڑے دغاباز ناشکرے کو دوست نہیں رکھتا!"۔

بدعنوانی کے باعث لوگوں کی حق تلفی

عزیزانِ محترم! بدعنوانی کے باعث عام لوگوں کے حقوق تلف ہوتے ہیں، لوگ معصیت ونافرمانی میں آج اس قدر بے باک ہو گئے ہیں، کہ اب سرِ عام ایک دوسرے کا مال ناحق کھاتے نہیں شرماتے، ہمارے ہاں چپڑاسی (Peon)، پولیس (Police) اور جج صاحب (Judge) سے لے کر وزیرِ اعظم تک، عموماً سب لوگ بدعنوانی کے اس مکروہ کھیل کا حصہ ہوتے ہیں، اور اس کی پشت پناہی کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ اس اَمر کو سخت ناپسند فرماتا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَلَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَاۤ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾[3] "آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق مت کھاؤ، اور نہ حاکموں کے پاس ان کے مقدّمہ اس لیے پہنچاؤ، کہ لوگوں کا کچھ مال جان بُوجھ کر ناجائز طَور پر کھالو!"۔

---

(۱) پ ۵، النساء: ۱۰۷، ۱۰۸.

(۲) پ۱۷، الحج: ۳۸.

(۳) پ۲، البقرۃ: ۱۸۸.

رشوَت کا لین دین کرنے والوں پر اللہ کی لعنت

کوئی کام نکلوانے کے لیے رشوَت دینا، یا نوکری کا جھانسہ دے کر رشوت لینا بھی بد عنوانی ہے، اور ایسا کرنے والے پر اللہ تعالی کی لعنت ہے، حضرت سیّدنا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللهُ تَعالیٰ عَنْهُما سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: «لَعْنَةُ الله عَلَى الرَّاشِي وَالْمُرْتَشِي»[1] "رشوَت لینے اور دینے والے پر اللہ تعالی کی لعنت ہے"۔

رشوَت لینا دینا یا اس میں سہولت کار بننا، اللہ تعالی کی طرف سے لعنت کا سبب ہے، حضرت سیّدنا ثوبان رَضِیَ اللہُ تَعالیٰ عَنْهُ فرماتے ہیں: «لَعَنَ رَسولُ الله صَلَّی اللہُ تَعالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّم الرَّاشِيَ وَالْمُرْتَشِيَ وَالرَّائِشَ»[2] "رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّم نے رشوَت لینے دینے والے اور رشوَت کی دَلّالی کرنے والے پر بھی لعنت فرمائی"۔

رشوَت کا لین دین کرنے والوں کا انجام

حضراتِ گرامی قدر! رشوَت کی صورت میں بد عنوانی کرنے والے اور اس کا حصّہ بننے والے دونوں جہنمی ہیں، حضرت سیّدنا ابنِ عمر رَضِیَ اللهُ تَعالیٰ عَنْهُما سے روایت ہے، مصطفی جانِ رَحمت صَلَّی اللہُ تَعالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: «الرَّاشي وَالمُرتَشي فِي النَّار»[3] "رشوَت لینے اور دینے والا دونوں جہنمی ہیں"۔

ترقیاتی فنڈز اور بیت المال میں خُرد بُرد

حضراتِ ذی وقار! ترقیاتی فنڈز (Development Funds) کے نام پر ملنے

---

(۱) "سنن ابن ماجه" كتابُ الأحكام، ر: ۲۳۱۳، صـ۳۸۸.

(۲) "مُسند الإمام أحمد" مسند الأنصار، حديث ثوبان، ر: ۲۲٤٦۲، ۸/ ۳۲۸.

(۳) "المعجم الصغير" باب الميمِ، من اسمه أحمد، ۱/ ۲۸.

والے پیسوں، یا سرکاری بیت المال میں جمع ہونے والے مالِ زکاۃ میں مالی خُرد بُرد کرنا بھی بدترین خِیانت وبدعنوانی (Corruption) ہے، ایسا کرنے والا اللہ کے غضب وجلال کا حقدار ہے، اور اس کا ٹھکانہ جہنّم ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿١٦١﴾ اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ كَمَنْۢ بَآءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ﴾[1] "جو چُھپا رکھے وہ قیامت کے دن اپنی چُھپائی چیز لے کر آئے گا، پھر ہر جان کو اُن کی کمائی (اچھے بُرے اعمال کا بدلہ) بھرپور دی جائے گی، اور ان پر ظلم نہ ہوگا!۔ تو کیا جو اللہ کی مرضی پر چلا وہ اس جگہ ہوگا جس نے اللہ کا غضب اوڑھا (حقدار بنا)؟ اور اس کا ٹھکانہ جہنّم ہے، اور کیا ہی پلٹنے کی بُری جگہ!"۔

کرپٹ شخص سے روزِ محشر جوابدہی

عزیزانِ مَن! کرپشن ایک کروڑ روپے کی ہو یا ایک روپے کی، بہرصورت روزِ قیامت اس کی جوابدہی ہوگی، حضرت سیّدنا عدی بن عمیرہ کندی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، مصطفی جانِ رحمت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «مَنِ اسْتَعْمَلْنَاهُ مِنْكُمْ عَلَى عَمَلٍ، فَكَتَمَنَا مِخْيَطاً فَمَا فَوْقَهُ، كَانَ غلُولاً يَأْتِي بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ»[2] "ہم تم میں سے جس شخص کو کسی کام پر عامل بنائیں اور وہ ایک سُوئی یا اس سے بھی کم تر چیز چُھپا لے، تو یہ خِیانت ہے اور وہ قیامت کے دن اس چیز کو لے کر حاضر ہوگا"۔

حکیم الاُمت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالی علیہ مذکورہ بالا حدیثِ پاک کے تحت فرماتے

---

(١) پ٤، آل عمران: ١٦١، ١٦٢.

(٢) "صحيح مسلم" كتاب الإمارة، ر: ٤٧٤٣، صـ٨٢٤.

ہیں کہ "خِیانت چھوٹی ہو یا بڑی قیامت میں سزا اور رُسوائی کا باعث ہے، خصوصًا جو خِیانت زکاۃ وغیرہ میں کی جائے؛ کیونکہ یہ عبادت میں خِیانت ہے، اور اس میں اللہ کا حق مارنا ہے، اور فقیروں کو ان کے حق سے محروم کرنا ہے"[۱]۔

کرپشن کے اَسباب

بدعنوانی کے متعدِّد اَسباب اور وُجوہ ہیں، ان میں سے چند یہ ہیں:

(۱) آخرت سے بے خوفی

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! عام طَور پر بدعنوانی (Corruption) میں وہ لوگ ملوّث ہوتے ہیں، جنہیں آخرت کا خوف نہیں ہوتا، کہ مرنے کے بعد روزِ قیامت اللہ کی بارگاہ میں پیشی ہوگی، اور ہمارے دنیاوی اعمال کے بارے میں باز پُرس کی جائے گی، اور پھر اچھے بُرے اعمال کے مُطابق جزا وسزا کا سلسلہ ہوگا، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿ اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى ﴾[۲] "کیا آدمی اس گھمنڈ میں ہے کہ آزاد چھوڑ دیا جائے گا؟" کہ نہ اس پر اَمر ونہی (کسی کام کے کرنے اور کسی سے رُکنے) وغیرہ کے اَحکام ہوں، نہ وہ مرنے کے بعد اٹھایا جائے، نہ اس سے اعمال کا حساب لیا جائے، نہ اُسے آخرت میں جزا دی جائے، ایسا (ہرگز) نہیں!"[۳]۔

میرے محترم بھائیو! ہم میں سے ہر ایک کو چاہیے کہ قیامت کے روز ہونے والے حساب وکتاب کے لیے تیار، اور اپنی آخرت کی بہتری کے لیے کوشاں رہے،

---

(۱) "مرآۃ المناجیح" زکاۃ کا بیان، پہلی فصل، زیرِ حدیث: ۱۷۸۰، ۳/۱۴۔

(۲) پ۲۹، القيامة: ٣٦.

(۳) "تفسیر خزائن العرفان" پ۲۹، القیامۃ، زیرِ آیت: ۳۶، ص۱۰۷۱۔

ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَ نَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا ؕ وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ؕ وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ﴾[1] "قیامت کے دن ہم انصاف کی ترازُو قائم کریں گے، توکسی پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا، اور اگر رائی کے دانہ کے برابر بھی کوئی عمل ہو تو اسے بھی ہم لے آئیں گے، اور ہم ہی حساب لینے کے لیے کافی ہیں!"۔

(۲) مال ودَولت جمع کرنے کی حرص

حضراتِ محترم! بدعنوانی (Corruption) میں ملوّث ہونے کی ایک وجہ مال ودَولت جمع کرنے کی حرص بھی ہے، بعض لوگ مال ودَولت جمع کرنے کے اس قدر حریص ہوتے ہیں، کہ انہیں حلال وحرام کی تمیز تک نہیں رہتی، ان کے دل ودماغ پر صرف ایک ہی دھن سوار رہتی ہے، کہ دن رات زیادہ سے زیادہ مال جمع کر کے اپنا بینک بیلنس (Bank Balance) بڑھایا جائے!۔

علاوہ ازیں پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ میں جو رُکاوٹیں حائل ہیں، ان میں سے ایک بڑی رُکاوٹ کرپشن اور مال ودَولت کی حرص ہے، وطنِ عزیز کی بعض سیاسی جماعتیں بڑے پیمانے پر کرپشن اور بھتہ خوری کے جُرم میں ملوّث ہیں، ان کے پاس بے تحاشہ دَولت، طاقت اور اختیار ہے، صالح مذہبی سیاسی جماعتیں ان کا مقابلہ نہیں کرپاتیں، لہٰذا اگر ہم چاہتے ہیں کہ پاکستان میں اسلامی نظام نافذ ہو، اور پاکستان میں ایک صالح اسلامی مُعاشرہ تشکیل پائے، تو ہم سب کو کرپشن کے خلاف بلاتفریق بھرپور آواز بلند کرنی ہوگی۔

---

(۱) پ۱۷، الأنبیاء: ٤٧.

(۳) حقوق العباد سے لاعلمی

برادرانِ اسلام! بدعنوانی (Corruption) اور رشوَت ستانی کی ایک بڑی وجہ حقوقُ العباد سے لاعلمی ہے، کرپٹ لوگ (Corrupt People) اس بات سے بالکل بے خبر ہوتے ہیں کہ حقوقُ العباد کا مُعاملہ کتنا سخت ہے؟ روزِ قیامت ایسا شخص مفلسی کا شکار ہوگا، حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، مصطفی جانِ رحمت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے استفسار فرمایا: «أَتَدْرُونَ مَا الْمُفْلِسُ؟» "کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟" صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم نے عرض کی، کہ جس کے پاس دراہم وسامان نہ ہو وہ مفلس ہے، ارشاد فرمایا: «إِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ أُمَّتِي: يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصَلَاةٍ وَصِيَامٍ وَزَكَاةٍ، وَيَأْتِي قَدْ شَتَمَ هَذَا، وَقَذَفَ هَذَا، وَأَكَلَ مَالَ هَذَا، وَسَفَكَ دَمَ هَذَا، وَضَرَبَ هَذَا، فَيُعْطَى هَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ، وَهَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ، فَإِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهُ قَبْلَ أَنْ يُقْضَى مَا عَلَيْهِ، أُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ، ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ»[1] "میری امّت میں مفلِس وہ ہے جو بروزِ قیامت، نماز، روزے، زکاۃ لے کر آئے گا، اور یوں آئے گا کہ کسی کو گالی دی ہوگی، کسی پر تہمت لگائی ہوگی، کسی کا مال کھایا ہوگا، کسی کا خون بہایا ہوگا، کسی کو مارا ہوگا، لہذا اُس کی نیکیوں میں سے کچھ کسی ایک مظلوم کو دے دی جائیں گی، اور کچھ دوسرے مظلوم کو، پھر اس کے ذمّہ جو حقوق تھے اگر اُن کی ادائیگی سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہوگئیں، تو اُن مظلوموں کی خطائیں لے کر اِس ظالم پر ڈال دی جائیں گی،

(۱) "صحيح مسلم" باب تحريم الظلم، ر: ٦٥٧٩، صـ١١٢٩، ١١٣٠.

پھر اسے آگ میں پھینک دیا جائے گا"۔ یہ ہے اس امّتِ مسلمہ کا مفلِس، جو بہت ساری نیکیوں کے باوُجود حقوق العباد میں کوتاہی کے باعث جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

(۴) شراب نوشی، فحاشی اور جُوئے کی لَت

حضراتِ گرامی قدر! بدعنوانی (Corruption) کی ایک بڑی وجہ شراب نوشی، فحاشی اور جُوئے (Gambling) کی لَت ہے، کرپٹ لوگوں (Corrupt Person) کی خواہشات جب حد سے بڑھ جاتی ہیں، اور محدود ذرائع آمدَن میں انہیں پورا کرنا مشکل ہو جاتا ہے، تو ایسے لوگ کرپشن کا راستہ اپناتے ہیں، وہ اگر کوئی سیاستدان ہے تو ترقیاتی فنڈز (Development Funds) کے نام پر ملنے والے پیسوں میں گھپلا کرتا ہے، کوئی سرکاری ملازِم (Government Employee)، جج (Judge)، یا پولیس (Police) والا ہے، تو رشوَت لے کر کام چلاتا ہے، حتی کہ کوئی چھوٹا ملازِم یا مزدور ہے تو وہ بھی چائے پانی کے نام پر سو پچاس کی ڈنڈی مارنے سے باز نہیں آتا، یہ سب کرپشن ہی کی مختلف صورتیں ہیں۔

کرپشن کی روک تھام کے لیے چند اسلامی تعلیمات

عزیزانِ مَن! کرپشن کا دوسرا نام حق تلفی ہے، لہٰذا اسے صرف رشوَت ستانی تک محدود کرنا درست نہیں، اسلام میں اس کا مفہوم بہت وسیع ہے، دینِ اسلام میں بدعنوانی (Corruption) کی روک تھام کے لیے متعدِّد تعلیمات ہیں، جن میں سے چند حسبِ ذیل ہیں:

(۱) اللہ دیکھ رہا ہے

حضراتِ ذی وقار! دینِ اسلام اپنے ماننے والوں کے دلوں میں یہ یقین

پیدا کرتا ہے، کہ اللہ ربّ العالمین انسان کے تمام اعمال دیکھ رہا ہے، نیکی ہو یا گناہ اس سے کچھ پوشیدہ نہیں، اس کے مقرّر کردہ فرشتے ہمارے ہر عمل کو لکھ رہے ہیں، روزِ حشر ہر شخص سے اس کے اعمال کے بارے میں پوچھا جائے گا، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّيْنِ ۝ وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ ۝ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ۝ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ۝ وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِيْ جَحِيْمٍ ۝ يَّصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّيْنِ ۝ وَمَا هُمْ عَنْهَا بِغَآئِبِيْنَ﴾[1] "کوئی نہیں بلکہ تم انصاف ہونے کو جھٹلاتے ہو! اور یقیناً تم پر کچھ نگہبان ہیں معزّز لکھنے والے جو جانتے ہیں جو کچھ تم کرو، یقیناً نیکوکار ضرور چین میں ہیں، اور یقیناً بدکار ضرور دوزخ میں ہیں، انصاف کے دن اس میں جائیں گے اور اس سے کہیں چھپ نہیں سکیں گے"۔

(۲) دوسروں کا مال ناحق لینے کی مُمانعت

جانِ برادر! دینِ اسلام نے بدعنوانی (Corruption) کی روک تھام کے لیے دوسروں کا مال حرام اور ناجائز طریقے سے لینے کی سخت مُمانعت فرمائی ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ﴾[2] "اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق مت کھاؤ"۔

(۳) اچھے برے اعمال کی جانچ کا تصوُّر

دینِ اسلام اپنے ماننے والوں کے دِل و دماغ میں اس اَمر کو راسخ کرتا ہے، کہ دنیا کی یہ زندگی اچھے برے اعمال کی جانچ کے لیے ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿الَّذِيْ

(۱) پ۳۰، الانفطار: ۹-۱۶.
(۲) پ۵، النساء: ۲۹.

خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفُوْرُ ﴾[۱] "وہ جس نے موت اور زندگی پیدا کی؛ تاکہ تمہاری جانچ ہو کہ تم میں سے کس کا کام زیادہ اچھا ہے! اور وہی عزّت والا بخشش والا ہے"۔

(۴) مال ودَولت کی حرص

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! بدعنوانی (Corruption) کی سب سے بڑی وجہ مال ودَولت کی حرص ہے، دینِ اسلام نے کثرتِ مال کی حرص اور اس پر فخر کی مذمّت بیان فرمائی ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۙ حَتّٰی زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ﴾[۲] "تمہیں غافل رکھا مال کی زیادہ طلبی نے، یہاں تک کہ تم نے قبروں کا منہ دیکھا!"۔

ایک اَور مقام پر ارشاد فرمایا: ﴿ الَّذِیْ جَمَعَ مَالًا وَّ عَدَّدَهٗ ۙ یَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗۤ اَخْلَدَهٗ ۚ كَلَّا لَیُنْۢبَذَنَّ فِی الْحُطَمَةِ ۖ وَ مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا الْحُطَمَةُ ؕ نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ ۙ الَّتِیْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ ؕ اِنَّهَا عَلَیْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ ۙ فِیْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ﴾[۳] "جس نے مال جوڑا اور گن گن کر رکھا، کیا (وہ) یہ سمجھتا ہے کہ اس کا مال اسے دنیا میں ہمیشہ رکھے گا، ہر گز نہیں ضرور وہ روندے والی میں پھینکا جائے گا، اور تو نے کیا جانا کیا روندنے والی؟، اللہ کی آگ کہ بھڑک رہی ہے، وہ جو دِلوں پر چڑھ جائے گی، بے شک ان پر بند کر دی جائے گی لمبے لمبے ستونوں میں"، یعنی آگ میں ڈال کر دروازے بند کر دیے جائیں گے۔

---

(۱) پ۲۹، الملك: ۲.

(۲) پ۳۰، التكاثر: ۱، ۲.

(۳) پ۳۰، الهمزة: ۱، ۹.

(۵) جنّت کی اَبدی نعمتوں کا وعدہ

میرے عزیز دوستو، بھائیو اور بزرگو! دنیاوی مال ودَولت کی حرص اور لالچ ختم کرنے کے لیے، اسلامی تعلیمات میں جنّت کی اَبدی نعمتوں کا وعدہ فرمایا گیا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ ۖ فِيهَا أَنْهَارٌ مِّن مَّاءٍ غَيْرِ آسِنٍ وَأَنْهَارٌ مِّن لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ وَأَنْهَارٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشَّارِبِينَ وَأَنْهَارٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ۖ وَلَهُمْ فِيهَا مِن كُلِّ الثَّمَرَاتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّن رَّبِّهِمْ ۖ كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِي النَّارِ وَسُقُوا مَاءً حَمِيمًا فَقَطَّعَ أَمْعَاءَهُمْ﴾[1] "اَحوال اس جنّت کا جس کا وعدہ پرہیز گاروں سے ہے، اس میں ایسے پانی کی نہریں ہیں جو کبھی نہ بگڑے، اور ایسے دودھ کی نہریں ہیں جس کا مزہ نہ بدلا، اور ایسی (پاکیزہ) شراب کی نہریں ہیں جو پینے والوں کے لیے لذیذ ہے، اور صاف ستھرے شہد کی نہریں ہیں، اور ان کے لیے اس میں ہر قسم کے پھل ہیں، اور ان کے رب کی مغفرت! (کیا ایسے چین والے) اُن کے برابر ہو جائیں گے جنہیں ہمیشہ آگ میں رہنا؟! اور انہیں کھولتا ہوا پانی پلایا جائے، جو آنتوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے!"۔

آپ خود ہی سوچیں کہ ایک انسان جب جنّت کی اَبدی نعمتوں پر یقین کر لیتا ہے، اور ان کو پانے کے لیے تگ ودَو شروع کر دیتا ہے، تو دنیاوی مال ودَولت کا حرص ولالچ خود بخود اس کے دل سے ختم ہو جاتا ہے، دنیا کی ساری چکا چَوند اس کے سامنے بے وُقعت ہو کر ماند پڑ جاتی ہے، اور وہ کسی بھی قسم کی بدعنوانی یا حق تلفی سے محفوظ رہتا ہے۔

---

(۱) پ۲٦، محمّد: ۱۵.

دعا

اے اللہ! ہمیں تقویٰ و پرہیزگاری نصیب فرما، ہمیں رشوَت اور حرام خوری سے بچا، بدعنوانی کے ذریعے لوگوں کی حق تلفی سے محفوظ فرما، شُبہات اور تمام اَسبابِ گناہ سے اجتناب کی توفیق عطا فرما، خِیانت سے بچنے کی توفیق مَرحمت فرما، اور دنیاوی مال ودَولت کی حرص ولالچ سے بچا!، آمین یاربّ العالمین!۔



مایوسی اور نااُمیدی کی مذمت

(جمعۃ المبارک ۲۰ جُمادَی الاُولی ۱۴۴۴ھ - ۲۰۲۲/۱۲/۱۶ء)

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلِهِ وصحبِهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ بالله مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسمِ الله الرّحمنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

رحمتِ الٰہی سے مایوسی کی مُمانعت

برادرانِ اسلام! اللہ ربّ العالمین کے فضل واِحسان اور رحمت سے خود کو محروم سمجھنا مایوسی اور نااُمیدی ہے، اور مایوسی گناہ ہے، اللہ عزّوجلّ نے قرآنِ کریم میں اپنے بندوں کو اپنی رحمت سے ہمیشہ پُراُمید رہنے کی تاکید فرمائی ہے، اور مایوس ہونے سے منع فرمایا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ﴾[1] "تم فرماؤ: اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی! اللہ کی رحمت سے نااُمید نہ ہو، یقیناً اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے، یقیناً وہی بخشنے والا مہربان ہے"۔

---

(۱) پ ٢٤، الزمر: ٥٣.

صدر الاَفاضل علّامہ سیّد نعیم الدین مُرادآبادی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اس آیتِ کریمہ کا شانِ نُزول بیان فرماتے ہیں کہ "مشرکین میں سے چند آدمی سیّدِ عالَم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور انہوں نے حضور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے عرض کی کہ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا دین تو بے شک حق اور سچ ہے، لیکن ہم نے بڑے بڑے گناہ کیے ہیں، بہت سی معصیتوں (نافرمانیوں) میں مبتلا رہے ہیں، کیا کسی طرح ہمارے وہ گناہ مُعاف ہوسکتے ہیں؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی"[1]۔

گمراہی کی علامت

عزیزانِ محترم! رحمتِ الٰہی سے مایوسی گمراہی کی علامت ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿قَالَ وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ﴾[2] "کہا کہ اپنے رب کی رحمت سے کون نااُمید ہو؟ مگر وہی جو گمراہ ہوئے!"۔ "یعنی میں (ابراہیم) اس کی رحمت سے ناامید نہیں؛ کیونکہ رحمت سے نااُمید کافر ہوتے ہیں"[3]۔

ایک اَور مقام پر ارشاد فرمایا: ﴿وَلَا تَايْـَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا يَايْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ﴾[4] "اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو! یقیناً اللہ کی رحمت سے ناامید نہیں ہوتے مگر کافر لوگ!"۔

حضرت ابو قلابہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں کہ "جب آدمی گناہ کا مرتکب ہوتا ہے تو کہتا ہے کہ میں ہلاک ہوگیا، میرے لیے توبہ نہیں! لہذا وہ اللہ عزّوجلّ کی رحمت سے

(۱) "تفسیر خزائن العرفان" پ۲۴، الزمر، زیرِ آیت:۵۳، صـ۸۵۸، ۸۵۹۔
(٢) پ ١٤، الحجر: ٥٦.
(۳) "تفسیر خزائن العرفان" پ۱۴، الحجر، زیرِ آیت:۵۶، صـ۴۹۵۔
(٤) پ ١٣، يوسف: ٨٧.

مایوس ہو کر گناہوں میں (مزید) منہمک ہو جاتا ہے؛ لہذا اللہ تعالی نے لوگوں کو نا امید ہونے سے منع فرمایا"[۱]۔

رحمتِ الٰہی کی وُسعت اور کشادگی

حضراتِ گرامی قدر! اللہ تعالی کی رحمت لامحدود ہے، رحمتِ الٰہی کی وُسعت اور کشادگی کا عالَم یہ ہے کہ مسلمان ہو یا کافر، نیک ہو یا بد، سبھی لوگ رحمتِ الٰہی سے مستفید ہوتے ہیں، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ﴾[۲] "اس نے اپنے ذمۂ کرم پر رحمت لکھ لی" لہذا ایک مسلمان کو چاہیے کہ کبھی رحمتِ الٰہی سے مایوس نہ ہو۔

مایوسی ہلاکت میں پڑنے کے مترادِف ہے

اللہ تعالی کی رحمت سے مایوس ہونا گویا خود کو ہلاکت اور بربادی میں ڈالنے کے مترادِف ہے، اور اپنے آپ کو ہلاکت وبربادی میں ڈالنا منع ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ﴾[۳] "اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو!"۔ حضرت ابنِ سیرین رحمۃ اللہ تعالی علیہ اس آیتِ کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ "اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے کا مطلب اللہ کی رحمت سے مایوس ہونا ہے"[۴]۔

مایوسی کبیرہ گناہ ہے

عزیزانِ مَن! رحمتِ الٰہی سے مایوسی کبیرہ گناہ ہے، حضرت سیّدنا ابنِ عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے، کہ مصطفی جانِ رحمت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی بارگاہ میں سوال کیا گیا، کہ کبیرہ

---

(١) انظر: "تفسير البَغَوي" پ ٢، البقرة، تحت الآية: ١٩٥، ١/ ٢٤٠.
(٢) پ ٧، الأنعام: ١٢.
(٣) پ ٢، البقَرة: ١٩٥.
(٤) انظر: "تفسير البَغَوي" پ ٢، البقرة، تحت الآية: ١٩٥، ١/ ٢٤٠.

گناہ کونسے ہیں؟ تو رحمتِ کونین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: «الشِّرْكُ بِالله، وَالْإِيَاسُ مِنْ رَوْحِ الله، وَالْأَمْنُ مِنْ مَكْرِ الله، وَهَذَا أَكْبَرُ الْكَبَائِرِ»[1] "(۱) اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا، (۲) اس کی رحمت سے مایوس ہونا (۳) اور اس کی خفیہ تدبیر سے بے خوف رہنا، اور یہ کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑا گناہ ہے"۔

رحمتِ الٰہی سے مایوسی بعض صورتوں میں کفر ہے

میرے محترم بھائیو! اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت سے مایوس اور ناامید ہو کر گناہوں میں مشغول ہو جانا، ناجائز، حرام اور بعض صورتوں میں کفر ہے، لہذا ایک مسلمان کو چاہیے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بے پایاں رحمت سے کبھی مایوس نہ ہو۔ "بعض اَوقات مختلف آفات، دُنیاوی مُعاملات یا بیماری کے مُعالجات واِخراجات وغیرہ کے باعث آدمی ہمت ہار کر مایوس ہو جاتا ہے، اِس طرح کی مایوسی کُفر نہیں۔ رحمت سے مایوسی کے کفر ہونے کی صورتیں یہ ہیں کہ (۱) اللہ عَزَّوَجَلَّ کو قادِر نہ جانے، (۲) یا اللہ تعالی کو عالِم نہ سمجھے، (۳) یا اللہ تعالی کو بخیل جانے"[2]۔

رحمتِ الٰہی سے امید کی فضلیت

رحمتِ الٰہی سے اُمید رکھنا اپنی بخشش و مغفرت کا بہترین ذریعہ ہے، حضرت سیّدنا اَنس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبیٔ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: «قَالَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: يَا ابْنَ آدَمَ! إِنَّكَ مَا دَعَوْتَنِي وَرَجَوْتَنِي غَفَرْتُ لَكَ عَلَى مَا كَانَ فِيكَ وَلَا أُبَالِي. يَا ابْنَ آدَمَ! لَوْ بَلَغَتْ ذُنُوبُكَ عَنَانَ السَّمَاءِ ثُمَّ اسْتَغْفَرْتَنِي غَفَرْتُ

---

(١) "تفسير ابن أبي حاتم" الخبر الذي فيه ذكر ...إلخ، ر: ٥٢٠١، ٣/ ٩٣١.
(٢) انظر: "التفسير الكبير" پ ١٢، يوسف، تحت الآية: ٨٧، ٦/ ٥٠١.

لَكَ وَلاَ أُبَالِي. يَا ابْنَ آدَمَ! إِنَّكَ لَوْ أَتَيْتَنِي بِقُرَابِ الأَرْضِ خَطَايَا ثُمَّ لَقِيتَنِي لَا تُشْرِكُ بِي شَيْئاً، لأَتَيْتُكَ بِقُرَابِهَا مَغْفِرَةً»[1] "اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا کہ اے انسان! جب تک تُو مجھ سے دعا کرتا اور اُمید رکھتا رہے گا، میں تیرے گناہ بخشتا رہوں گا، چاہے تیرے گناہ کتنے ہی ہوں، اور مجھے اس بات میں کوئی پروا نہیں۔ اے انسان! اگر تیرے گناہ آسمان تک بھی پہنچ جائیں، پھر تُو بخشش مانگے تو میں بخش دُوں گا، اور مجھے اس بات میں کوئی پروا نہیں۔ اے انسان! اگر تو زمین بھر گناہ میرے پاس لے کر آئے، لیکن تُو نے شرک نہ کیا ہو تب بھی میں تیرے سارے گناہ بخش دُوں گا"۔

مایوسی و نااُمیدی کے چند اسباب

انسان مایوس اور نااُمید کیوں ہوتا ہے؟ اس کے متعدّد اسباب ہیں جن میں سے چند حسبِ ذیل ہیں:

(۱) رحمتِ الٰہی کی وُسعت سے لاعلمی

حضراتِ ذی وقار! اللہ تعالی کی وُسعتِ رحمت بے پایاں اور لامحدود ہے، اس کی رِدائے رحمت کُل جہان کو اپنے اِحاطے میں لیے ہوئے ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿رَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ﴾[2] "میری رحمت ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے"، اور ہر نیک اور بد کو پہنچتی ہے، اس کے باوُجود بعض لوگ مَصائب وآلام کے وقت اپنی جَہالت ولاعلمی کے باعث، رحمتِ الٰہی سے مایوس اور نااُمید ہو جاتے ہیں، اور بات کسی طَور پر بھی دُرست نہیں، ہر مصیبت زدہ انسان کو چاہیے کہ اللہ تعالی کی وُسعتِ رحمت

---

(۱) "سنن الترمذي" أبواب الدعوات، ر: ۳۵٤۰، صـ۸۰۷.
(۲) پ ۹، الأعراف: ۱۵٦.

پر کامل یقین رکھے، اور امید کا دامن ہرگز نہ چھوڑے!۔

(٢) خوف میں غُلو واِفراط

بعض لوگوں پر احساسِ گناہ کا اس قدر غلبہ ہو جاتا ہے، کہ وہ عذاب کے خوف میں غُلو واِفراط کا شکار ہوکر، رحمتِ الٰہی سے مایوس اور ناامید ہو جاتے ہیں، اور اپنے گناہوں کی سنگینی کی بنا پر سمجھتے ہیں، کہ ان کے لیے بخشش کے دروازے بند ہو چکے ہیں، ایسا خوف جو رحمتِ الٰہی سے مایوس اور نااُمید کر دے شرعاً مذموم ہے، انسان کو چاہیے کہ ہمیشہ پُراُمید رہے، اور رحمتِ الٰہی سے کبھی مایوس نہ ہو!۔

(٣) مایوس لوگوں کی صحبت کا اثر

مایوسی اور ناامیدی کا ایک سبب مایوس لوگوں کی صحبت بھی ہے، بسااَوقات انسان ایسے لوگوں کی صحبت میں اٹھتا بیٹھتا ہے، جن پر مایوسی اور ناامیدی کا غلبہ ہوتا ہے، ایسے لوگ اللہ کی رحمت اور بخشش کا ذکر کم، اور اس کے غیظ وغضب کا ذکر زیادہ کرتے ہیں، نتیجۃً صحبت اپنا اثر دکھاتی ہے اور انسان مایوسی کا شکار ہو جاتا ہے۔

(٤) قبولیتِ دعا میں تاخیر

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! بعض لوگ قبولیتِ دعا میں تاخیر پر بھی مایوسی کا شکار ہو جاتے ہیں، یہ طرزِ عمل کسی طَور پر دُرست نہیں، انسان کو چاہیے کہ صبر کا دامن تھامے رحمتِ الٰہی سے پُرامید رہے، اور قبولیتِ دعا میں جلد بازی نہ کرے، حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، سرورِ دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «يُسْتَجَابُ لِأَحَدِكُمْ مَالَمْ يَعْجَلْ، يَقُولُ: دَعَوْتُ فَلَمْ يُسْتَجَبْ لِي!»[1]

(١) "صحيح البخاري" كتاب الدعوات، ر: ٦٣٤٠، صـ١١٠٢.

"تمہاری دعا قبول ہوتی ہے جب تک قبولیت میں جلدی نہ کرو، یہ نہ کہو کہ میں نے دعا کی تھی مگر قبول نہیں ہوئی!"۔

(۵) دنیاوی آسائش وآرام میں حد درجہ رغبت

حضراتِ گرامی قدر! بعض لوگ دُنیاوی آسائش وآرام میں حد درجہ رغبت کا مُظاہرہ کرتے ہیں، دُنیاوی مال ودَولت اور اسبابِ تعیُّش سے انہیں بہت لگاؤ رہتا ہے، سکون، اطمینان اور راحت طلبی ان کی اوّلین ترجیح ہوتی ہے، ایسے لوگ راحت میں اِتراتے ہیں، اور مصیبت کے وقت بہت جلد نا امید ہو جاتے ہیں، ایسے ہی لوگوں کے بارے میں ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَ اِذَاۤ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوْا بِهَاؕ وَ اِنْ تُصِبْهُمْ سَیِّئَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْهِمْ اِذَا هُمْ یَقْنَطُوْنَ﴾[1] "جب ہم لوگوں کو رحمت کا مزہ دیتے ہیں تو اُس پر خوش ہو جاتے ہیں، اور اگر انہیں کوئی برائی پہنچے بدلہ اس کا جو اُن کے ہاتھوں نے بھیجا، جبھی وہ (رحمتِ الٰہی سے) نااُمید ہو جاتے ہیں"۔ "اور یہ بات مؤمن کی شان کے خلاف ہے؛ کیونکہ مؤمن کا حال یہ ہے کہ جب اسے نعمت ملتی ہے تو شکر گزاری کرتا ہے، اور جب سختی ہوتی ہے تو اللہ تعالی کی رحمت کا امیدوار رہتا ہے"[2]۔

مایوسی کا علاج

برادرانِ اسلام! مایوسی اور نا امیدی سے چھٹکارہ پانے کے لیے ضروری ہے، کہ بندہ گناہوں سے اجتناب کرے، اور اللہ ربّ العالمین سے حُسنِ ظن رکھے،

---

(۱) پ ۲۱، الروم: ۳۶.

(۲) "تفسیر خزائن العرفان" پ۲۱، الروم، زیرِ آیت:۳۶، صـ۷۵۴۔

اُس کی صفاتِ رحمت کو یاد کرے، اور اُس سے بخشش ومغفرت کی امید رکھے، حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، رسولِ اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: «يَقُولُ اللهُ تَعَالَى: أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي، وَأَنَا مَعَهُ إِذَا ذَكَرَنِي، فَإِنْ ذَكَرَنِي فِي نَفْسِهِ ذَكَرْتُهُ فِي نَفْسِي، وَإِنْ ذَكَرَنِي فِي مَلَإٍ ذَكَرْتُهُ فِي مَلَإٍ خَيْرٍ مِنْهُمْ، وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ بِشِبْرٍ تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ ذِرَاعاً، وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ ذِرَاعاً تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ بَاعاً، وَإِنْ أَتَانِي يَمْشِي أَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً»[1] "اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے گمان کے قریب ہوں، جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں، جب وہ مجھے تنہائی میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے تنہائی میں یاد کرتا ہوں، اور اگر وہ مجھے کسی مجلس میں یاد کرتا ہے تو میں اسے اس سے بہتر (فرشتوں کی) مجلس میں یاد کرتا ہوں، اگر وہ مجھ سے ایک بالشت قریب آتا ہے، تو میری رحمت اس سے ایک ہاتھ قریب ہو جاتی ہے، اگر وہ مجھ سے ایک ہاتھ قریب آتا ہے تو میری رحمت دونوں ہاتھوں کے پھیلاؤ کے برابر اس سے قریب ہوجاتی ہے، اور اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میری رحمت اس کی طرف دَوڑ کر آتی ہے"۔

بخشش ومغفرت کا ذریعہ

حضراتِ محترم! مایوسی اور ناامیدی سے نجات پانے کے لیے یہ بھی ضروری ہے، کہ بندہ ہر حال میں اللہ تعالی کا شکر ادا کرے، اور مصیبت کے وقت صبر وتحمل کا مظاہرہ کرے؛ کہ ایسا کرنا بخشش ومغفرت کا ذریعہ ہے، ارشادِ باری تعالی ہے:

---

(١) "صحيح البخاري" كتاب التوحيد، ر: ٧٤٠٥، صـ١٢٧٣، ١٢٧٤.

﴿وَ لَىٕنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنٰهَا مِنْهُۚ اِنَّهٗ لَیَـٴُوْسٌ كَفُوْرٌ۝۹ وَ لَىٕنْ اَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَیَقُوْلَنَّ ذَهَبَ السَّیِّاٰتُ عَنِّیْؕ اِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌۙ۝۱۰ اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِؕ اُولٰٓىٕكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ كَبِیْرٌ﴾[1] "اگر ہم آدمی کو اپنی کسی رحمت کا مزہ دیں پھر اس سے چھین لیں، ضرور وہ بڑا نااُمید ناشکرا ہے، اور اگر ہم اسے نعمت کا مزہ دیں اس مصیبت کے بعد جو اُسے پہنچی، تو ضرور کہے گا کہ برائیاں مجھ سے دُور ہوئیں، یقیناً وہ خوش ہونے والا بڑائی مارنے والا ہے، مگر جنہوں نے صبر کیا اور اچھے کام کیے، ان کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے!"۔

اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں

جانِ برادر! جو شخص کسی مصیبت یا مشکل کا شکار ہو، اُسے چاہیے کہ اس سے نَجات پانے کے لیے مُعاون ذرائع اختیار کرے، اگر بیمار ہے تو طبیب سے علاج کرائے، بے روزگار ہے تو اچھا روزگار تلاش کرے، اگر کوئی عزیز گمشدہ ہو تو اسے تلاش کرے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿یٰبَنِیَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ یُّوْسُفَ وَ اَخِیْهِ وَ لَا تَایْـٴَسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِؕ اِنَّهٗ لَا یَایْـٴَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ﴾[2] "اے بیٹو! جاؤ یوسف اور اس کے بھائی کا سراغ لگاؤ، اور اللہ کی رحمت سے نااُمید نہ ہو، یقیناً اللہ کی رحمت سے نااُمید نہیں ہوتے مگر کافر لوگ"۔

میرے عزیز دوستو، بھائیو اور بزرگو! ہم میں سے ہر ایک کو چاہیے کہ خالقِ کائنات عَزَّوَجَلَّ کی وُسعتِ رحمت سے ہمیشہ پُراُمید رہے، اس پر کامل یقین وایمان

---

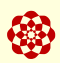
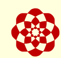
(۱) پ ۱۲، هُود: ۹-۱۱.

(۲) پ ۱۳، یوسف: ۸۷.

رکھے، کبھی نااُمید نہ ہو، اللہ ربّ العالمین کی صفتِ رحمت کو یاد کر کے اس سے رحم وکرم کا سُوال کرے، اس سے بخشش ومغفرت چاہے، ہمیشہ اس کے بارے میں اچھا گمان رکھے، گناہوں سے اجتناب کر کے حُسنِ خاتمہ کی اُمید رکھے، شریعتِ مطہّرہ کے اَحکام کی پابندی کرے، نیک کاموں کی کثرت کرے، مصیبت کے وقت اُمید کا دامن ہرگز نہ چھوڑے، اور دعا کے ساتھ ساتھ مُعاون ذرائع بھی اختیار کرے۔

دعا

اے اللہ! ہمیں اپنی بے پایاں رحمت سے وافر حصہ عطا فرما، صبر وتحمّل کی دَولت عطا فرما، مایوسی اور نااُمیدی سے بچا، مایوس لوگوں کی صحبت سے بچا، اپنی رحمت سے ہمیشہ پُراُمید رہنے کی توفیق عطا فرما، دُنیاوی راحت وآرام میں حد درجہ رغبت سے بچا، اور ہماری بخشش ومغفرت فرما! آمین یاربّ العالمین!۔



صبر، تحمل اور برداشت

(جمعۃ المبارک ۲۷ جُمادی الأولی ۱۴۴۴ھ - ۲۳/۱۲/۲۰۲۲ء)

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلِهِ وصحبهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ باللهِ مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسمِ الله الرّحمنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

تحمل وبُردباری کا لُغوی معنی

برادرانِ اسلام! صبر وتحمل وبُردباری کا لُغوی معنی برداشت کرنا، بوجھ اٹھانا اور نرمی اختیار کرنا ہے، جبکہ اسلامی اصطلاح میں اس سے مراد ناگوار باتوں میں برداشت سے کام لینا، اور نامُوافق حالات میں نرمی اور تواضُع کا اظہار کرنا، تحمل وبُردباری کہلاتا ہے[1]۔

تحمل وبُردباری کی اہمیت

عزیزانِ محترم! دینِ اسلام میں تحمل وبُردباری کی بڑی اہمیت ہے، یہ ایک گراں قدر نعمت ہے، اس کی بدَولت ہم ایک اچھی اور بہترین زندگی بسر کر سکتے ہیں، اس

(١) "جمهرة اللغة" للأزدي، الحلم، ١/ ٥٦٥، ملخصاً. و"التعريفات" الحلم، صـ٩٢. و"فرہنگِ آصفیہ" تحمل، ۱/ ۵۹۶، ملخصًا۔

کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے خوب لگایا جاسکتا ہے، کہ حِلم (برداشت) اللہ تعالیٰ کی متعدّدِ صفات میں سے ایک صفت ہے، اللہ کریم اپنے بندوں کی لغزشوں گناہوں کو مُعاف، اور کوتاہیوں سے درگزر فرماتا ہے، خالقِ کائنات جَلّ جلالہ کا ارشادِ پاک ہے: ﴿وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ﴾[1] "جان لو کہ اللہ بخشنے والا حِلم والا ہے"۔

تحمل وبُردباری انبیاء کی بھی صفت ہے

حضراتِ گرامی قدر! تحمل وبرداشت ایک ایسا وصف ہے جس سے تمام انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام متّصف فرمائے گئے، حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کے اس وصف کا بالخصوص ذکر کرتے ہوئے اللہ عزّوجلّ نے ارشاد فرمایا: ﴿اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ﴾[2] "یقیناً ابراہیم تحمل والا، بہت آئیں کرنے، رُجوع لانے والا ہے"۔

تحمل وبُردباری کا مُظاہرہ سنّتِ انبیاء ہے

عزیزانِ مَن! جاہل اور بے وقوف لوگوں کی بدتمیزی اور جہالت پر تحمل، بُردباری اور برداشت کا مظاہرہ کرنا سنّتِ انبیاء ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ سَفَاهَةٍ وَّ اِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ سَفَاهَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ﴾[3] "اس کی قوم کے کافر سردار بولے: یقیناً ہم تمہیں بے وقوف سمجھتے ہیں، اور یقیناً ہم تمہیں جھوٹوں میں گمان کرتے ہیں، کہا: اے میری

(۱) پ۲، البقرة: ۲۳۵.
(۲) پ۱۲، هُود: ۷۵.
(۳) پ۸، الأعراف: ۶۶-۶۸.

قوم! مجھے بے وقوفی سے کوئی تعلق نہیں، میں تو پروَردگارِ عالَم کا رسول ہوں، تمہیں اپنے رب کی رسالتیں پہنچاتا ہوں، اور تمہارا معتمَد خیر خواہ ہوں!"۔

صدر الاَفاضل علّامہ سیّد نعیم الدین مُرادآبادی رحمۃ اللہ تعالی علیہ ان آیاتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں کہ "کفّار کا حضرت سیّدنا ہُود علیہ الصلوۃ والسلام کی جناب میں یہ گستاخانہ کلام کہ "تمہیں بے وقوف سمجھتے ہیں، جھوٹا گمان کرتے ہیں" انتہا درجہ کی بے ادبی اور کمینگی تھی، اور وہ مستحق اس بات کے تھے کہ انہیں سخت ترین جواب دیا جاتا، مگر آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے اَخلاق وادب اور شانِ حِلم (تحمّل وبرداشت) سے جو جواب دیا، اس سے شانِ مقابلہ ہی نہ پیدا ہونے دی، اور ان کی جہالت سے چشم پوشی فرمائی"[1]۔

اللہ تعالی کے نیک بندے

حضراتِ ذی وقار! دعوت وتبلیغ کا فریضہ انجام دینے والے مبلغین کو چاہیے، کہ حُسنِ اَخلاق اور تحمّل وبرداشت سے کام لیں، اور کوئی کتنی ہی سخت بات کہہ دے، اس پر صبر وتحمّل سے کام لیں، خندہ پیشانی سے پیش آئیں اور رِضائے الٰہی کے لیے اپنے غصے کو پی جائیں؛ کہ یہ اللہ کے نیک بندوں اور مقبولانِ بارگاہ کا خاص وصف اور پہچان ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴾[2] "غصہ پینے والے، اور لوگوں سے درگزر کرنے والے، اور نیک لوگ اللہ کے محبوب ہیں"۔

---

(۱) "تفسیر خزائن العرفان" پ۸، الاَعراف، زیرِ آیت: ٦٨، صـ۳۰۰۔

(۲) پ٤، آل عمران: ١٣٤.

جاہلوں سے اجتناب

رفیقانِ ملّت اِسلامیہ! اللہ کے نیک بندے جاہلوں سے اِعراض (اجتناب) کرتے ہیں، اور ان کی ناگوار باتوں پر تحمل وبرداشت کا مُظاہرہ کرتے ہیں، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّ اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ﴾[1] "رحمٰن کے وہ بندے جو زمین پر آہستہ چلتے ہیں، اور جب جاہل ان سے بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں: بس سلام"۔ حضرت سیّدنا مجاہد رحمہ اللہ تعالی علیہ اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ "زمین پر آہستہ چلنے سے مراد ان کا تحمل، برداشت اور وقار ہے"[2]۔

ایک اَور مقام پر ارشاد فرمایا: ﴿ وَ اِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ﴾[3] "جب بے ہودہ پر گزرتے ہیں، اپنی عزّت سنبھالے گزر جاتے ہیں"، "اور اپنے آپ کو لہو وباطل سے ملوّث نہیں ہونے دیتے، ایسی مجالس سے اِعراض کرتے ہیں"[4]۔

صبر کرنے کی تلقین

حضراتِ محترم! اہلِ ایمان کو حکم ہے کہ اگر کوئی گروہ تمہارے ساتھ ظلم وزیادتی کرے، توتم انتقام کی قدرت رکھنے کے باوُجود تحمل، برداشت اور صبر سے کام لو؛ کہ یہ تمہارے حق میں بہتر اور افضل ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿ وَ اِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ ؕ وَ لَىٕنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَیْرٌ لِّلصّٰبِرِیْنَ ﴾[5]

---

(١) پ١٩، الفرقان: ٦٣.
(٢) "تفسير الطَبَري" تحت الآية: ٦٣، ر: ٢٠٠٨٦، الجزء ١٩، صـ٤٣.
(٣) پ١٩، الفرقان: ٧٢.
(۴) "تفسیر خزائن العرفان" پ١٩، الفرقان، زیرِ آیت:۷۲، صـ۶۸۰۔
(٥) پ١٤، النحل: ١٢٦.

"اگر تم سزا دو تو ویسی ہی سزا دو جیسی تمہیں تکلیف پہنچائی تھی، اور اگر تم صبر کرو تو یقیناً صبر کرنے والوں کو صبر سب سے اچھا ہے"۔

"عجائب القرآن" میں ہے کہ "حضرت سیّدنا نُوح علیہ السلام ساڑھے نو سو ۹۵۰ برس تک اپنی قوم کی طرف سے اِیذاء رَسانیوں، دِلخراش طعنوں اور گالیوں کے باوُجود صبر وتحمل کے ساتھ اپنی قوم کو ہدایت کا درس دیتے رہے، اور جب تک ان پر وحی نہیں آگئی کہ یہ لوگ ایمان نہیں لائیں گے، اس وقت تک آپ برابر ہدایت کا وعظ سناتے ہی رہے۔ جب بذریعہ وحی آپ ان لوگوں کے ایمان سے مایوس ہوگئے، تو آپ نے ان ظالموں کے لیے ہلاکت کی دعا فرمائی۔ قومِ مسلم کے واعظوں اور ہادیوں کے لیے حضرت نُوح علیہ السلام کا اُسوۂ حسَنہ چراغِ ہدایت ومنارۂ نور ہے، کہ وہ بھی صبر واستقلال کے ساتھ برابر تبلیغ واِرشاد کا کام جاری رکھیں"[1]۔

ذاتی انتقام سے گریز

جانِ برادر! حضور نبئ کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو راہِ خدا میں بے شمار تکلیفیں پہنچائی گئیں، لیکن اس کے باوُجود آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے انتہائی صبر اور تحمل وبرداشت کا مُظاہرہ فرمایا، اور کبھی کسی کو ذاتی انتقام کا نشانہ نہیں بنایا، حضرت سیّدہ عائشہ صدّیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالی عنہا ارشاد فرماتی ہیں: «وَمَا انْتَقَمَ رَسُولُ الله ﷺ لِنَفْسِهِ فِي شَيْءٍ قَطُّ، إِلَّا أَنْ تُنْتَهَكَ حُرْمَةُ الله فَيَنْتَقِمَ بِهَا لله»[2] "رسول اللہ

(۱) "غرائب القرآن" (۲۸) طوفان کیونکر ختم ہوا، درسِ ہدایت، صـ۳۲۵۔
(۲) "صحيح البخاري" كتاب الأدب، ر: ٦١٢٦، صـ١٠٦٧.

ﷺ نے کبھی کسی سے ذاتی مُعاملے میں انتقام نہیں لیا، سوائے اس صورت کے کہ کسی نے اَحکامِ خداوندی کی نافرمانی کی ہو"۔

سب سے زیادہ بُردبار

میرے محترم بھائیو! طاقت اور انتقام کی قدرت رکھنے کے باوُجود اپنے مخالفین کو مُعاف کردینا، تحمل، بُردباری اور برداشت کی علامت ہے، حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: «وأحلَمُكُم مَن عفَا بعدَ قدرهِ»[1] "تم میں سب سے زِیادہ بُردبار (برداشت والا) وہ ہے، جو طاقت کے باوُجود مُعاف کر دے"۔

تحمل وبُردباری ...اللہ تعالی کی پسندیدہ خصلت

حضراتِ گرامی قدر! تحمل وبردباری وہ پیاری صفات ہیں، جنہیں اللہ عزوجل پسند فرماتا ہے، تاجدارِ رسالت ﷺ نے حضرت اشج عبدِ قیس میں حِلم، بُردباری اور سنجیدگی دیکھی تو ان سے ارشاد فرمایا: «إِنَّ فِيْكَ لَخَصْلَتَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللهُ: (١) الْحِلْمُ (٢) وَالْأَنَاةُ»[2] "تم میں دو۲ خصلتیں ایسی ہیں جنہیں اللہ تعالی پسند فرماتا ہے: (۱)بردباری (برداشت)(۲)اور سمجھ"۔

غرور وتکبّر...تحمل وبرداشت کی راہ میں حائل سب سے بڑی رکاوَٹ

برادرانِ اسلام! تحمل وبرداشت کی راہ میں حائل سب سے بڑی رکاوَٹ غرور وتکبّر ہے، غرور وتکبّر کے باعث انسانی طبیعت میں بے جاغصہ اور شدّت جیسی مذموم صفات پیدا ہوتی ہیں، جو اسے تحمل مزاجی، رافت ونرمی اور برداشت کا مظاہرہ کرنے

(١) "الفِردَوس بمأثور الخطاب" باب الألف، ر: ٨٥٠، ١/ ٢٢٢.
(٢) "صحيح مسلم" كتاب الإيمان، ر: ١١٨، صـ٣١.

سے روکتی ہیں۔ حجۃ الاسلام سیّدنا امام محمد غزالی رحمۃ اللہ تعالٰی "کیمیائے سعادت" میں فرماتے ہیں کہ "کسی شخص نے امیر المومنین سیّدنا عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے سخت کلامی کی، آپ نے سر جھکا لیا اور فرمایا: کیا تم یہ چاہتے ہو کہ مجھے غصہ آجائے؟ اور شیطان مجھے تکبُّر اور حکومت کے غرور میں مبتلا کرے؟ اور میں تم کو ظلم کا نشانہ بناؤں؟ اور بروزِ قیامت تم مجھ سے اِس کا بدلہ لو؟ مجھ سے یہ ہرگز نہیں ہوگا! یہ فرما کر خاموش ہوگئے"[1]۔

تحمل مزاجی اپنانے کا طریقہ

حضراتِ ذی وقار! جس طرح کوئی بھی چیز سیکھنے سے آتی ہے، اسی طرح تحمل مزاجی کی صفت بتکلُّف صبر کرنے اور برداشت کرنے سے پیدا ہوتی ہے، لہذا ہر شخص کو چاہیے کہ خلافِ مزاج بات پر اپنے غصے کو قابو میں رکھے، اور تحمل و برداشت کا مظاہرہ کرے۔ حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے، سرورِ دوجہاں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «الْعِلْمُ بِالتَّعَلُّمِ، وَالْحِلْمُ بِالتَّحَلُّمِ، ومَنْ يَتَحَرَّ الْخَيْرَ يُعْطَهُ، وَمَنْ يَتَوَقَّ الشَّرَّ يُتوقَّهُ»[2] "علم سیکھنے سے آتا ہے، اور تحمل مزاجی بتکلُّف برداشت کرنے سے پیدا ہوتی ہے، اور جو بھلائی حاصل کرنے کی کوشش کرے اسے بھلائی دی جاتی ہے، اور جو شر سے بچنا چاہتا ہے اسے شر سے بچا لیا جاتا ہے"۔

تحمل مزاجی سے مزیّن ہونے کی دعا

عزیزانِ محترم! ہمیں چاہیے کہ اپنے اندر تحمل مزاجی پیدا کرنے کی بھرپور

(۱) "کیمیائے سعادت" رکنِ سوم ۳، اصلِ چہارُم ۴، خشم وحقد وحسد، صـ۵۰۴۔

(۲) "تاریخ دِمشق" لابن عساکر، تحت ر: ۲۱۶۲- رَجاء ...إلخ، ۱۸/ ۹۹.

کوشش کریں، اور اس سلسلے میں اللہ تعالی کی بارگاہ میں دعا بھی کریں؛ کہ سرکارِ دوجہاں ﷺ بھی تحمل مزاجی، تقویٰ، علم اور عافیت کے لیے بنفسِ نفیس یہ دعا کرتے تھے: «اللَّهُمَّ أَغْنِنِي بِالْعِلْمِ، وَزَيِّنِّي بِالْحِلْمِ، وَأَكْرِمْنِي بِالتَّقْوَى، وَجَمِّلْنِي بِالْعَافِيَةِ!»[1] "اے اللہ! مجھے علم کے ذریعے غنی، تحمل مزاجی سے مزیّن، تقویٰ سے مکرّم، اور عافیت سے آراستہ فرما"۔

بُردباری سے پیش آنے کا اِنعام

رفیقانِ ملّت اِسلامیہ! کسی کے جاہلانہ برتاؤ پر تحمل، بُردباری اور برداشت کا مُظاہرہ کرنا، مددِ الٰہی کے حصول کا ذریعہ ہے، حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: یا رسولَ اللہ! میں اپنے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرتا ہوں، لیکن وہ مجھ سے قطع تعلّق کرتے ہیں! میں ان کے ساتھ حُسنِ سُلوک سے پیش آتا ہوں، لیکن وہ مجھ سے بُرا سُلوک کرتے ہیں! میں ان کے ساتھ بُردباری سے پیش آتا ہوں، لیکن وہ مجھ سے جاہلانہ برتاؤ کرتے ہیں! رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: «لَئِنْ كُنْتَ كَمَا قُلْتَ، فَكَأَنَّمَا تُسِفُّهُمُ الْمَلَّ، وَلَا يَزَالُ مَعَكَ مِنَ اللهِ ظَهِيرٌ عَلَيْهِمْ، مَادُمْتَ عَلَى ذَلِكَ»[2] "اگر مُعاملہ اسی طرح ہے جیسے تم نے کہا، تو گویا انہیں جلتی ہوئی راکھ کھلا رہے ہو، اور جب تک تم اس حال پر رہو گے، تمہارے ساتھ اللہ تعالی کی طرف سے ایک مددگار رہے گا"۔

---

(۱) "الجامع الصغير" حرف الهمزة، ر: ۱۵۳۲، الجزء ۱، صـ۹٦.

(۲) "صحيح مسلم" كتاب البرّ والصلة والأدب، ر: ٦٥۲٥، صـ۱۱۲۲.

عورتوں کے ساتھ نرمی اور بُردباری سے پیش آنے کی تلقین

میرے محترم بھائیو! تحمل، برداشت اور نرمی کے سب سے زیادہ حقدار انسان کے اپنے اہلِ وعِیال ہیں، لہذا اگر زَوجین (میاں بیوی) میں سے کوئی ایک بدمزاج، بداَخلاق اور زبان دراز ہو، توفریقِ ثانی کو چاہیے کہ صبر، تحمل اور برداشت سے کام لے، سرورِ کونین ﷺ نے ارشاد فرمایا: «وَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْراً، فَإِنَّهُنَّ خُلِقْنَ مِنْ ضِلَعٍ، وَإِنَّ أَعْوَجَ شَيْءٍ فِي الضِّلَعِ أَعْلاَهُ، فَإِنْ ذَهَبْتَ تُقِيمُهُ كَسَرْتَهُ، وَإِنْ تَرَكْتَهُ لَمْ يَزَلْ أَعْوَجَ، فَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْراً!»[1] "خواتین سے نیک سُلوک کرو؛ کیونکہ اُن کو پسلی سے پیدا کیا گیا ہے، اور پسلی کا سب سے اوپر والا حصہ زیادہ ٹیڑھا ہوتا ہے، اگر تم نے اسے سیدھا کرنے کی کوشش کی تو توڑ ڈالو گے، اور اگر اسے چھوڑے رکھو تو وہ ٹیڑھی ہی رہے گی، لہذا خواتین کے ساتھ اچھا سُلوک کرو"۔

تحمل مزاجی، برداشت اور صبر افضل ترین اعمال میں سے ہیں، بزرگانِ دین کے نزدیک تحمل وبرداشت زُہد کا دوسرا نام ہے، منقول ہے کہ حضرت سفیان ثَوری، ابو خزَیمہ یربوعی اور فضیل بن عیاض رحمہم اللہ جمع ہو کر زُہد کے بارے میں گفتگو کرنے لگے، تو اُن سب نے اس پر اِتفاق کیا کہ اعمال میں سب سے افضل غصے کے وقت تحمل مزاجی، اور مصیبت کے وقت صبر سے کام لینا ہے"[2]۔

میرے عزیز دوستو، بھائیو اور بزرگو! بے جا غصّہ، عدم برداشت اور بے صبری انسانی قوّتِ اِیقان واطمینان کو ختم کر دیتی ہیں، اس کے باعث انسان ذہنی

(١) "صحيح البخاري" كتاب النكاح، ر: ٥١٨٦، صـ٩٢٦.
(٢) "إحياء علوم الدِين" رُبع المهلكات، كتاب ذمّ الغضب ...إلخ، ٣/ ١٧٦.

دباؤ کا شکار ہو کر بڑے بڑے جرائم اور کبیرہ گناہوں کا مرتکِب ہوتا ہے، جبکہ تحمل، برداشت اور رَواداری کے باعث نئی امیدیں پروان چڑھتی ہیں، قلبِ انسانی میں امید اور یقین کے نئے چراغ روشن ہوتے ہیں، لہذا مُعاشرے کے امن، سکون اور بقا کے لیے بحیثیت مسلمان ہمیں اپنی شخصیت کو تحمل و بُرد باری، برداشت اور صبر جیسی اعلیٰ صفات سے مزیّن کرنا چاہیے، کہ مُعاشرتی امن، سکون اور ترقی کے لیے تحمل و برداشت کی حیثیت ایک ضامِن کی سی ہے۔

دعا

اے اللہ! ہمیں تحمل، بُردباری اور برداشت جیسی اعلیٰ صفات سے مزیّن فرما، غرور و تکبّر سے محفوظ فرما، جاہلوں کے ساتھ اُلجھنے سے اجتناب کی توفیق مَرحمت فرما، اپنے اہل وعِیال اور دیگر مسلمانوں کے ساتھ حُسنِ سُلوک سے پیش آنے کی توفیق عطا فرما، اور بے جا غصّہ، بے صبری اور عدمِ برداشت جیسی صفاتِ رَذِیلہ سے نجات عطا فرما!، آمین یاربّ العالمین!۔



مستشرقین کی اسلام پر فکری یلغار اور ہماری ذمّہ داری

(جمعۃ المبارک ۰۶ جُمادَی الآخرۃ ۱۴۴۴ھ - ۲۰۲۲/۱۲/۳۰ء)

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلِهِ وصحبِهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ باللهِ مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسمِ الله الرّحمنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

مستشرقین سے مراد

برادرانِ اسلام! مستشرقین (Orientalists) سے مراد وہ غیر مسلم دانشور ہیں، جن کا مقصد مسلمانوں کے علوم وفنون حاصل کر کے ان پر قبضہ کرنا، اور اسلام پر بے بنیاد اعتراضات وارِد کرنا ہے[1]۔

تحریکِ اِستشراق کا بنیادی مقصد

عزیزانِ محترم! اِستشراق ایک ایسی تحریک ہے جس کا جنم یورپ (Europe) میں ہوا، اس تحریک کا بنیادی مقصد اسلام اور مسلمانوں کو زیر کرنا ہے، اس مقصد کے

(١) "شرح مقدمة سنن ابن ماجه" لعبد الكريم، ٩/ ١٣، ملخصاً.

و"رؤية إسلامية للاستشراق" للدكتور أحمد عبد الحميد الغراب، ملخصاً.

حصول کے لیے مستشرقین نے پہلے اسلامی علوم وفنون، سیرت، اسلامی تاریخ، تہذیب وثقافت اور عربی علوم پر دسترس حاصل کی، پھر انہیں ہدَفِ تنقید بنایا، بے بنیاد اعتراضات وارِد کیے، حقائق کو توڑ مروڑ کر پیش کیا، اور اسلامی تعلیمات اور مآخذ کو مشکوک بنانے کے لیے مختلف حَربے اختیار کیے! "مصادرِ اسلامیہ یعنی کتاب وسنّت میں تشکیک (شک) پیدا کرنے میں یہودی مستشرقین کی ایک جماعت نے بڑا کردار ادا کیا۔ ان یہودی مستشرقین میں گولڈ زیہر (Gold Ziher)، تھیڈور نولڈیکے (Theodor Noldeke)، رچرڈ بیل (Richard Bell)، ریجس بلیشے (Regis Blachere)، اور ویلہاؤزن (Wellhausen) وغیرہ شامل ہیں"[1]۔

تحریکِ استشراق کے دیگر اَہداف ومقاصد

حضراتِ گرامی قدر! مستشرقین نے اپنی صلاحیتوں کو مشرقی علوم وفنون کے لیے ہی وقف کیوں کیا؟ پسِ پردہ ان کے مقاصد کیا تھے؟ مسلم علماء نے اس سلسلے میں تحریکِ استشراق کے کئی اَہداف ومقاصد بیان کیے ہیں، ان میں سے چند یہ ہیں:

(۱) دینِ اسلام کی تعلیمات کو مسخ کرنا

عزیزانِ مَن! مُعاصرِ استشراقی جدوجہد کا ایک ہدَف دینِ اسلام کی تعلیمات اور عقائد ونظریات کو مسخ کرنا، اور لوگوں کو لادِینیت اور اِلحاد کی طرف راغب کرنا ہے؛ کیونکہ مستشرقین جانتے ہیں کہ مسلمان اپنے دین کو بڑی اہمیت دیتے ہیں، لہذا کسی مسلمان کے دین کو تبدیل کرنا تو آسان نہیں، لیکن اسے اپنے دین کے بارے میں شکوک وشبہات میں ضرور مبتلا کیا جاسکتا ہے۔ اس مقصد کے لیے انہوں نے دینِ اسلام کے خلاف

---

(۱) "اسلام اور مستشرقین" "تحریکِ استشراق کا تعارُف، دینی محرّکات، صـ۱۱۔

ہزاروں کتابیں لکھیں، دنیا بھر میں اپنا تعلیمی نظام رائج کیا، اور پوری دنیا کے الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا(Electronic And Print Media)کو کنٹرول کر کے فلموں، ڈراموں اور انٹرنیٹ(Internet)کے ذریعے اسلامی کلچر(Islamic Culture)اور تعلیمات کو غلط ثابت کرنے اور انہیں مسخ کرنے کی مذموم کوششیں کیں۔

میرے محترم بھائیو! ایک مسلمان کبھی بھی یہودی، عیسائی یا ہندومت کے عقائد قبول نہیں کرتا، لیکن لبرل اِزم (Liberalism)، سیکولر اِزم (Secularism)، اور کیپیٹل اِزم(Capitalism) کے عقائد ونظریات آسانی سے قبول کرلیتا ہے؛ کیونکہ وہ ان عقائد کو دین ومذہب نہیں سمجھتا، حالانکہ ان نظریات کی بنیاد لادِینیت اور اِلحاد (یعنی دین اور خدا کے وُجود کے انکار) پر قائم ہے۔

مستشرقین کی انہی سازشوں کی وجہ سے اسلامی مُعاشرہ میں لادِینیت اور اِلحاد پر مبنی نظریات تیزی سے پھیل رہے ہیں، اور نہایت بدقسمتی کی بات یہ ہے کہ اس کام کے لیے مسلمانوں کے مؤثر افراد (مثلاً اعلیٰ حکومتی شخصیات، صحافی اور پروفیسر حضرات وغیرہم)جو مغربی تعلیم اور نظریات سے متاثر ہیں، وہ لوگ اہم کردار ادا کررہے ہیں!!۔

(۲) غلبۂ اسلام کا خوف

حضراتِ ذی وقار! مغربی ممالک (Western Countries) میں اسلام کے پھیلاؤ کو روکنا، اور اس کے اثر ورُسوخ کو کم کرنا بھی مستشرقین (Orientalists) کے اہم مقاصد واَہداف میں سے ہے، سابق برطانوی وزیرِ اعظم ولیم گلاڈسٹن (William Gladstone) نے ۱۸۸۲ء میں کہا تھا کہ "جب تک یہ قرآن موجود ہے مغرب کے لیے مشرق کو مغلوب کرنا ممکن نہیں، بلکہ قرآن کی

موجودگی میں مغرب کے لیے اپنے آپ کو حالتِ امن میں محسوس کرنا بھی دُرست نہیں "[۱]۔ ممتاز امریکی مستشرق برنارڈ لوئس (Bernard Lewis) امریکی سیاست کا نہایت وفادار مستشرق مانا جاتا ہے، یہ مَوصوف عالَمِ اسلام کو مغرب اور مغربی تہذیب (Western Culture) کے لیے بہت بڑا خطرہ قرار دیتے ہیں[۲]۔

(۳) لادِینیت کی ترویج واِشاعت

عزیزانِ محترم! مسلمانوں کے دین وعقائد میں شکوک شبہات پیدا کرکے انہیں لادِین، لبرل (Liberal)، سیکولر (Secular) اور ملحِد (Atheist) بنانا ہی مستشرقین کا ایک اہم مقصد ہے، اور اس مذموم مقصد کی تکمیل کے لیے وہ ایسے نام نہاد اسلامک اسکالرز (so-called Islamic scholars) بھی تیار کررہے ہیں، جو مسلمانوں میں ہی بیٹھ کر اسلام کی چودہ سو سالہ علمی تاریخ پر تنقید کرتے ہیں، اور مسلمانوں کے دِلوں سے احادیثِ مبارکہ اور فقہِ اسلامی کے ساتھ ساتھ، علمائے کرام کی محبت و عقیدت کو بھی نکال رہے ہیں، کہتے ہیں کہ "مولویوں کی مت سنو" مگر لوگوں کو اپنے پیچھے لگانے کے لیے دن رات ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔

مستشرقین کی فکری یلغار

حضراتِ گرامی قدر! مستشرقین (Orientalists) نے مسلمانوں کی متعدّد نظریاتی سرحدوں پر فکری یلغار کی، اور انہیں کمزور کرنے کی کوشش کی، اس سلسلے میں جو اُمور خاص طَور پر ان کا ہدف رہے، اُن میں سے چند یہ ہیں:

---

(۱) المرجع نفسه، ثالثاً - الدافع الاستعماري، صـ۵۸، ۶۹.
(۲) المرجع السابق، رابعاً - الدافع السياسي، صـ۷۴.

قرآنِ کریم سے متعلق شکوک وشُبہات پیدا کرنا

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! مستشرقین نے مسلمانوں پر جو فکری یلغار کی، اس میں انہوں نے اسلامی تعلیمات اور اَحکام کے سب سے بڑے اور مستند ترین مآخذ قرآنِ کریم کو بھی نشانہ بنایا، اور مسلمانوں کے دلوں میں اس کے متعلق شکوک وشُبہات پیدا کرنے کی مذموم کوشش کی۔ "(جرمن مستشرق تھیڈور) نولڈیکے (Theodor Noldeke) کا خیال ہے کہ قرآنِ مجید (معاذاللہ) پیغمبرِ اسلام کی ذاتی تصنیف ہے، اور وحی آپ (ﷺ) سے ایک بے قابو ہیجانی حالت میں (اپنی) ذات سے صادر ہوئی، آسمان سے نازل شدہ نہیں تھی[1]۔

میرے محترم بھائیو! جرمن مستشرق تھیڈور نولڈیکے (Theodor Noldeke) کا قرآنِ کریم سے متعلّق یہ نظریہ بالکل باطل، بے دلیل اور اس کے اپنے مَن کی گھڑت ہے، اس کی متعدِّد وُجوہات ہیں:

(۱) مستشرقین کی طرف سے مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ پر وحی سے متعلق وارِد کیا جانے والا یہ اعتراض کوئی نیا نہیں، کفّارِ مکّہ بھی آپ ﷺ پر ایسے ہی اِلزامات عائد کیا کرتے اور باتیں بناتے تھے، اللہ ربّ العالمین نے اُن کافروں کا حال قرآنِ کریم میں بیان فرمایا: ﴿بَلْ قَالُوْۤا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍۭ بَلِ افْتَرٰىهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ﴾[2] "بلکہ کافر بولے: پریشان خوابیں ہیں (جن کو نبیِ کریم ﷺ وحیِ الٰہی سمجھ بیٹھے ہیں) بلکہ ان کی گڑھت (گھڑی ہوئی چیز) ہے، بلکہ یہ شاعر ہیں"۔

(۱) دیکھیے: "اسلام اور مستشرقین" باب ۲: قرآن اور مستشرقین، تھیڈو نولڈیکے، صـ۲۳۔
(۲) پ۱۷، الأنبیاء: ۵.

صدر الاَفاضل علّامہ سیّد نعیم الدین مُرادآبادی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں کہ "یہ کہہ کر خیال ہوا کہ لوگ کہیں گے: اگر یہ کلام حضرت (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کا بنایا ہوا ہے، اور تم انہیں اپنے مثل بَشر بھی کہتے ہو، تو تم ایسا کلام کیوں نہیں بناتے؟ یہ خیال کرکے اس بات کو بھی چھوڑا، اور کہنے لگے: (یہ شاعر ہیں)، اور یہ کلام شعر ہے، (الغرض) اسی طرح کی باتیں بناتے رہے، کسی ایک بات پر قائم نہ رہ سکے، اور اہلِ باطل کذّابوں (بڑے جھوٹوں) کا یہی حال ہوتا ہے!"[1]۔

(۲) وحیٔ الٰہی کا مصدر اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی ہوتی، تو جب منافقین نے حضرت سیّدہ عائشہ صدّیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالٰی عنہا پر تہمت لگائی، تو حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی شدید خواہش تھی کہ امّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدّیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالٰی عنہا اس اِلزام سے بَری ہو جائیں، حضور اگر چاہتے تو اپنی زبانِ حق ترجمان سے بھی حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی پاکی بیان فرما سکتے تھے، مگر سرکارِ دوجہاں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے تقریباً ایک ماہ تک وحی کا انتظار فرمایا، اگر وحی کا مصدر اپنی ذاتِ گرامی ہی تھا، تو ایک ماہ تک انتظار کی کیا ضرورت تھی؟

(۳) اسی طرح جب مشرکینِ مکّہ نے حضور نبیٔ کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے رُوح کے بارے میں سوال کیا، تو حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے جواب دینے کے لیے وحی کا انتظار فرمایا۔

یہ تمام قرائن اور شہادتیں اس بات کو واضح کرتی ہیں، کہ وحی کا مَصدر حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے خارج میں تھا، نہ کہ ذات میں۔

---

(۱) "تفسیر خزائن العرفان" پ۱۷، الانبیاء، زیرِ آیت: ۵، صـ۶۰۲ ملتقطاً۔

مستشرقین کی اسلام دشمنی

حضراتِ گرامی قدر! اسلام کے خلاف اَوچھے ہتھکنڈے اپنانا، اور مسلمانوں کے خلاف نت نئی سازشیں کرنا، مستشرقین کی ہمیشہ سے اوّلین ترجیح رہا ہے، اس سلسلے میں انہوں نے ہر ممکنہ طریقے سے اسلام کو کمزور کرنے کی مذموم کوششیں کی، کبھی انہوں نے حضور نبئ کریم ﷺ کی عزّت وناموس پر حملہ کیا، کبھی حضور ﷺ کے اہلِ بیتِ اَطہار کے پاکیزہ کردار کو داغدار کرنے کی کوشش کی، کبھی مسلمانوں کے بیچ فرقہ واریت کا بیج بویا، تو کبھی اسلامی حکومتوں کے خلاف سازشیں کیں، کبھی دجّالی میڈیا کے ذریعے مسلمانوں کو علمائے دین سے متنفر کیا، تو کبھی یورپی طرزِ تعلیم کے ذریعے اُمتِ مسلمہ کے نوجوانوں کے خلاف فکری یلغار کی۔

ان تمام تر سازشوں اور گھناؤنے منصوبوں کے پیچھے صرف ایک ہی ہدف ہے، اور وہ یہ کہ مغرب (West) اس نتیجے پر پہنچ چکا ہے، کہ مسلمانوں پر اس وقت تک غلبہ نہیں پایا جاسکتا، جب تک وہ دینِ اسلام کو کمزور نہ کرلیں، یہی وجہ ہے کہ یہود ونصاریٰ اور ملحدین لبرل دینِ اسلام کے خلاف آج باہم متحد ہو چکے ہیں، اور مسلمان ان کے مشترکہ دشمن کی حیثیت اختیار کر چکے ہیں!۔

یہود ونصاریٰ اور لادِین قوّتوں کا اسلام مخالف باہمی اتحاد

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! مغرب میں یہود، نصاریٰ اور ہندومت وغیرہ کے پیرو کار درحقیقت جدیدیت (Modernism)، سرمایہ دارانہ نظام (Capitalism)، اور لبرل اِزم (Liberalism) کے آلۂ کار بن چکے ہیں، یہ سب سرمایہ دارانہ مُعاشرت میں ڈھل کر سرمایہ دارانہ ریاست کی ماتحتی قبول کر چکے ہیں، اور اپنی آفاقیت کے دعووں سے دستبردار ہو

کر، کسی نہ کسی سرمایہ دارانہ نظریہ (بالخصوص لبرل اِزم اور قوم پرستی) کا شاخسانہ بن کر رہ گئے ہیں، دینِ اسلام اور اس کے پیرو کار کسی طور پر لادِینیت اور اِلحاد کے ان باطل عقائد و نظریات اور اسلام مخالف مذموم سازشوں کو کامیاب نہیں ہونے دیں گے، لہذا ضروری ہے کہ ہم مسلمان باطل سرمایہ داری، لبرل اِزم اور سیکولرازم کے عقائد و نظریات، اور طرزِ حیات کا نظامِ اسلام سے مُوازنہ کریں، ان میں پائے جانے والے تفاوُت و فرق کو سمجھیں، اور اس کے اثرات سے خود کو اور اپنے مُعاشرے کو آزاد کرنے کی کوشش کریں!!۔

فرانس کی اسلام دشمن پالیسی میں تسلسل کی وجہ

جانِ برادر! فرانسیسی مستشرق فلپ فواندسی (Philip Foundasi) اسلام دشمنی کے حوالے سے اپنے نقطۂ نظر کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ "فرانس کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس جدید دنیا میں اسلام کا بھرپور مقابلہ کرے، اسلام دشمنی کی پالیسی پر اسے صبر و استقامت کے ساتھ نہ صرف ڈٹا رہنا چاہیے، بلکہ اسے آگے بڑھنا چاہیے، اَور کچھ نہیں تو کم از کم فروغ و اِشاعتِ اسلامی کو روکنے کے لیے تو اُسے اپنا بھرپور کردار ضرور انجام دینا چاہیے، اور اس محاذ پر اسے کسی طرح کی مُداہنت (رِعایت و مُفاہمت) کا مُظاہرہ نہیں کرنا چاہیے"[۱]۔

صلیبی جنگوں کا اصل مقصد

رفیقانِ ملّتِ اِسلامیہ! صلیبی جنگیں (Crusades) شروع کرنے کا اصل مقصد بھی اسلام دشمنی ہی تھا، مشہورِ زمانہ مستشرق گارڈنر (Gairdner) لکھتا ہے کہ "صلیبی

---

(۱) ایضًا، فلپ فواندسی، ص۱۱۸، ۱۱۹۔

جنگوں کا مقصد بیت المقدس کو آزاد کرانا نہیں تھا، بلکہ اسلام کو تباہ وبرباد کرنا تھا"[1]۔

یورپ (Europe) نے دو سو ۲۰۰ سال تک صلیبی جنگیں جاری رکھیں، اسلام کو تباہ وبرباد کرنے اور مسلمانوں کو نیست ونابُود کرنے کے لیے ہر طرح کی منصوبہ بندی کی، جانی ومالی قربانیاں دیں، لیکن انہیں ناکامی ونامُرادی کے سِوا کچھ حاصل نہیں ہوا، پے دَر پے ناکامیوں کے بعد یورپی مستشرقین نے اسلام کے خلاف فکری یلغار کی منصوبہ بندی کی، مسلمانوں کے دِلوں سے غیرتِ ایمانی نکالنے، اور اسلامی حَمیت کا چراغ گُل کرنے کا منصوبہ (Plan) بنایا، اسلامی حکومت (سلطنتِ عثمانیہ) کے خلاف سازشیں رَچائیں، قرآنِ کریم کو ختم کرنے اور اس کی اہمیت کو کم کرنے کی ناپاک جسارت کی، احادیثِ نبویہ کی صحت کے سلسلے میں شکوک وشبہات پیدا کیے، دینِ اسلام کو یہودیت اور نصرانیت سے ماخوذ چربہ مذہب قرار دیا، مسلمانوں کو دینِ اسلام سے بدظن کر کے عیسائی بنانے کی کوششیں کیں، اور استشراقی اَفکار ونظریات کی تقویت کے لیے کتبِ احادیث میں موضوع (مَن گھڑت) احادیث داخل کیں[2]۔

مسلمانوں کے باہمی اتحاد اور سیاسی وَحدت کے خلاف سازش

عزیزانِ محترم! یورپی مستشرقین اور یہود ونصاریٰ نے باہم مل کر، مسلمانوں کے باہمی اتحاد اور سیاسی وَحدت کو پارہ پارہ کیا؛ کیونکہ وہ اس اَمر سے خوب آگاہ تھے کہ اگر مسلمان اس دنیا میں ایک بڑی طاقت بن کر اُبھرے، تو یورپ (Europe) کا وُجود خطرے میں پڑجائے گا، لہذا ضروری ہے کہ مسلمانوں کو چھوٹے چھوٹے ملکوں

---

(١) "التبشير والاستعمار" الفصل ٥، ١ ...إلخ، الحُروب الصَلِيبيّة، صـ١١٥.
(2)https://tehreemtariq.wordpress.com/2013/08/21/استشراق orientalism/

اور ٹکڑیوں میں تقسیم کر دیا جائے۔

عرب ممالک میں اختلافات کی بڑی وجہ

برادرانِ اسلام! "۱۹۰۷ء میں یورپی ممالک (European Countries) نے ایک بڑی اہم کانفرنس (Conference) کی، یہ کانفرنس برطانوی وزیرِ خارجہ کے زیرِ صدارت ہوئی، اس کانفرنس میں مسلسل ایک ماہ کے بحث ومُباحثہ اور غور وخَوض کے بعد یہ قرارداد پاس کی گئی کہ ایک ایسا پروگرام یا منصوبہ وضع کیا جانا چاہیے، اور اس میں سب کی عملی وفکری کوششوں کو کھپا دینا چاہیے، ہمیں مشرقِ وُسطیٰ کی مسلمان ریاستوں یا علاقوں کو کبھی بھی ایک مرکز پر متفق یا متحد نہیں ہونے دینا چاہیے؛ کیونکہ اس طرح کا متحدہ مشرقِ وُسطیٰ یورپ اور اس کی تہذیب وثقافت کے لیے ایک مستقل خطرہ بنا رہے گا"[۱]۔

اسلامی ممالک کے باہمی اختلافات کا نقصان

یورپی مفکر لارنس براؤن (Lawrence Brown) نے اسلامی اتحاد کے خلاف اپنا نقطۂ نظر بیان کرتے ہوئے کہا کہ "اگر مسلمان منتشر رہیں گے تو دنیا میں نہ توان کا کوئی وزن ہوگا، اور نہ وہ کوئی اثر یا تاثیر ظاہر کر سکیں گے، لہٰذا ضروری ہے کہ ہم عربوں اور مسلمانوں کو منتشر رکھنے کی کوششوں اور تدابیر جاری رکھیں؛ تاکہ مسلمان ہر طرح کی طاقت، قوّت اور اثر ورُسوخ کے بغیر، ناکام ونامُراد زندگی گزارنے میں مشغول رہیں"[۲]۔

---

(۱) "اسلام اور مسلمانوں کے خلاف یورپی سازشیں" "یورپی وزرائے... الخ، ص۱۳۸ ملتقطاً۔

(۲) "المستشرقون والمبشّرون في العالَم العربي والإسلامي" ص۳۷.

لبرل اور بنیاد پرست مسلمان جیسی اصطلاحات کا استعمال

میرے محترم بھائیو! یورپی مستشرقین، لبرل اِزم(Liberalism)اور سیکولر اِزم (Secularism) کے حامی (Supporter)، جہاں اسلام اور مسلمانوں کے سیاسی اتحاد کو نقصان پہنچا رہے ہیں، ان میں اِفتراق واِنتشار کا بیج بو رہے ہیں، وہیں مسلمانوں کے فکری اِغوا کی بھی مذموم کوشش جاری رکھے ہوئے ہیں، "آزاد خیال اسلام" (Liberal Islam) "بنیاد پرست اسلام" (Radical Islam) "آزاد خیال مسلمان" (Liberal Muslims)اور "انتہا پسند مسلمان" (Extremist Muslims)جیسی اسلام مخالف یورپی اصطلاحیں،اسی سازش کی کڑیاں ہیں۔

مسلمانوں کو بنیاد پرستی اور رجعت پسندی کے طعنے

حضراتِ ذی وقار! یورپی مستشرقین کی اِختراع کردہ یہ اصطلاحیں، دنیا بھر میں رائج کرنے کے لیے دجّالی میڈیا کا سہارا لیا گیا،عملی مسلمان کو بنیاد پرستی اور رجعت پسندی کے طعنے دیے گئے، جس کا بنیادی نقصان یہ ہوا کہ مسلم مُعاشرہ کو دو ۲ طبقوں میں تقسیم کر دیا گیا، دُنیوی اعتبار سے زیادہ پڑھے لکھے اور اعلیٰ عہدوں پر براجمان سیاستدان، سائنسدان، جج حضرات، کاروباری شخصیات، پروفیسر صاحبان، صحافی حضرات اور سِول سوسائٹی (Civil Society) میں شمار کیے جانے والے مالدار طبقے کو، لبرل اور آزاد خیال مسلمان قرار دے کراُن کی حَوصلہ اَفزائی کی گئی، جبکہ علماء، محراب ومنبر سے وابستہ ائمۂ کرام، دینی مدارس کے طلبہ، مذہبی سیاسی جماعتیں اور مذہبی لگاؤ رکھنے والے عام مسلمانوں کو، رجعت پسندی کے طعنے دے کر ان کی حَوصلہ شکنی کی گئی، اور عالَمی سطح پر ان کے خلاف بھرپور پروپیگنڈہ

(Propaganda) کرکے انہیں نہ صرف بدنام کیا گیا، بلکہ انتہا پسند اور دہشتگرد قرار دے کر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف عسکری کاروائیاں بھی کی گئیں، جنگیں مسلّط کر کے ان کی نسل کشی کی گئی، یورپی ممالک میں ان کے داخلے پر پابندیاں عائد کی گئیں، اسکول کالج میں انہیں مذہبی مُنافرت کا سامنا کرنا پڑا، مسلمان بچیوں کے اِسکارف (Scarf) اور حجاب کھینچے گئے، ہر پابندِ شریعت اور باشرع مسلمان کو دہشتگرد سمجھ کر مشکوک نگاہوں سے دیکھا گیا، ان کی مذہبی آزادی سَلب کی گئی، اور اس طرح انہیں ناکردہ گناہوں کی سزادی گئی! بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کو بدنام کرنے کی غرض سے، ان کی صفوں میں دہشتگرد بھی امریکن اور یورپینز (Europeans) نے اپنے تربیت یافتہ پیوست کیے، آخر اس ظلم وستم کی کوئی انتہاء ہے بھی؟!

علمائے دین کی کردار کشی

منظّم طریقے سے علمائے دین کی کردار کشی کا سلسلہ بھی، مستشرقین کی اسلام کے خلاف فکری یلغار کا ایک اہم حصہ ہے، الیکٹرانک اور پریس میڈیا (Electronic and Press Media) کے ذریعے عام مسلمانوں کو باوَر کرایا گیا، کہ مولوی طبقہ ہی مسلمانوں کی تنزّلی اور پسماندگی کا باعث ہے، یورپی مستشرقین نے دینی طبقہ، بالخصوص علمائے دین کو متعصب، تنگ نظر اور متشدِد بنا کر پیش کیا۔ اگر ہم پاکستان کی بات کریں تو قیامِ پاکستان سے لے کر تا حال (۲۰۲۲ء تک) وزارتِ عظمیٰ کا منصب کبھی کسی عالِم دین یا مذہبی جماعت کے پاس نہیں رہا، اس کے باوُجود یورپی پروپیگنڈہ سے متاثر پاکستانی لبرل اور سیکولر طبقہ، ملک کی مُعاشی بدحالی اور خارجی مُعاملات میں ناکامی کا واحد ذمہ دار، مولوی حضرات کو قرار دیتا ہے!۔

پاکستان ٹیلی ویژن کے قیام میں کیا اَغراض ومقاصد تھے؟ انہیں بیان کرتے ہوئے پی ٹی وی (Pakistan Television) کے بانی ڈائریکٹر ذوالفقار بخاری نے اپنی ایک تقریر میں کہا کہ "آپ کو معلوم ہے کہ پاکستان کی ترقی کا سب سے بڑا دشمن ہمارا مذہبی طبقہ ہے، جو سیاسی، دینی اور مُعاشرتی سطح پر ہر حکومت کے لیے راہ کا روڑا (پتّھر) بن کر اُبھرا ہے، ہماری ہر حکومت کے لیے یہی عناصر ہمیشہ خطرے کا باعث بنے ہیں، ٹیلی ویژن کا سب سے بڑا مقصد اِن مُلّاؤں اور مذہبی جُنونیوں کے خلاف جہاد کرنا ہے!! قوم اور پہلے متوسّط طبقہ کو فرسودہ مذہبی تصوُرات سے آزاد کرائیں، اور اس مقصد کو اس خوبی سے انجام دیں کہ لوگوں کو شُعوری طور پر اس کا پتا نہ چلے، کہ آپ جدید نسلوں کو مذہبی جُنونیوں اور مُلّاؤں سے اپنی مُعاشرت اور سیاست کو پاک کر دیں گے، جو ہر حکومت کے لیے زوال کا باعث بن جاتے ہیں، اور قومی آزاد خیالی کو چیلنج کرتے ہیں"[۱]۔

مسلمانوں کے لیے "جہادی" کی اصطلاح

حضراتِ گرامی قدر! مسلمانوں کے لیے بطورِ طنز "جہادی" کی اصطلاح بھی مستشرقین کی، اسلام پر فکری یلغار کا ایک حصّہ ہے، دینِ اسلام میں جہاد کو بڑی اہمیت حاصل ہے، اللہ تعالی نے قرآنِ کریم میں جہاد کی اہمیت وفضیلت کے بارے میں متعدّد آیات نازل فرمائیں، رسولِ اکرم ﷺ نے بنفسِ نفیس جہاد میں متعدّد بار شرکت فرمائی، مگر آج مسلمانوں کے لیے "جہادی" کی اصطلاح انتہا پسند اور دہشتگرد کے

(۱) "مسلمانوں کا فکری اِغوا" نفسیاتی استحصال اور تحقیر، ص۱۰۵۔

استعارے کے طَور پر استعمال کی جارہی ہے؛ تاکہ اس لفظ کو اتنا بدنام کر دیا جائے کہ مسلمان جہاد میں حصہ لینا تو دُور کی بات ہے، جہاد کے نام سے بھی کوسوں دُور بھاگیں!۔

میرے عزیز دوستو، بھائیو اور بزرگو! ہمیں مستشرقین اور اسلام دشمن قوتوں کی، اس مکروہ سازش اور شیطانی عزائم کو سمجھنا ہوگا! وقت کے تقاضوں کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اس کا مقابلہ کرنا ہو گا، لہذا بحیثیت مسلمان ہر شخص پر لازم ہے کہ دینِ اسلام کی نشر واِشاعت میں بھرپور کردار ادا کرے، اِسلام مخالف سازشوں اور فکری یلغاروں کا ڈٹ کر مقابلہ کرے، اگر کوئی شخص عالِم دین ہے تو وہ وعظ و نصیحت اور درس وتدریس کے ذریعے اپنا کردار ادا کرے، بدمذہبوں اور کفّار و مشرکین سے علمی مباحثے کرے، ان کے اسلام مخالف لٹریچر (Literature) کا تحریری جواب لکھے، مسلکی اختلافات کے باوُجود اسلام کے بنیادی عقائد اور اَقدار کی حفاظت کے لیے کوشاں رہے، اور ایک آواز بن کر مُلحدوں اور لادِینی قوّتوں کو جواب دے!۔

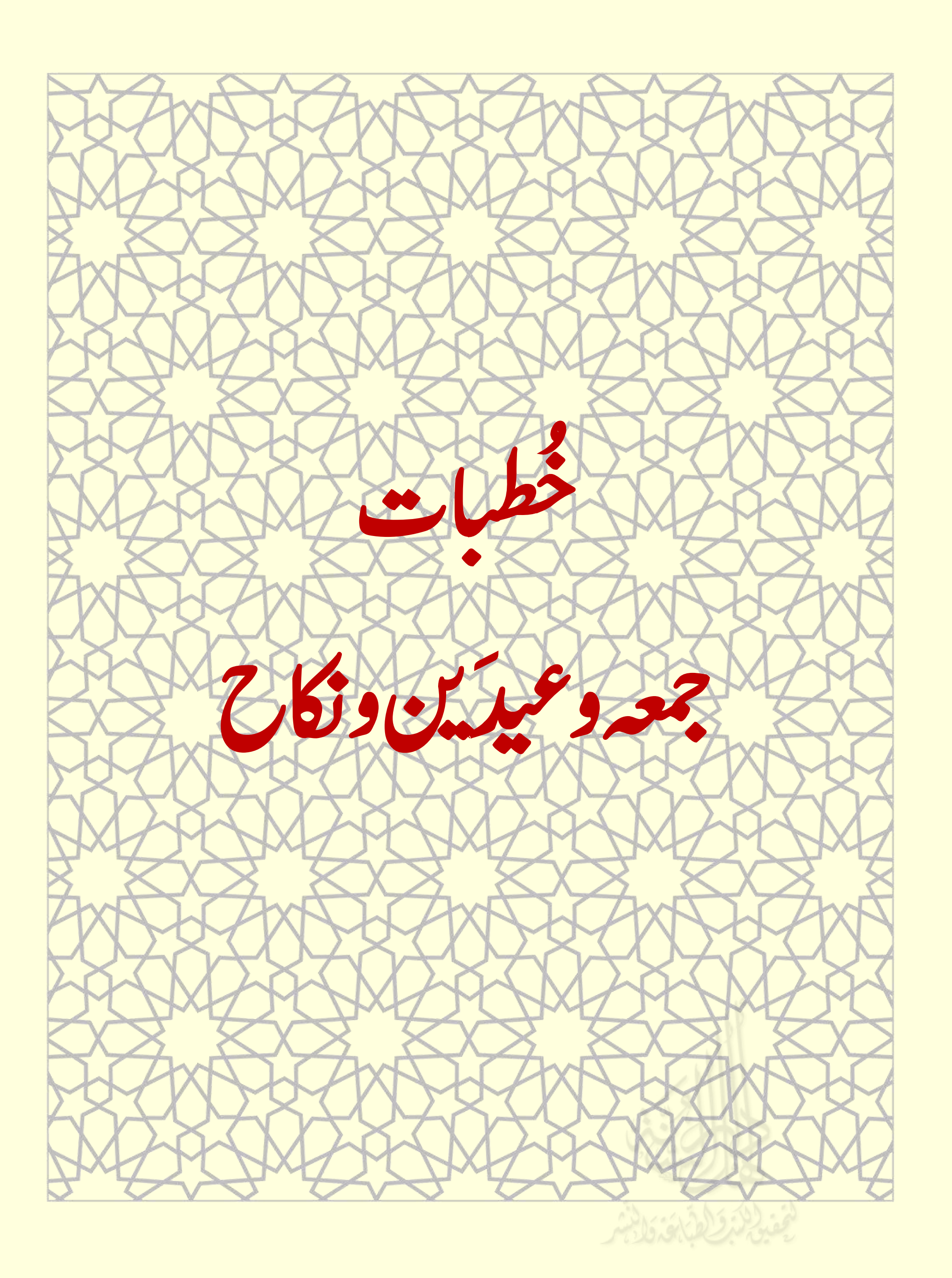
اسی طرح اگر کوئی مسلمان ملک کے مقتدَر حلقوں سے تعلق رکھتا ہے، تو وہ دینِ اسلام کے نفاذ کے سلسلے میں قانون سازی کروانے کی کوشش کرے، جو مسلمان میدانِ صحافت سے تعلق رکھتے ہیں، وہ میڈیا (Media) کے پلیٹ فارم سے اسلام مخالف پروپیگنڈہ کا رَد کریں، اور اسلام کا بھرپور دفاع کریں۔ جو مسلمان عام عوام میں سے ہیں وہ یورپي مصنوعات کا بائیکاٹ کریں، اسلامی ممالک کی تیار کردہ اشیاء استعمال کریں، یورپي پروپیگنڈہ پر ہرگز کان نہ دھریں، اسلام مخالف کسی سازش کا شکار نہ ہوں، اپنے علماء کی قدر کریں، ان کا ادب واحترام کریں، اُن سے رَہنمائی حاصل کریں، اور بحیثیت مسلمان دینِ اسلام پر کھل کر فخر کریں!۔

دعا

اے اللہ ! ہمیں باعمل مسلمان بنا، گناہوں سے نَجات عطا فرما، اسلام مخالف قوتوں کو نیست ونابُود فرما، اسلام کے خلاف ہونے والی سازشوں کو ناکام بنا، دینِ اسلام کا بول بالا فرما، اور مستشرقین کی اسلام مخالف فکری یلغار کا مقابلہ کرنے کا جذبہ اور سوچ عنایت فرما!، آمین یاربّ العالمین !۔





خُطبات
جمعہ وعیدَین ونکاح



خطبۃ الجمعۃ

پہلا خطبہ

[1]الْحَمْدُ لله الَّذِيْ فَضَّلَ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّداً صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى العَالَـمِيْنَ جَمِيْعاً، وَأَقَامَهُ يَوْمَ القِيَامَةِ لِلْمُذْنِبِيْنَ شَفِيْعاً، فَصَلَّى اللهُ تَعَالَى وَسَلَّمَ وَبَارَكَ عَلَيْهِ، وَعَلٰى كُلِّ مَنْ هُوَ مَحْبُوْبٌ وَّمَرْضِيٌّ لَّدَيْهِ، صَلاةً تَبْقٰى وَتَدُوم، بِدَوامِ الْـمَلِكِ الْحَيِّ الْقَيُّوْمِ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الحَقِّ أَرْسَلَهُ، صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَأَصْحابِهِ أَجْمَعِينَ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ، أَمَّا بَعْدُ:

فَيَا أَيُّهَا الْـمُؤْمِنُوْنَ! -رَحِمَنَا وَرَحِمَكُمُ اللهُ تَعَالٰى- أُوصِيْكُمْ وَنَفْسِيْ بِتَقْوَى الله -عَزَّ وَجَلَّ- فِي السِّرِّ والْإِعْلَانِ، فَإِنَّ التَّقْوَى سَنَامُ ذُرَى الْإِيْمَانِ! وَاذْكُرُوْا اللهَ عِنْدَ كُلِّ شَجَرٍ

---

(١) عربی عبارت میں اگر حرکت تشدید کے اُوپر ہو تو اسے زبر پڑھا جاتا ہے، اور اگر حرکت تشدید کے نیچے ہو تو اسے زیر پڑھا جائے گا۔

وَّحجَرٍ، وَّاعْلَمُوْا أَنَّ اللهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيْرٌ! وَأَنَّ اللهَ لَيْسَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ! فَإِنَّ السُّنَنَ هِيَ الأَنْوارُ، وَزَيِّنُوْا قُلُوْبَكُمْ بَحُبِّ هٰذَا النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ -عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ أَفْضَلُ الصَّلَاةِ والتَّسْلِيْمِ-؛ فَإِنَّ الحُبَّ هُوَ الْإِيْمَانُ كُلُّهُ، أَلَا لَا إِيْمَانَ لِمَنْ لَّا مَحَبَّةَ لَهُ، أَلَا لَا إِيمَانَ لِمَنْ لَّا مَحَبَّةَ لَهُ، أَلَا لَا إِيْمَانَ لِمَنْ لَّا مَحَبَّةَ لَهُ، رَزَقَنَا اللهُ تَعَالٰى وَإِيَّاكُمْ حُبَّ حَبِيْبِهِ هٰذَا النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ -عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ أَكْرَمُ الصَّلَاةِ وَالتَّسْلِيْمِ كَمَا يُحِبُّ رَبُّنَا وَيَرْضٰى- ﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْراً يَّرَهُ، وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرّاً يَّرَهُ!﴾ بَارَكَ اللهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْآنِ الْعَظِيْمِ، وَنَفَعَنَا وَإِيَّاكُمْ بِالْآيَاتِ وَالذِّكْرِ الحَكِيْمِ، إِنَّهُ تَعَالَى مَلِكٌ كَرِيْمٌ جَوّادٌ بَرٌّ رَؤُوْفٌ رَّحِيْمٌ، أَقُوْلُ قَوْلِيْ هٰذَا وَاسْتَغْفِرُ اللهَ! لِيْ وَلَكُمْ وَلِسَائِرِ الْـمُؤْمِنِينَ والْـمُؤْمِنَاتِ، إِنَّهُ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ[1].

(۱) یہ خطبہ پڑھ کر اندازاً قرآن مجید کی تین ۳ آیات کی مقدار بیٹھے، پھر اُٹھ کر دوسرا خطبۂ جمعہ شروع کرے۔

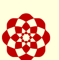
دوسرا خطبہ

الْحَمْدُ لله نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِيْنُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ، وَنَعُوْذُ بِالله مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَنَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، وَنَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ، بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الحَقِّ أَرْسَلَهُ، صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِيْنَ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ أَبَداً، لاسِيَّمَا عَلٰى أَوَّلِهِمْ بِالتَّصْدِيْق، وَأَفْضَلِهِمْ بِالتَّحْقِيْق، اَلْمَوْلٰى الإِمَامِ الصِّدّيْق، أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْن، سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا الْإِمَامِ أَبِيْ بَكْرِ الصِّدِّيْق -رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنه- وَعَلٰى أَعْدَلِ الْأَصْحَاب، مُزَيِّنِ الْمِنبَرِ وَالْمِحْرَاب، الْمُوَافِقِ رَأْيُهُ بِالْوَحْيِ وَالْكِتَاب، سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا الْإِمَام، أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْن، وَغَيْظِ الْمُنَافِقِيْن، وَإِمَام الْمُجَاهِدِيْن فِيْ رَبِّ الْعَالَمِيْن، أَبِيْ حَفْصٍ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّاب -رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ- وَعَلٰى جَامِعِ الْقُرْآن، كَامِلِ الْحَيَآءِ وَالْإِيْمَان، سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا الإِمَام، أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْن، وَإِمَامِ الْمُتَصَدِّقِيْن

لِرَبِّ العَالَـمِيْن، أَبِيْ عَمْرٍو عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ -رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ- وَعَلٰى أَسَدِ اللهِ الْغَالِب، إِمَامِ الْـمَشَارِقِ والْـمَغَارِب، سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا الْإِمَام، أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْن، وَإِمَامِ الْوَاصِلِيْن إِلَى رَبِّ العَالَـمِيْن، أَبِيْ الْحَسَنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِب -كَرَّمَ اللهُ تَعَالٰى وَجْهَهُ الْكَرِيْم- وَعَلَى ابْنَيْهِ الكَرِيْمَيْنِ السَّعِيْدَيْنِ الشَّهِيْدَيْنِ، الْقَمَرَيْنِ الْـمُنِيْرَيْن، الْنَيِّرَيْنِ الزَّاهِرَيْن، الطَيِّبَيْنِ الطاهِرَيْن، سَيِّدَيْنَا أَبِي مُحَمَّدٍ الْحَسَن، وَأَبِيْ عَبْدِ اللهِ الْحُسَيْن، وَعَلٰى أُمِّهِمَا سَيِّدَةِ النِّسَاء، الْبَتُوْلِ الزَّهْرَآء، فِلْذَةِ كَبِدِ خَيْرِ الْأَنْبِيَاء -صَلَوَاتُ اللهِ تَعَالٰى وَسَلَامُهُ عَلٰى أَبِيْهَا الْكَرِيْم، وَعَلَيْهَا وَعَلٰى بَعْلِهَا وَابْنَيْهَا- وَعَلٰى عَمَّيْهِ الشَّرِيْفَيْنِ الْـمُطَهَّرَيْنِ مِنَ الْأَدْنَاس، سَيِّدَيْنَا أَبِيْ عُمَارَةَ حَمْزَةَ، وَأَبِيْ الْفَضْلِ الْعَبَّاس، وَعَلٰى سَائِرِ فِرَقِ الْأَنْصَارِ والْـمُهَاجِرَة، وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ يَا أَهْلَ التَّقْوٰى وَأَهْلَ الْـمَغْفِرَةِ.

أَللّٰهُمَّ انْصُرْ مَنْ نَّصَرَ دِيْنَ سَيِّدِنا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ -صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِيْنَ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ- رَبَّنَا يَا مَوْلَانَا وَاجْعَلْنَا مِنْهُمْ! واخْذُلْ مَنْ خَذَلَ دِيْنَ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ -صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ-

رَبَّنَا يا مَوْلَانَا وَلَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ! عِبَادَ اللهِ! -رَحِمَكُمُ اللهُ- إِنَّ اللهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ والْإِحْسَانِ وَإِيْتَاءِ ذِي الْقُرْبٰى، وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْـمُنْكَرِ والْبَغْيِ، يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرونَ! وَلَذِكْرُ اللهِ تَعَالٰى أَعْلٰى وَأَوْلٰى، وَأَجَلُّ وَأَعَزُّ، وَأَعْظَمُ وَأَكْبَرُ!.



خطبۂ عید الفطر

پہلا خطبہ

(۱)الْحَمْدُ لله حَمْدَ الشَّاكِرِيْن، الْحَمْدُ لله كَمَا نَقُوْلُ وَخَيْراً مِمَّا نَقُوْل، الْحَمْدُ لله قَبْلَ كُلِّ شَيْء، الْحَمْدُ لله مَعَ كُلِّ شَيْء، الْحَمْدُ لله كَمَا يَنْبَغِي بِجَلَالِ وَجْهِهِ الكَرِيْم، الْحَمْدُ لله كَمَا حَمِدَهُ الْأَنْبِيَاءُ وَالْـمُرْسَلُوْن، وَالْـمَلَائِكَةُ الْـمُقَرَّبُوْن، وَعِبَادُ الله الصَّالِحُوْن، اللهُ أَكْبَرُ، اللهُ أَكْبَرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ واللهُ أَكْبَرُ، اللهُ أَكْبَرُ ولله الْحَمْد، وَأَفْضَلُ صَلَوَاتِ الله، وَأَزْكٰى تَحِيَّاتِ الله عَلَى خَيْرِ خَلْقِ الله، وَسِرَاجِ أُفُقِ الله، وَقَاسِمِ رِزْقِ الله، وَإِمَامِ حَضْرَةِ الله، وَزِيْنَةِ عَرْشِ الله، وَعَرُوْسِ مَمْلَكَةِ الله، نَبِيِّ الْأَنْبِيَاء، عَظِيْمِ الرَّجَاء، عَمِيْمِ الْجُوْدِ وَالْعَطَاء، مَاحِي الذُّنُوْبِ وَالْخَطَأ، حَبِيْبِ رَبِّ الْأَرْضِ وَالسَّمَاء، الَّذِيْ كَانَ نَبِيّاً وَّآدَمُ بَيْنَ الطِّيْنِ وَالْـمَاء، نَبِيِّ الْحَرَمَيْن، إِمَامِ القِبْلَتَيْن،

(۱) عربی عبارت میں اگر حرکت تشدید کے اُوپر ہو تو اسے زَبر پڑھا جاتا ہے، اور اگر حرکت تشدید کے نیچے ہو تو اسے زیر پڑھا جائے گا۔

سَيِّدِ الْكَوْنَيْن، وَسِيْلَتِنَا فِي الدَّارَيْن، صَاحِبِ قَابَ قَوْسَيْن، الْـمُزَيَّنِ بِكُلِّ زَيْن، الْـمُنَزَّهِ مِنْ كُلِّ عَيْبٍ وَشَيْن، جَدِّ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْن، دُرِّ اللهِ الْـمَكْنُوْن، سِرِّ اللهِ الْـمَخْزُوْن، نُوْرِ الْأَفْئِدَةِ وَالْعُيُوْن، سُرُوْرِ الْقَلْبِ الْـمَحْزُوْن، عَالِمِ مَا كَانَ وَمَا يَكُوْن، سَيِّدِ الْـمُرْسَلِيْن، خَاتَمِ النَّبِيِّيْن، أَكْرَمِ الْأَوَّلِيْنَ وَالْآخِرِيْن، قَائِدِ الْغُرِّ الْـمُحَجَّلِيْن، مَعْدَنِ أَنْوَارِ الله، وَمَخْزَنِ أَسْرَارِ الله، وَخَزَائِنِ رَحْمَةِ الله، نَبِيِّنَا وَحَبِيْبِنَا وَشَفِيْعِنَا، وَغَيْثِنَا وَغِيَاثِنَا وَمُغِيْثِنَا، وَعَوْنِنَا وَمُعِيْنِنَا، وَوَكِيْلِنَا وَكَفِيْلِنَا، سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا ومَلْجَأنَا وَمَأْوَانَا، مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ رَبِّ الْعَالَـمِيْن، وَعَلٰى آلِهِ الطَّيِّبِيْن، وَأَصْحَابِهِ الطَّاهِرِيْن، وأَزْوَاجِهِ الطَّاهِرَاتِ أُمَّهَاتِ الْـمُؤْمِنِيْنَ، وَعِتْرَتِهِ الْـمُكَرَّمِيْنَ الْـمُعَظَّمِيْن، وَأَوْلِيَاءِ مِلَّتِهِ الْكَامِلِيْنَ الْعَارِفِيْن، وَعُلَمَاءِ أُمَّتِهِ الرَّاشِدِيْنَ الْـمُرْشِدِيْن، وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْن، اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَر، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، واللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَر، وَلله الْحَمْدُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، إِلٰهاً وَّاحِداً أَحَداً صَمَداً، فَرْداً قَيُّوْماً، مَلِكاً جَبَّاراً، لِلذُّنُوْبِ غَفَّاراً، وَّلِلْعُيُوْبِ سَتَّاراً، وَأَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُوْلُه، أَرْسَلَهُ

بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّه، وَكَفٰى بالله شَهِيْداً، اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَر، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، واللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ، وَلِله الْحَمْد، أَمَّا بَعْد:

فَيَا أَيُّهَا الْـمُؤْمِنُون! -رَحِمَنَا وَرَحِمَكُمْ اللهُ- اِعْلَمُوْا أَنَّ يَوْمَكُمْ هٰذَا يَوْمٌ عَظيم، أَلَا وَلِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ: (١) فَرْحَةٌ عِنْدَ الإِفْطَار (٢) وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقاءِ الرَّحْمٰن. أَلَا وَإِنَّ فِيْ الْجَنَّةِ بَاباً يُقَالُ لَهُ: "اَلرَّيَّانُ" لَا يَدْخُلُهُ إِلَّا الصَّائِمُوْنَ. اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَر، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، واللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَر، ولله الْحَمْد! بَارَكَ اللهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْآنِ الْعَظِيْمِ، وَنَفَعَنَا وَإِيَّاكُمْ بِالْآيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ، إِنَّهُ تَعَالٰى مَلِكٌ كَرِيْمٌ جَوَادٌ بَرٌّ رَؤُوْفٌ رَّحِيْمٌ، أَقُوْلُ قَوْلِيْ هٰذَا وَاسْتَغْفِرُ اللهَ لِيْ وَلَكُمْ وَلِسَائِرِ الْـمُؤْمِنِيْنَ والْـمُؤْمِنَات، وَالْـمُسْلِمِيْنَ وَالْـمُسْلِمَات، إِنَّهُ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ! اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا الله، واللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَر، ولله الْحَمْد![1].

(۱) دوسرا خطبہ شروع کرنے سے پہلے سات ۷ بار، اور ختم کرنے پر ۱۴ بار، امام منبر پر کھڑے کھڑے "اللہ اکبر" آہستہ کہے، یہی سنّت ہے۔["بہارِ شریعت" حصہ چہارُم، عیدین کا بیان، ۱/۷۸۳]

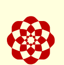
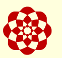
دوسرا خطبہ

الْحَمْدُ لله نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِيْنُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ، وَنَعُوْذُ بِالله مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَنَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَه، وَنَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ، بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الحَقِّ أَرْسَلَهُ، صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِيْنَ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ أَبَداً، لَاسِيَّمَا عَلَى أَوَّلِـهِمْ بِالتَّصْدِيْقِ، وَأَفْضَلِهِمْ بِالتَّحْقِيْق، اَلْـمَوْلٰى الْإِمَام الصِّدِّيْق، أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْن، وَإِمَامِ الْـمُشَاهِدِيْنَ لِرَبِّ الْعَالَـمِيْن، سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا الْإِمَام أَبِيْ بَكْرِ الصِّدِّيْق -رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْه- وَعَلٰى أَعْدَلِ الأَصْحَاب، مُزَيِّنِ الْـمِنْبَرِ وَالْـمِحْرَاب، الْـمُوَافِقِ رَأْيُهُ بِالْوَحْيِ وَالْكِتَاب، سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا الْإِمَام، أَمِيْرِ الْـمُؤْمِنِيْن، وَغَيْظِ الْـمُنَافِقِيْن، إِمَامِ الْـمُجَاهِدِيْنَ فِيْ رَبِّ الْعَالَـمِيْن، أَبِيْ حَفْصٍ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ -رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْه- وَعَلٰى جَامِعِ الْقُرْآن، كَامِلِ الْحَيَاءِ وَالْإِيْمَان، مُجَهِّزِ جَيْشِ الْعُسْرَةِ فِيْ

رِضَى الرَّحْمٰن، سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا الْإِمَام، أَمِيْرِ الْـمُؤْمِنِيْن، إِمَامِ الْـمُتَصَدِّقِيْنَ لِرَبِّ العَالَـمِيْن، أَبِيْ عَمْرٍو عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ -رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْه- وَعَلٰى أَسَدِ اللهِ الْغَالِب، إِمَامِ الْـمَشَارِقِ والْـمَغَارِب، حَلَّالِ الْـمُشْكِلَاتِ وَالنَّوَائِب، دَفَّاعِ الْـمُعْضَلَاتِ وَالْـمَصَائِب، أَخِي الرَّسُوْل، وَزَوْجِ الْبَتُوْل، سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا الْإِمَام، أَمِيْرِ الْـمُؤْمِنِيْن، وَإِمَامِ الْوَاصِلِيْنَ إِلَى رَبِّ العَالَـمِيْن، أَبِيْ الْحَسَنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ -كَرَّمَ اللهُ تَعَالَى وَجْهَهُ الْكَرِيْم- وَعَلَى ابْنَيْهِ الكَرِيْمَيْنِ السَّعِيْدَيْنِ الشَّهِيْدَيْن، الْقَمَرَيْنِ الْـمُنِيْرَيْن، الْنَّيِّرَيْنِ الزَّاهِرَيْنِ الْبَاهِرَيْن، الطَّيِّبَيْنِ الطَّاهِرَيْن، سَيِّدَيْنَا أَبِيْ مُحَمَّدٍ الْحَسَن، وَأَبِيْ عَبْدِ اللهِ الْحُسَيْن -رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا- وَعَلٰى أُمِّهِمَا سَيِّدَةِ النِّسَاءِ، الْبَتُوْلِ الزَّهْرَاء -صَلَوَاتُ اللهِ تَعَالٰى وَسَلَامُهُ عَلٰى أَبِيْهَا الْكَرِيْم، وَعَلَيْهَا وَعَلٰى بَعْلِهَا وَابْنَيْهَا- وَعَلٰى عَمِّيْهِ الشَّرِيْفَيْن، الْـمُطَهَّرَيْنِ مِنَ الْأَدْنَاسِ، سَيِّدَيْنَا أَبِيْ عُمَارَةَ حَمْزَةَ، وَأَبِيْ الْفَضْلِ الْعَبَّاسِ، وَعَلٰى سَائِرِ فِرَقِ الأَنْصَارِ والْـمُهَاجِرَة، وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ.

لتحقيق الكتب والطباعة والنشر

اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَر، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَاللهُ أَكْبَرُ اَللهُ أَكْبَر، وَلله الْحَمْدُ. أَللّٰهُمَّ انْصُرْ مَنْ نَّصَرَ دِيْنَ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ -صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِيْنَ وَبارَكَ وَسَلَّم- رَبَّنَا يَا مَوْلَانَا وَاجْعَلْنَا مِنْهُمْ! واخْذُلْ مَنْ خَذَلَ دِيْنَ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ -صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِيْنَ وَبارَكَ وَسَلَّم- رَبَّنَا يَا مَوْلَانَا وَلَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ! اَللهُ أَكْبَرُ اَللهُ أَكْبَر، لَا إِلٰهَ إِلَّا الله، وَاللهُ أَكْبَرُ اَللهُ أَكْبَر، وَلله الْحَمْد. إِنَّ اللهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ والْإِحْسَان، وَإِيْتَاءِ ذِي الْقُرْبٰى، وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْـمُنْكَرِ والْبَغْيِ، يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْن! وَلَذِكْرُ الله تَعَالٰى أَعْلٰى وَأَوْلٰى، وَأَجَلُّ وَأَعَزُّ، وَأَتَمُّ وَأَهَمُّ، وَأَعْظَمُ وَأَكْبَر!.



خطبۂ عید الاضحیٰ

پہلا خطبہ

[۱]الْحَمْدُ لله حَمْدَ الشَّاكِرِيْن، الْحَمْدُ لله كَمَا نَقُوْلُ وَخَيْراً مِمَّا نَقُوْل، الْحَمْدُ لله قَبْلَ كُلِّ شَيْء، الْحَمْدُ لله بَعْدَ كُلِّ شَيْء، الْحَمْدُ لله مَعَ كُلِّ شَيْء، وَالْحَمْدُ لله يَبْقٰى رَبُّنَا وَيَفْنٰى كُلُّ شَيْء، الْحَمْدُ لله كَمَا يَنْبَغِيْ لِجَلَالِ وَجْهِهِ الكَرِيْم، وَعَظِيْم سُلْطَانِهِ الْقَدِيْم، وَالْحَمْدُ لله كَمَا حَمِدَهُ الْأَنْبِيَاءُ وَالْـمُرْسَلُوْن، وَالْـمَلَائِكَةُ وَالْـمُقَرَّبُوْن، وَعِبَادُ الله الصَّالِحُوْن، وَخَيْراً مِّنْ كُلِّ ذٰلِكَ كَمَا حَمِدَ نَفْسَهُ فِيْ كِتَابِهِ الْـمَكْنُوْن، اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَر، لَا إِلٰهَ إِلَّا الله، واللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَر، ولله الْحَمْد، وَأَفْضَلُ صَلَوَاتِ الله، وَأَزْكٰى تَحِيَّاتِ الله، عَلٰى خَيْرِ خَلْقِ الله، وَسِرَاجِ أُفُقِ الله، وَقَاسِمِ رِزْقِ الله، وَإِمَامِ حَضَرَةِ الله، وَزِيْنَةِ عَرْشِ الله، وَعَرُوْسِ مَمْلَكَةِ الله، نَبِيِّ الْأَنْبِيَاء، عَظِيْمِ الرَّجَاءِ، عَمِيْمِ

(۱) عربی عبارت میں اگر حرکت تشدید کے اُوپر ہو تو اسے زبر پڑھا جاتا ہے، اور اگر حرکت تشدید کے نیچے ہو تو اسے زیر پڑھا جائے گا۔

الْجُوْدِ وَالْعَطَاء، مَاحِي الذُّنُوْبِ وَالْخَطَأ، حَبِيْبِ رَبِّ الْأَرْضِ وَالسَّماء، الَّذِيْ كَانَ نَبِيّاً وَّآدَمُ بَيْنَ الطِّيْنِ وَالْـماء، نَبِيِّ الْحَرَمَيْن، إِمَامِ القِبْلَتَيْن، سَيِّدِ الْكَوْنَيْن، وَسِيْلَتِنَا فِي الدَّارَيْن، صَاحِبِ قَابَ قَوْسَيْن، الْـمُزَيَّنِ بِكُلِّ زَيْن، الْـمُنَزَّهِ مِنْ كُلِّ عَيْبٍ وَّشَيْن، جَدِّ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْن، دُرِّ الله الْـمَكْنُوْن، سِرِّ الله الْـمَخْزُوْن، نُوْرِ الْأَفْئِدَةِ وَالْعُيُوْن، سُرُوْرِ الْقَلْبِ الْـمَحْزُوْن، عَالِمِ مَا كَانَ وَمَا يَكُوْن، سَيِّدِ الْـمُرْسَلِيْن، خَاتَمِ النَّبِيِّيْن، أَكْرَمِ الْأَوَّلِيْنَ وَالْآخِرِيْن، قَائِدِ الْغُرِّ الْـمُحَجَّلِيْن، مَعْدَنِ أَنْوَارِ الله، ومَخْزَنِ أَسْرَارِ الله، وَخَزَائِنِ رَحْمَةِ الله، وَمَوَائِدِ نِعْمَةِ الله، نَبِيِّنَا وَحَبِيْبِنَا، وَشَفِيْعِنَا وَمَلِيْكِنَا، وَغَوْثِنَا وَغَيْثِنَا وَغِيَاثِنَا وَمُغِيْثِنَا، وَعَوْنِنَا وَمُعِيْنِنَا، وَوَكِيْلِنَا وَكَفِيْلِنَا، سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا، ومَلْجَأنَا وَمَأْوَانَا، مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ رَبِّ الْعَالَـمِيْن، وَعَلَى آلِهِ الْطَيِّبِيْن، وَأَصْحَابِهِ الْطَّاهِرِيْن، وَأَزْوَاجِهِ الطَّاهِرَاتِ أُمَّهَاتِ الْـمُؤْمِنِيْن، وَعِتْرَتِهِ الْـمُكَرَّمِيْنَ الْـمُعَظَّمِيْن، وَأَوْلِيَاءِ مِلَّتِهِ الْكَامِلِيْنَ الْعَارِفِيْن، وَعُلَماءِ أُمَّتِهِ الرَّاشِدِيْنَ الْـمُرْشِدِيْن، وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ وَلَهُمْ وَفِيْهِمْ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْن، اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَر، لَا إِلٰهَ إِلَّا الله، والله أَكْبَرُ الله أَكْبَر، ولله الْحَمْد.

وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، إِلٰهاً وَّاحِدا، أَحَداً صَمَدا، فَرْداً وِتْرا، حَيّاً قَيُّوْما، مَلِكاً جَبَّارا، لِلذُّنُوْبِ غَفَّارا، وَّلِلْعُيُوْبِ سَتَّارا، شَهَادَةً يَرْضٰى بِهَا وَجْهُ الرَّحْمٰنِ. وَأَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُوْلُه، اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَر، لَا إِلٰهَ إِلَّا الله، واللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ، ولله الْحَمْد، أَمَّا بَعْد:

فَيَا أَيُّهَا الْـمُؤْمِنُون! -رَحِمَنَا وَرَحِمَكُمُ اللهُ تَعَالٰى- اِعْلَمُوْا أَنَّ يَوْمَكُمْ هٰذَا يَوْمٌ عَظِيم، قَالَ شَفِيْعُ الْـمُذْنِبِيْن، رَسُوْلُ رَبِّ الْعَالَـمِيْن، مُحَمَّدٌ -صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-: «مَا مِنْ أَيَّامٍ الْعَمَلُ الصَّالِحُ فِيْهِنَّ أَحَبُّ إِلَى اللهِ تَعَالٰى، مِنْ هٰذِهِ الْأَيَّامِ الْعَشْرِ»[١]. وَقَالَ: «مَا عَمِلَ ابْنُ آدَمَ مِنْ عَمَلٍ يَوْمِ النَّحْرِ أَحَبَّ إِلَى اللهِ تَعَالٰى، مِنْ إِهْرَاقِ الدَّمِ، وَإِنَّهُ لَيَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِقُرُوْنِهَا، وَأَشْعَارِهَا، وَأَظْلَافِهَا، وَإِنَّ الدَّمَ لَيَقَعُ مِنَ اللهِ تَعَالَى بِمَكَانٍ قَبْلَ أَنْ يَّقَعَ بِالْأَرْضِ، فَطِيْبُوْا بِهَا نَفْساً»[٢].

---

(١) "سنن الترمذي" أبواب الصوم، باب ما جاء في العمل أيّام العشر، ر: ٧٥٧، صـ١٩١.

(٢) المرجع نفسه، أبواب الأضاحي، باب ما جاء في فضل الأضحية، ر: ١٤٩٣، صـ٣٦٣.

اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَر، لَا إِلٰهَ إِلَّا الله، والله أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَر، ولله الْحَمْد، أَعُوْذُ بالله مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْراً يَّرَهُ ۞ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرّاً يَّرَهُ﴾ [الزُلزلة: ۷، ۸]. اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَر، لَا إِلٰهَ إِلَّا الله، والله أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَر، ولله الْحَمْد! بَارَكَ اللهُ لَنَا وَلَكُمْ فِيْ الْقُرْآنِ الْعَظِيْم، وَنَفَعَنَا وَإِيَّاكُمْ بِالْآيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْم، إِنَّهُ تَعَالٰی مَلِكٌ كَرِيْم، جَوَادٌ بَرٌّ رَؤُوْفٌ رَّحِيْم![(۱)].

---

(۱) دوسرا خطبہ شروع کرنے سے پہلے سات ۷ بار، اور ختم کرنے پر ۱۴ بار، امام منبر پر کھڑے کھڑے "اللہ اکبر" آہستہ کہے، یہی سنّت ہے۔ ["بہارِ شریعت" حصہ چہارُم، عیدین کا بیان، ۱/۷۸۳]

دوسرا خطبہ

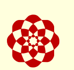
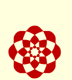
الْحَمْدُ لله نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِيْنُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ، وَنَعُوْذُ بالله مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا، وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللهُ فَلَا مُضِلَّ لَه، وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَه، وَنَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَه، وَنَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُوْلُه، بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الحَقِّ أَرْسَلَه، صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِيْنَ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ أَبَداً- لَاسِيَّمَا عَلَى أَوَّلِهِمْ بِالتَّصْدِيْق، وَأَفْضَلِهِمْ بِالتَّحْقِيْق، الْمَوْلٰى الْإِمَامِ الصِّدِّيْق، أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْن، وَإِمَامِ الْمُشَاهِدِيْنَ لِرَبِّ الْعَالَمِيْن، سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا الْإِمَام، أَبِيْ بَكْرِ الصِّدِّيْق -رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْه- وَعَلٰى أَعْدَلِ الأَصْحَاب، مُزَيِّنِ الْمِنْبَرِ وَالْمِحْرَاب، الْمُوَافِقِ رَأْيُهُ بِالْوَحْيِ وَالْكِتَابِ، سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا الْإِمَام، أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْن، وَغَيْظِ الْمُنَافِقِيْن، إِمَامِ الْمُجَاهِدِيْنَ فِيْ رَبِّ الْعَالَمِيْن، أَبِيْ حَفْصٍ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّاب -رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْه- وَعَلٰى جَامِعِ الْقُرْآن، كَامِلِ الْحَيَاءِ وَالْإِيْمَان، مُجَهِّزِ

جَيْشِ الْعُسْرَةِ فِيْ رِضَى الرَّحْمن، سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا الْإِمَام، أَمِيْرِ الْـمُؤْمِنِيْن، إِمَامِ الْـمُتَصَدِّقِيْنِ لِرَبِّ الْعَالَـمِيْن، أَبِيْ عَمْرٍو عُثْمَانَ بْنِ عَفَّان -رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْه- وَعَلٰى أَسَدِ الله الْغَالِب، إِمَامِ الْـمَشَارِقِ وَالْـمَغَارِب، حَلَّالِ الْـمُشْكِلَاتِ وَالنَّوَائِب، دَفَّاعِ الْـمُعْضَلَاتِ وَالْـمَصَائِب، أَخِي الرَّسُوْل، وَزَوْجِ الْبَتُوْل، سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا الْإِمَام، أَميْرِ الْـمُؤْمِنِيْن، وَإِمَامِ الْوَاصِلِيْنَ إِلَى رَبِّ الْعَالَـمِيْن، أَبِيْ الْحَسَنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِب -كَرَّمَ اللهُ تَعَالَى وَجْهَهُ الْكَرِيْمَ- وَعَلَى ابْنَيْهِ الْكَرِيْمَيْن، السَّعِيْدَيْنِ الشَّهِيْدَيْن، الْقَمَرَيْنِ الْـمُنِيْرَيْن، النَّيِّرَيْنِ الزَّاهِرَيْنِ الْبَاهِرَيْن، الطَّيِّبَيْنِ الطَّاهِرَيْن، سَيِّدَيْنَا أَبِيْ مُحَمَّدٍ الْحَسَنِ وَأَبِيْ عَبْدِ الله الْحُسَيْن -رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا- وَعَلٰى أُمِّهِمَا سَيِّدَةِ النِّسَاء، الْبَتُوْلِ الزَّهْرَاء، فِلْذَةِ كَبِدِ خَيْرِ الْأَنْبِيَاء -صَلَوَاتُ الله تَعَالٰى وَسَلَامُهُ عَلَى أَبِيْهَا الْكَرِيْمِ، وَعَلَيْهَا وَعَلٰى بَعْلِهَا وَابْنَيْهَا- وَعَلٰى عَمَّيْهِ الشَّرِيْفَيْن، الْـمُطَهَّرَيْنِ مِنَ الْأَدْنَاس، سَيِّدَيْنَا أَبِيْ عُمَارَةَ حَمْزَة، وَأَبِيْ الْفَضْلِ الْعَبَّاس -رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا- وَعَلٰى سَائِرِ فِرَقِ الْأَنْصَارِ والْـمُهَاجِرَةِ، وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ

يَا أَهْلَ التَّقْوٰى وَأَهْلِ الْـمَغْفِرَة! اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَر، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، واللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَر، ولله الْحَمْد.

أَللّٰهُمَّ انْصُرْ مَنْ نَّصَرَ دِيْنَ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ -صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِيْنَ وَبارَكَ وَسَلَّم- رَبَّنَا يَامَوْلَانَا وَاجْعَلْنَا مِنْهُمْ! وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَ دِيْنَ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ -صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِيْنَ وَبارَكَ وَسَلَّم- رَبَّنَا يَامَوْلَانَا وَلَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ!.

اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَر، لَا إِلٰهَ إِلَّا الله، واللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَر، ولله الْحَمْد، عِبَادَ الله رَحِمَكُمُ اللّٰهُ! إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ والْإِحْسَان، وَإِيْتَاءِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْـمُنْكَرِ والْبَغْي، يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْن! وَلَذِكْرُ الله تَعَالٰى أَعْلٰى وَأَوْلٰى وَأَجَلُّ وَأَعَزُّ وَأَتَمُّ وَأَهَمُّ وَأَعْظَمُ وَأَكْبَر!.


خطبۂ نکاح

(۱)اَلْحَمْدُ لله نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِيْنُهُ، وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوْذُ بِالله مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا، وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللهُ فَلَا مُضِلَّ لَه، وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَه، وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَه، وَأَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُوْلُه.

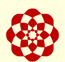
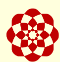
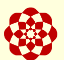
أَعُوْذُ بِالله مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْم، بِسْمِ الله الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم: ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالاً كَثِيْراً وَّنِسَآءً وَاتَّقُوْا اللهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْباً﴾ [النساء: ١]، ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اتَّقُوْا اللهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوْتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴾ [آل عمران: ١٠٢]، ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اتَّقُوْا اللهَ وَقُوْلُوْا قَوْلاً سَدِيْداً ❋ يُّصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَمَنْ يُّطِعِ اللهَ وَرَسُوْلَهُ

---

(۱) عربی عبارت میں اگر حرکت تشدید کے اُوپر ہو تو اسے زبر پڑھا جاتا ہے، اور اگر حرکت تشدید کے نیچے ہو تو اسے زیر پڑھا جائے گا۔

فَقَدْ فَازَ فَوْزاً عَظِيْماً﴾ [الأحزاب: ٧٠، ٧١].

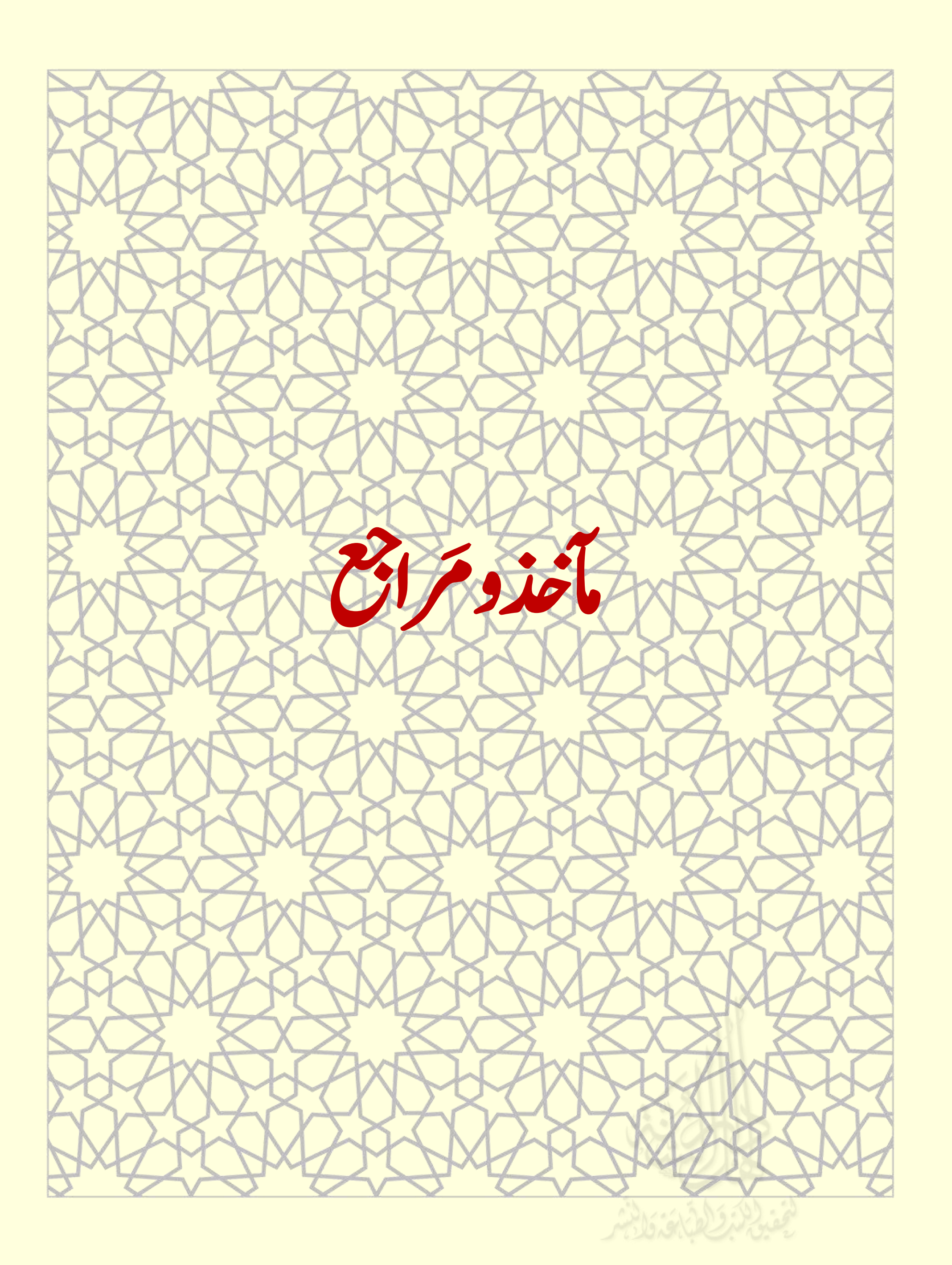
عن النَّبِيِّ ﷺ: «تُنْكَحُ الْـمَرْأَةُ لِأَرْبَعٍ: (١) لِـمَالِهَا (٢) وَلِحَسَبِهَا (٣) وَلِجَمَالِهَا (٤) وَلِدِيْنِهَا. فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاكَ»[1]. وَقَالَ رَسُوْلُ الله ﷺ: «الدُّنْيَا مَتَاعٌ، وَخَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْـمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ»[2]. وَقَالَ عليه الصلاة والسلام: «النِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِيْ، فَمَنْ لَّمْ يَعْمَلْ بِسُنَّتِيْ، فَلَيْسَ مِنِّي»[3].

(١) "صحيح مسلم" كتاب الرضاع، باب استحباب نكاح ذات الدين، ر: ٣٦٣٥، صـ٦٢٤.

(٢) المرجع نفسه، باب خير متاع الدنيا المرأة الصالحة، ر: ٣٦٤٩، صـ٦٢٧.

(٣) "سنن ابن ماجه" كتاب النكاح، باب ما جاء في فضل النكاح، ر: ١٨٤٦، صـ٣١٠.



مآخذ و مراجع



ماٰخذومَراجع

- القرآن الكريم، كلام الله تعالى.
- الإبانة الكبرى، ابن بطّة العكبري (ت٣٨٧هـ)، تحقيق: رضا مُعطي وعثمان الأثيوبي، الرياض: دار الراية ١٤١٥هـ، ط٢.
- اَحکامِ شریعت، امام احمد رضا (ت ۱۳۴۰ھ) لاہور: شبیر برادرز، ۱۹۸۴م ط۱۔
- إحياء علوم الدِّين، الغزالي (ت٥٠٥هـ)، بيروت: دار الكتب العلميّة ١٤٠٦هـ، ط١.
- اخبار الاَخیار، شاہ عبد الحق محدِّث دہلوی (ت ۱۶۴۲ء) لاہور: اکبر بک سیلرز ۲۰۰۴ء۔
- الإرشاد في معرفة علماء الحديث، أبو يعلى الخليلي القزويني (ت٤٤٦هـ)، تحقيق: د. محمد سعيد عمر إدريس، الرياض: مكتبة الرشد، ١٤٠٩هـ، ط١.
- الاستيعاب، ابن عبد البرّ (ت٤٦٣هـ)، تحقيق: علي محمد البجاوي، بيروت: دار الجِيل ١٤١٢هـ، ط١.
- أُسْد الغابة في معرفة الصحابة، ابن الأثير الجزري (ت٦٣٠هـ)، تحقيق: الشيخ علي محمد معوّض، بيروت: دار الكتب العلمية، ١٤٢٤هـ، ط٢.
- اَسرار الاولیاء، شیخ بدر الدین اسحاق (ت ۶۷۰ھ) ساہیوال، مکتبہ فریدیہ۔

- اسلام اور مستشرقین، ڈاکٹر حافظ محمد زبیر، لاہور: مکتبہ رحمۃ للعالمین، ۲۰۱۴ء، ط۱۔
- اسلام اور مسلمانوں کے خلاف یورپی سازشیں، علّامہ جلال العالم، مترجم: قاضی ابو سلمان محمد کفایت اللہ، لاہور: دار الابلاغ پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز، ۲۰۰۵ء، ط۱۔
- اسلامی عقائد ومسائل، ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی، کراچی: ادارہ اہلِ سنّت، ۱۴۴۲ھ، ط۳۔
- الإصابة في تمييز الصحابة، ابن حجر العسقلاني (ت ٨٥٢هـ)، تحقيق: عادل أحمد عبد الموجود، بيروت: دار الكتب العلمية ١٤١٥هـ، ط١.
- الاعتقاد والهداية إلى سبيل الرَشاد على مذهب السلَف وأصحاب الحديث، البَيهقي (ت٤٥٨هـ)، تحقيق: أحمد عصام الكاتب، بيروت: دار الآفاق الجديدة ١٤٠١هـ، ط١.
- الأعلام، الزِركلي (ت١٣٩٦هـ)، بيروت: دار العلم للملايين ٢٠٠٢م، ط ١٥.
- إعلام الموقعين عن ربّ العالمين، ابن قيّم الجَوزية (ت٧٥١هـ)، تحقيق: محمد عبد السلام إبراهيم، بيروت: دار الكتب العلمية، ١٤١١هـ، ط١.
- أعلام النِّساء في عالمي العرب والإسلام، عمر رضا كحالة (ت١٩٨٧هـ)، بيروت: مؤسّسة الرسالة.
- أعلام الهُدى وعقيدة أرباب التُقى، شهاب الدين عمر السُهرورَدي (ت٦٣٢هـ)، من المخطوط.

- اقبال اور بھٹائی، ۹نومبر۲۰۱۸ء، آن لائن آرٹیکل، دانش ڈاٹ کام۔
- اکابرِتحریکِ پاکستان، محمد صادق قصوری، گجرات: فضل نور اکیڈمی، ۱۹۷۰ء، ط۱۔
- الأموال، أبو أحمد ابن زَنْجُوَيْه (ت٢٥١هـ)، تحقيق: الدكتور شاكر ذيب فياض الأستاذ المساعد - بجامعة الملك سعود، السعودية: مركز الملك فيصل للبحوث والدراسات الإسلامية، ١٤٠٦هـ، ط١.
- الأموال، ابن سلام (ت٢٢٤هـ)، تحقيق: خليل محمد هراس، بيروت: دار الفكر.
- انوارِرضا(سہ ماہی)، خوشاب: انٹرنیشنل غوثیہ فورم، ۲۰۱۱ء۔
- آئینِ پاکستان، اسلام آباد: قومی اسمبلی پاکستان ۲۰۱۵ء۔
- البِدَع، ابن وضّاح (ت٢٨٦ه) من المخطوط.
- بُرہان، جاوید احمد غامدی، لاہور: ٹوپیکل پرنٹنگ پریس، ۲۰۱۸ء، ط۱۰۔
- البرهان المؤيّد - الرفاعي الحسيني، أحمد بن علي الرفاعي الحسيني، تحقيق: عبد الغني نكه مي، بيروت: دار الكتاب النفيس، ١٤٠٨هـ، ط١.
- بہارِ شریعت، مفتی امجد علی اعظمی (ت١٣٦٧ھ)، کراچی: مکتبۃ المدینہ ۱۴۲۹ھ۔
- بهجة الأسرار ومَعدن الأنوار، الشطنوفي (ت٧١٣ه)، بيروت: دار الكتب العلمية ١٤٢٣ه، ط١.
- بیاضِ پاک، حجۃ الاسلام محمد حامد رضا خان (ت ۱۹۴۳ء)، لاہور: مرکزی مجلس امام اعظم۔
- پاکستان پر بدترین مغربی، تہذیبی، ثقافتی جارحیت، آن لائن آرٹیکل۔

- تاريخ ابن خُلدون، ابن خُلدون أبو زيد (ت٨٠٨هـ)، تحقيق: خليل شحادة، بيروت: دار الفكر، ١٤٠٨هـ، ط٢.
- تاريخ الإسلام، الذَهَبي (ت ٧٤٨هـ)، تحقيق: د. بشّار عوّاد معروف، بيروت: دار الغرب الإسلامي ٢٠٠٣ م، ط ١.
- تاريخ بغداد، الخطيب البغدادي (ت ٤٦٣هـ)، تحقيق: صدقي جميل العطّار، بيروت: دار الفكر ١٤٢٤هـ، ط١.
- تاريخ الخلفاء، السُيوطي (ت٩١١هـ)، تحقيق: حمدي الدمرداش، القاهرة: مكتبة نزار مصطفى الباز ١٤٢٥هـ، ط١.
- تاريخ دِمشق، ابن عساكر (ت٥٧١هـ)، تحقيق: علي شيري، بيروت: دار الفكر ١٤١٩هـ، ط١.
- تاريخ الطَبَري، الطبري (ت٣١٠هـ)، بيروت: دار التراث ١٣٨٧هـ، ط٢.
- تاریخ مشائخ چشت، خواجہ خلیق احمد نظامی، لاہور: مشتاق بک کارنر۔
- التبشير والاستعمار في البلاد العربية، الدكتور مصطفى خالدي، الدكتور عمر فروخ، بيروت: المكتبة العصرية، ١٩٧٣ء، ط٥.
- التبصير في الدين وتمييز الفرقة الناجية عن الفرق الهالكين، أبو المظفر الأسفراييني (ت٤٧١هـ)، تحقيق: كمال يوسف الحُوت، لبنان: عالم الكتب، ١٤٠٣هـ، ط١.
- تبييض الصحيفة بأصول الأحاديث الضعيفة، محمد عَمرو عبد اللطيف، القاهرة: مكتبة التوعية الإسلامية لإحياء التراث

الإسلامي، ١٤١٠هـ، ط١.
- تجلیاتِ امام ربّانی، محمد عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری (ت ۱۹۹۳ء)، لاہور: مکتبہ نبویہ، ۱۹۷۸ء، ط۱۔
- تحذیر الناس، محمد قاسم نانوتوی (ت ۱۸۸۰ء)، کراچی: دار الاِشاعت۔
- تحسینِ خطابت ۲۰۲۰ء، ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی، کراچی: الغنی پبلیشر، ط۱، ۲۰۲۲ء۔
- تحسینِ خطابت ۲۰۲۱ء، ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی، پشاور: المکتبۃ النظامیۃ، ۲۰۲۳ء، ط۱۔
- تخريج الأحاديث والآثار الواقعة في تفسير الكشّاف، للزَيلعي (ت٧٦٤هـ)، اعتناء: سلطان بن فهد الطبيشي، السعودية: وزارة الأوقاف، ١٤٢٤هـ، ط١.
- تذکرۂ اولیائے پاک وہند، ڈاکٹر ظہور الحسن شارب، لاہور: پروگریسو بکس، ۱۹۹۹ء، ط۱۔
- تذکرۂ اکابرِ اہل سنّت، محمد عبد الحکیم شرف قادری (ت ۲۰۰۷ء)، لاہور: نوری کُتب خانہ، ۲۰۰۵ء۔
- تذکرۂ صوفیائے سندھ، اعجاز الحق قدوسی (ت ۱۴۰۶ھ)، کراچی: اردو اکیڈمی سندھ، ۱۹۵۹ء۔
- تذکرۂ مجدد الف ثانی، محمد الیاس عطار قادری، کراچی: مکتبۃ المدینہ، ۲۰۱۶ء۔
- الترغيب والترهيب، المُنذِري (ت٦٥٦ هـ)، تحقيق: إبراهيم شمس الدين، بيروت: دار الكتب العلمية ١٤١٧هـ، ط١.

- التعريفات، السيّد شريف الجُرجاني (ت٨١٦هـ)، تحقيق: إبراهيم الأبياري، بيروت: دار الكتاب العربي ١٤٢٣هـ.
- تعليلاتِ خادِمیہ، حافظ خادم حسین رضوی (ت٢٠٢٠ء)، لاہور: علّامہ فضلِ حق پبلیکیشنز، ٢٠١٢ء۔
- تفسير ابن أبي حاتم، ابن أبي حاتم الرازي (ت٣٢٧هـ)، تحقيق: أسعد من الطيّب، الرياض: مكتبة نزار مصطفى الباز ١٤١٩هـ، ط٣.
- تفسير الألوسي = رُوح المعاني في تفسير القرآن العظيم، شهاب الدّين الألوسي (ت١٢٧٠هـ)، تحقيق: علي عبد الباري عطية، بيروت: دار الكتب العلمية ١٤١٥هـ، ط١.
- تفسير رُوح البيان، إسماعيل حقّي (ت ١١٢٧هـ)، بيروت: دار الفكر.
- تفسير السمرقندي، أبو الليث نصر بن محمد (ت٣٧٣هـ)، تحقيق: الشيخ علي محمّد معوّض، الشيخ عادل أحمد عبد الموجود، بيروت: دار الكتب العلمية، ط:١، ١٤١٣هـ.
- تفسير القرآن العظيم، ابن كثير (ت٧٧٤هـ)، بيروت: دار الكتب العلمية ١٤٢١هـ.
- التفسير الكبير، فخر الدّين الرازي (ت٦٠٦هـ)، بيروت: دار إحياء التراث العربي ١٤١٧هـ، ط٢.
- تفسير الماتُريدي = تأويلات أهل السنّة، أبو منصور الماتُريدي (ت٣٣٣هـ)، تحقيق: د. مجدي باسلوم، بيروت: دار الكتب

العلمية، ١٤٢٦هـ، ط١.
- تفسیرِنعیمی، مفتی احمدیار خان نعیمی (ت۱۳۹۱ھ)،لاہور:مکتبہ اسلامیہ۔
- ٹرانس جینڈر ایکٹ... خدشات ومضمرات،۱۲ستمبر۲۰۲۲ء،نیونیوزڈیجیٹل ایڈیشن۔
- جامع البيان في تأويل القرآن، ابن جرير الطَبَري (ت٣١٠ه)، تحقيق: صدقي جميل العطّار، بيروت: دار الفكر ١٤١٥ه.
- الجامع لأحكام القرآن، القُرطُبي (ت٦٧١ ه)، تحقيق: عبد الرزّاق المهدي، كوئته: المكتبة الرشيديّة.
- جامع المسانيد والسُّنَن، أبو الفداء إسماعيل بن عمر الدِمشقي (ت٧٧٤هـ) تحقيق: د. عبد الملك بن عبد الله الدهيش، بيروت: دار خضر للطباعة والنشر والتوزيع. ط٢، ١٤١٩ هـ.
- جمع الوسائل في شرح الشمائل، علي القاري (ت١٠١٤ ه)، مصر: المطبعة الأدبية ١٣١٨ه.
- جَمهرة اللغة، أبو بكر محمد بن الحسن الأزدي (ت٣٢١هـ)، تحقيق: رَمزي منير بَعلبكي، بيروت: دار العلم للملايين، ١٩٨٧ء، ط١.
- جواہر مجددیّہ، خواجہ احمد حسین خان، کراچی: ادارۂ مسعودیہ، ۱۴۲۲ھ۔
- حاشية الطحطاوي على المَراقي، الطحطاوي (ت١٢٣١ه)، تحقيق: محمد عبد العزيز الخالدي، بيروت: دار الكتب العلمية ١٤١٨ه، ط١.
- حجّة الله البالغة، الشاهْ ولي الله الدهلوي (ت ١١٧٦ه) تحقيق:

السيّد سابق، بيروت: دار الجِيل ١٤٢٦هـ، ط ١.
- حدائقِ بخشش، امام احمد رضا (ت ۱۳۴۰ھ)، کراچي: مکتبۃ المدینہ۔
- الحديقة النَدية شرح الطريقة المحمدية، عبد الغني النابلُسي (ت١١٤٣هـ)، مصر: دار الطباعة العامرة ١٢٩٠هـ.
- حضرات القُدس، بدر الدين بن إبراهيم سَرهَندي، من المخطوط.
- حضرت مجدِد اَلف ثانی کی علمی ودینی خدمات، ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس، لاہور: پروگریسو بکس، ۲۰۱۶ء، ط۱۔
- حلية الأولياء وطبقات الأصفياء، أبو نعَيم الأصفهاني (ت٤٣٠هـ)، تحقيق: مصطفى عبد القادر عطا، بيروت: دار الكتب العلمية.
- حیاتِ گنج شکر، مفتی ظفر جبّار چشتی، لاہور: اکبر بک سیلرز، ۲۰۱۲ء۔
- خزائن العرفان فی تفسیر القرآن، نعیم الدین مرادآبادی (ت ۱۳۶۷ھ)، مبارکپور اعظم گڑھ: الجامعۃ الاشرفیہ/کراچي: مکتبۃ المدینہ۔
- خواجہ سراؤں کے تحفظ کا بِل اور مضمر خطرات، ۱۵ جولائی ۲۰۱۹ء، ڈیجیٹل ایڈیشن روزنامہ "دنیا"۔
- خودکشی کی طرف بڑھتا رُجحان اور اس کا حَل، ۶ جون ۲۰۲۱ء، آن لائن آرٹیکل۔
- خودکشی کا بڑھتا ہوا رُجحان، ۲۹ ستمبر ۲۰۲۰ء، آن لائن آرٹیکل، ملت ٹائمز۔
- خزینۃ الاصفیاء، مفتی غلام سرور لاہوری، لاہور: مکتبہ نبویہ، ۱۴۱۰ھ۔
- خلفائے امام احمد رضا، محمد عبد الحکیم شرف قادری (ت ۲۰۰۷ء)، لاہور: مکتبہ شمس وقمر، ۱۴۳۲ھ۔

- الخيرات الحِسان، ابن حجر الهيتمي (ت٩٧٣هـ)، كراتشي: مدينة ببلشنگ كمپني.
- الدرّ المختار شرح تنوير الأبصار، الحَصكفي (ت١٠٨٨هـ)، تحقيق: د. حُسام الدين فَرفور، دِمشق: دار الثقافة والتراث ١٤٢١هـ، ط١، وبيروت: دار إحياء التراث العربي.
- الدرّ المنثور في التفسير المأثور، السُيوطي (ت٩١١هـ)، بيروت: دار الفكر ١٤١٤هـ.
- الديباج المذهب في معرفة أعيان علماء المذهب، برهان الدين اليعمري (ت٧٩٩هـ)، تحقيق وتعليق: د. محمد الأحمدي أبو النور، القاهرة: دار التراث للطبع والنشر.
- ديوان حسّان بن ثابت، حسّان بن ثابت (ت٦٠هـ)، بيروت: دار الكتب العلمية ١٤١٤ هـ.
- ذکرِ حبیب، شاہ عبدالعلیم صدیقی (ت۱۳۷۴ھ)، گوجرانوالہ: اویسی بک سٹال، ۲۰۱۰ء۔
- ذمّ الكذب - من الصمت وآداب اللسان، ابن أبي الدنيا (ت٢٨١هـ)، دِمشق: دار السنابِل، ١٩٩٣هـ.
- ذَوقِ نعت، مولانا حسن رضا خان (ت۱۳۲۶ھ)، کراچی: مکتبۃ المدینہ ۱۴۳۹ھ، ط۱۔
- راحت القلوب، خواجہ نظام الدین اولیاء (ت۷۲۵ھ)، لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، ۱۴۰۶ھ، ط۲۔
- ردّ المحتار على الدرّ المختار، ابن عابدين (ت١٢٥٢هـ)، تحقيق:

د. حُسام الدين بن محمد صالح فَرفور، دِمشق: دار الثقافة والتراث ١٤٢١هـ، ط١، وبُولاق: دار الطباعة المصريّة.

- رسالہ شاہ عبد اللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، مترجم: شیخ ایاز، سندھ: انسٹیٹیوٹ آف سندھالوجی، سندھ یونیورسٹی، ۱۹۷۷ء، ط۲۔

- الرّسالة القشَيرية، القشَيري (ت٤٥٦هـ)، بيروت: مؤسّسة الكتب الثقافية ١٤٢٠هـ، ط١.

- رسائل مجدِ دالف ثانی، شیخ احمد مجدد الف ثانی سَرہندی، (ت ۱۰۳۴ھ)، لاہور: قادری رضوی کتب خانہ، ۲۰۰۲ء۔

- رُموزِ بے خودی (فارسی) محمد اقبال (ت ۱۳۳۸ھ)، مرتّب: سمندر خاں سمندر۔

- رُموزِ خودی، ڈاکٹر محمد اقبال (ت ۱۹۳۸ء)، لاہور: مطبع کریمی، ۱۹۲۳ء، ط۱۔

- روضۃ القیومۃ (اردو)، خواجہ محمد احسان مجدِّدی، لاہور: مکتبہ نبویہ، ۱۴۰۹ھ، ط۱۔

- رؤية إسلامية للاستشراق، د. أحمد عبد الحميد الغراب.

- الرياض النضرة في مناقب العشرة، محبّ الدّين الطَبَري (ت٦٩٤هـ)، بيروت: دار الكتب العلمية، ط٢.

- زاد المسير في علم التفسير، أبو الفرَج الجوزي (ت٥٩٧هـ)، بيروت: المكتب الإسلامي ١٤٠٤هـ، ط٣.

- زاویۂ نظر، مفتی منیب الرحمن صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ، روزنامہ دنیا، ۲۸ نومبر ۲۰۲۰ء۔

- الزواجر عن اقتراف الكبائر، ابن حجر الهيتمي (ت٩٧٤هـ)، بيروت: دار الفكر ١٤٠٧هـ، ط١.

- الزُهد، ابن أبي الدنيا (ت٢٨١هـ)، دِمشق: دار ابن كثير ١٤٢٠هـ، ط١.
- سامانِ بخشش، مولانا مصطفی رضا (ت ۱۴۰۲ھ)، کراچی: مکتبۃ المدینہ ۲۰۱۹ء، ط۱۔
- السُنّة، أبو بكر الخَلّال البغدادي (ت٣١١هـ)، تحقيق: د. عطية الزهراني، الرياض: دار الراية، ١٤١٠هـ، ط١.
- سنن ابن ماجه، محمد بن يزيد (ت٢٧٥هـ)، بيروت: دار إحياء التراث العربي ١٤٢١هـ، ط١.
- سنن أبي داود، سليمان بن الأشعَث (ت٢٧٥هـ)، الرياض: دار السّلام ١٤٢٠هـ، ط١.
- سنن الترمذي، محمد بن عيسى (ت٢٧٩هـ)، الرياض: دار السلام ١٤٢٠هـ، ط١.
- سنن الدارقُطني، علي بن عمر الدارقُطني (ت٣٨٥هـ)، تحقيق: الشيخ مجدي حسن، ملتان: نشر السُنّة ١٤٢٠هـ.
- السنن الكبرى، البَيهقي (ت٤٥٨هـ)، تحقيق: محمد عبد القادر عطا، بيروت: دار الكتب العلمية ١٤٢٤هـ، ط٣.
- السنن الكبرى، النَّسائي (ت٣٠٣هـ)، تحقيق: د. عبد الغفّار سليمان البنداري، بيروت: دار الكتب العلمية ١٤١١هـ، ط١.
- سنن النَّسائي، أحمد بن شعَيب (ت٣٠٣هـ)، الرياض: دار السلام ١٤٢٠هـ، وبيروت: دار الفكر ١٤٢٥هـ.
- سوانحِ امامِ اعظم، شاہ ابوالحسن زید فاروقی، لاہور: الفاروق بک فاؤنڈیشن، ۱۹۹۹ء۔

- سِير أعلام النبلاء (ت ٧٤٨هـ)، تحقيق: شعيب الأرنؤوط، القاهرة: دار الحديث ١٤٢٧هـ.
- سیر الاَقطاب، شیخ اللہ دیہ چشتی (ت۱۰۳۶ھ) لکھنؤ: منشی نَوَل کِشَور، ۱۹۱۳ء۔
- سیرتِ بابافرید، مجلس المدینۃ العلمیہ، کراچی: مکتبۃ المدینہ، ۲۰۲۰ء۔
- سیرتِ مجدّدِ الف ثانی، ڈاکٹر محمد مسعود احمد (ت۲۰۰۸ء)، کراچی: برکت پریس، ۱۴۲۶ھ، ط۲۔
- سیرتِ مصطفی، علّامہ عبدالمصطفی اعظمی (ت۱۴۰۶ھ)، کراچی: مکتبۃ المدینہ، ۱۴۲۹ھ۔
- شرح الزرقاني على المواهب اللدُنية بالمنح المحمدية، الزرقاني (ت١١٢٢هـ) بيروت: دار الكتب العلمية، ١٤١٧هـ، ط١.
- شرح السُنّة، البغَوي (ت٥١٦هـ)، تحقيق: محمد سعيد اللحّام، بيروت: دار الفكر ١٤١٩هـ.
- شرح العقائد النَّسَفية، التفتازاني (ت٧٩٢هـ)، تحقيق: محمد عدنان درويش، دِمشق: مكتبة دار البيروتي ١٤١١هـ.
- شرح المواقف، الجُرجاني (ت٨١٦هـ)، بيروت: دار الكتب العلمية ١٤١٩هـ، ط١.
- شرح صحيح البخارى، ابن بطّال (ت٤٤٩هـ)، تحقيق: أبو تميم ياسر بن إبراهيم، الرياض: مكتبة الرُشد، ١٤٢٣هـ، ط٢.
- شرح مقدّمة سنن ابن ماجه، عبد الكريم بن عبد الله الخضير، المكتبة الشاملة.

- شرک کیا ہے اور مُشرک کون؟ علّامہ غلام مرتضیٰ ساقی، گوجرانوالہ: اویسی بک سٹال۔
- شُعب الإيمان، البَيهقي (ت٤٥٨هـ)، تحقيق: حمدي الدمرداش محمّد العدل، بيروت: دار الفكر ١٤٢٤هـ، ط١.
- الشريعة، الآجرّي (ت٥١٦هـ)، تحقيق: د. عبد الله بن عمر بن سليمان الدميجي، الرياض: دار الوطن ١٤٢٠هـ، ط٢.
- الشفا بتعريف حقوق المصطفى، قاضي عياض (ت٥٤٤هـ)، تحقيق: عبد السلام محمد أمين، بيروت: دار الكتب العلمية ١٤٢٢هـ، ط٢.
- الشمائل المحمدية، محمد بن عيسى (ت٢٧٩هـ)، بيروت: دار الحديث ١٣٨٨هـ، ط١.
- صحيح ابن حِبّان، أبو حاتم محمد بن حِبّان (ت٣٥٤هـ)، بيروت: بيت الأفكار الدوليّة ٢٠٠٤م.
- صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري (ت٢٥٦هـ)، الرياض: دار السّلام ١٤١٩هـ، ط٢.
- صحيح مسلم، مسلم بن الحجّاج (ت٢٢٦١هـ)، الرياض: دار السّلام ١٤١٩هـ، ط١.
- الصواعق المحرقة في الردّ على أهل البِدَعِ والزندقة، ابن حجر الهيتمي (ت٩٧٤هـ)، تحقيق: عبد الوهّاب عبد اللطيف، ملتان: مكتبه مجيديّه ١٤١٠هـ، ط٣.
- ضیاء النبی ﷺ، پیر محمد کرم شاہ الازہری (ت۱۹۹۸ء)، لاہور: ضیاء القرآن

پبلی کیشنز، ۱۴۲۰ھ، ط۴۔

- الطبقات الكبرى، ابن سعد (ت٢٣٠هـ)، بيروت: دار الفكر ١٤١٤هـ، ط١.
- الطبقات الكبرى (لَواقح الأنوار في طبقات الأخيار)، الشَّعراني (ت٩٧٣هـ)، بيروت: دار الفكر.
- عجائب القرآن، عبد المصطفیٰ اعظمی (ت۱۹۸۵ء)، لاہور: شبیر برادرز ۲۰۰۱ء۔
- العرش، الذَهَبي (ت ٧٤٨هـ)، تحقيق: محمد بن خليفة بن علي التميمي، السعودية: عمادة البحث العلمي بالجامعة الإسلامية، المدينة المنوّرة، ١٤٢٤هـ، ط٢.
- عرف التعريف بالمَولد الشّريف، ابن الجزري (ت٨٣٣هـ)، فلسطين: واحة آل البيت لإحياء التراث والعلوم.
- عظیم مبلغِ اسلام (مجلّہ)، کراچی: خواتین اسلامی مشن، ۱۴۲۴ھ۔
- العقد الفريد، ابن عبد ربّه الأندلُسي (ت٣٢٨هـ)، بيروت: دار الكتب العلمية، ١٤٠٤هـ، ط١.
- عقود الجمان في علم المعاني والبيان، جلال الدين السُيوطي (ت٩١١هـ)، تحقيق وضبط: عبد الحميد ضحا، القاهرة: دار الإمام مسلم للطباعة والنشر والتوزيع، ١٤٣٣هـ، ط١.
- عمدة القاري شرح صحيح البخاري، العيني (ت٨٥٥هـ)، بيروت: دار الفكر ١٤١٨هـ، ط١.

- عوارف المعارف، شهاب الدّين السُّهروَردي (ت٦٣٢ھ)، (مطبوع مع إحياء علوم الدين)، بيروت: دار الكتب العلمية ١٤٠٦ھ، ط١.
- غرائب القرآن، عبدالمصطفیٰ اعظمی (ت۱۹۸۵ء)، لاہور: شبیر برادرز ۲۰۰۱ء۔
- فاضل بریلوی اور ترکِ مُوالات، ڈاکٹر محمد مسعود احمد (ت۲۰۰۸ء)، کراچی: ادارۂ مسعودیہ، ۱۴۲۵ھ۔
- فتاوی رضویہ، امام احمد رضاخان (ت۱۳۴۰ھ)، تحقیق: ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی، کراچی: ادارۂ اہلِ سنّت ۲۰۱۷ء، ط۱۔ ولاہور: رضافاؤنڈیشن ۱۴۱۲ھ، ط۱۔
- الفتاوى الهنديّة، الشيخ نظام (ت١١٦١ھ) وجماعة من علماء الهند الأعلام، بشاوَر: المكتبة الحقّانية.
- فتح الباري بشرح صحيح البخاري، العَسقلاني (ت٨٥٢ھ)، القاهرة: دار الحديث ١٤٢٤ھ.
- الفُتوحات المكّية، ابن عربي (ت٦٣٨ھ)، بيروت: دار إحياء التراث العربي، ط١.
- فتوح الغيب، عبد القادر الجيلاني (ت٥٦١ھ) مصر: مكتبة ومطبعه مصطفى البابي ١٣٩٢ھ، ط٢.
- الفردوس بمأثور الخطاب، الدَيلمي (ت٥٠٩ھ)، تحقيق: السعيد بن بسيوني زَغلول، بيروت: دار الكتب العلمية ١٩٨٦م، ط١.
- فرہنگ آصفیہ، مولوی سید احمد دہلوی، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز ۲۰۰۲ء.
- فضائل الصحابة، أحمد بن حنبل (ت٢٤١ھ)، تحقيق: وصي الله

محمد عباس، بيروت: مؤسّسة الرسالة ١٤٠٣هـ، ط١.

- الفقه الأكبر، الإمام أبي حنيفة (ت١٥٠هـ)، الإمارات العربية: مكتبة الفرقان، ١٤١٩هـ، ط١.

- فواتح الرَّحموت، بحر العلوم عبد العلي اللَكنَوي (ت١٢٢٥هـ)، اللَكنَو: نَوَلْكِشَور.

- فوائد الفُواد، خواجه حسن دہلوی (ت ۱۳۷۴ھ)، لاہور: ملک سراج الدین اینڈ سنز پبلیشرز، ۱۳۹۶ھ، ط۱۔

- فیضانِ بابا فرید گنج شکر، مجلس المدینۃ العلمیہ، کراچي: مکتبۃ المدینہ، ۲۰۱۵ء۔

- قائدِ ملّتِ اسلامیہ علّامہ خادِم حسین رضوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ، مفتی عبد الرشید ہمایوں المدنی، کراچي: ادارہ اہل سنّت، ۲۰۲۱ء۔

- قَبالۂ بخشش، محمد خلیل الرحمان رضوی (ت ۱۳۴۳ھ)، کراچي: مکتبۃ المدینہ، ۱۴۴۰ھ، ط۱۔

- قصيدة البردة، الإمام شرف الدين البُوصيري (ت٦٩٦هـ)، حَضرموت: دار الفقيه، ١٤٢٠هـ، ط١.

- القول البديع في الصّلاة على الحبيب الشفيع، السخاوي (ت٩٠٢هـ)، بيروت: دار الكتاب العربي ١٤٠٥هـ، ط١.

- الكاشف في معرفة من له رواية في الكتب الستّة، شمس الدين الذَهَبي (ت٧٤٨هـ)، تحقيق: محمد عوامة أحمد محمد نمر الخطيب، جدّة: دار القبلة للثقافة الإسلامية - مؤسَّسة علوم القرآن، ١٤١٣هـ، ط١.

- الكامل في التاريخ، ابن الأثير الجزري (ت٦٣٠هـ)، بيروت: دار الفكر ١٣٩٨هـ.
- كتاب الزُهد والرقائق، الخطيب البغدادي (ت٤٦٣هـ)، تحقيق: د. عامر حسن صَبري، بيروت: دار البشائر الإسلامية، ١٤٢٠هـ، ط١.
- كتاب السُنّة، ابن أبي عاصم (ت٢٨٧هـ)، تحقيق: محمد ناصر الألباني، بيروت: المكتب الإسلامي ١٤٠٠هـ، ط١.
- كتاب العين، أبو عبد الرحمن الخليل الفراهيدي (ت١٧٠هـ) تحقيق: د. مهدي المخزومي، د. إبراهيم السامرّائي، بيروت: دار ومكتبة الهلال.
- كشف الخفاء ومُزيل الإلباس، أبو الفداء العَجلوني (ت١١٦٢هـ)، تحقيق: عبد الحميد بن أحمد بن يوسف بن هَنداوي، بيروت: المكتبة العصرية ١٤٢٠هـ، ط١.
- كشف المشكل من حديث الصحيحَين، ابن الجَوزي (ت٥٩٧هـ)، تحقيق: علي حسين البواب، الرياض: دار الوطن.
- کُلیاتِ اقبال، لاہور: اقبال اکادمی پاکستان ۱۹۹۰ء، ط۱۔
- كنز العمّال، علاء الدين علي بن حُسام الدين (ت٩٧٥هـ)، تحقيق: بَكري حيّاني- صفوة السقا، بيروت: مؤسَّسة الرسالة١٤٠١هـ، ط٥.
- کیمیائے سعادت، امام غزالی (ت۵۰۵ھ)، بمبئی: مطبع محمدی۔
- لُباب التأويل في مَعاني التنزيل، الخازِن (ت٧٤١هـ)، بشاوَر:

مكتبة فاروقية.
- ماہنامہ جہانِ رضا، امیر المجاہدین نمبر، شمارہ ۲۴۱، لاہور: الحقائق پبلی کیشنز، ۲۰۲۰ء۔
- ماہنامہ النظامیہ، امیر المجاہدین نمبر، لاہور: مجلس علماء نظامیہ پاکستان، ۲۰۲۰ء۔
- مجموعۂ فرامین امام خادِم حسین رضوی، محمد عثمان فاروقی نقشبندی، آن لائن: ۱۴۴۲ھ۔
- مُحاضرات في تاريخ الفقه الإسلامي، لأبي يوسف موسى، (ت١٣٨٣هـ)، مصر: دار الكتاب العربى.
- مختار الصِّحاح، الرّازي (ت بعد٦٦٦هـ)، تحقيق: محمد حلّاق، بيروت: دار إحياء التراث العربي١٤٢٦هـ، ط٤.
- مدارك التنزيل وحقائق التأويل، النَّسَفي (ت٧١٠هـ)، تحقيق: الشيخ زكريّا عميرات، بشاوَر: مكتبة القرآن والسُنّة.
- مرآۃ المناجیح، مفتی احمد یار خان نعیمی (۱۳۹۱ھ)، گجرات: نعیمی کتب خانہ۔
- مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، علي القاري (ت١٠١٤هـ)، بيروت: دار الفكر ١٤٢٢هـ، ط١.
- المسامَرة شرح المسايرة، ابن أبي شريف القدسي (ت٩٠٦هـ)، مصر: مطبعة السعادة.
- المُسايَرة، ابن هُمام الحنفي (ت٨٦١هـ)، القاهرة: المكتبة الأزهريّة للتراث.
- المستدرَك على الصحيحَين، الحاكم (ت٤٠٥هـ)، تحقيق: حمدي الدمرداش محمد، مكّة المكرّمة: مكتبة نزار مصطفى الباز ١٤٢٠هـ، ط١.

- المستشرقون والمبشّرون في العالم العربي والإسلامي، الشيخ إبراهيم خليل أحمد، السعودية: دار الوعي العربي.
- مسلمانوں کافکری اِغواء، مریم خنساء، لاہور: دار الکتب السلفیہ۔
- المُسند، أحمد بن حنبل (ت٢٤١هـ)، تحقيق: صدقي محمد جميل العطّار، بيروت: دار الفكر ١٤١٤هـ، ط٢.
- مُسند البزّار، أبو بكر أحمد بن عَمرو (ت٢٩٢هـ)، تحقيق: د. محفوظ الرحمن زين الله، المدينة المنوّرة: مكتبة العلوم والحكم.
- المصنَّف، ابن أبي شَيبة (ت٢٣٥هـ)، تحقيق: كمال يوسف الحُوت، الرياض: مكتبة الرُشد ١٤٠٩هـ، ط١.
- المصنَّف، عبد الرزّاق الصَنعاني (ت٢١١هـ)، تحقيق: حبيب الرحمن الأعظمي، بيروت: المكتب الإسلامي ١٤٠٣هـ، ط٢.
- معالم التنزيل، البغَوي (ت٥١٦هـ)، تحقيق: خالد عبد الرحمن العك، بيروت: دار المعرفة ١٤٢٣هـ، ط٥.
- المعتَقد المنتقَد، الإمام فضل الرسول البَدايُوني (١٢٨٩هـ)، التحقيق: د. المفتي محمد أسلم رضا الميمني، كراتشي: دار أهل السُنّة، ١٤٤٣هـ، ط٣.
- المعجم الأوسط، الطَبَراني (ت٣٦٠هـ)، تحقيق: محمد حسن محمد حسن إسماعيل الشافعي، بيروت: دار الفكر ١٤٢٠هـ، ط١.
- المعجم الصغير، الطَبَراني (ت٣٦٠هـ)، تحقيق: عبد الرحمن محمد

عثمان، بيروت: دار الفكر ١٤١٨هـ، ط١.

- المعجم الكبير، الطَبَراني (ت٣٦٠هـ)، تحقيق: حمدي عبد المجيد السلَفي، بيروت: دار إحياء التراث العربي ١٤٢٢هـ، ط٢.

- معرفة السُنن والآثار، أبو بكر البَيهقي (ت٤٥٨هـ)، تحقيق: عبد المُعطي أمين قَلعجي، بيروت: دار قتَيبة ١٤١٢هـ، ط١.

- مغاني الأخيار في شرح أسامي رجال مَعاني الآثار، بدر الدين العينى (ت٨٥٥هـ)، تحقيق: محمد حسن محمد حسن إسماعيل، بيروت: دار الكتب العلمية، ١٤٢٧هـ، ط١.

- مفردات ألفاظ القرآن، الرّاغب الأصفهاني (ت٥٠٢هـ)، تحقيق: نديم مرعَشلي، تهران: المكتبة المرتضويّة لإحياء الآثار الجعفرية.

- المقاصد الحسَنة، السخاوي (ت٩٠٢هـ)، تحقيق: محمد عثمان الخشت، بيروت: دار الكتاب العربي ١٤٢٥هـ، ط١.

- مقالاتِ سعيدی، علّامہ غلام رسول سعیدی (ت۲۰۱۶ء)، کراچی: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، ۲۰۱۴ء، ط۱۔

- مکتوبات شریف امام ربّانی، مجدد اَلف ثانی (ت ۱۰۳۴ھ)، کوئٹہ: مکتبۃ القُدس۔

- الملفوظ، مفتئ اعظم ہند (ت ۱۴۰۲ھ)، ممبئی: رضا اکیڈمی ۱۴۲۷ھ، ط۲۔

- مناقب أبي حنيفة، للمُوفَّق بن أحمد (ت٥٦٨هـ)، بيروت: دار الكتاب العربي١٤٠١هـ، ط١.

- مِنَح الروض الأزهر في شرح الفقه الأكبر، مُلّا علي القاري

(ت١٠١٤ﻫ)، بيروت: دار البشائر الإسلامية ١٤١٩ﻫ، ط١.
- المنهاج لشرح صحيح مسلم بن الحجّاج، النَّوَوي (ت٦٧٦ﻫ)، بيروت: دار إحياء التراث العربي، ط٤.
- المَواهب اللدُنية، أحمد بن محمّد القسطلاني (ت٩٢٣ﻫ)، تحقيق: صالح أحمد الشامي، بيروت: المكتب الاسلامي، ١٤٢٥ﻫ، ط٢.
- نعمۃ الباری فی شرح صحیح البخاری، علّامہ غلام رسول سعیدی (ت۲۰۱۶ء)، لاہور: فرید بک سٹال، ۱۴۳۴ھ، ط۷۔
- نفحات الاُنس، عبد الرحمن جامی (ت ۸۹۸ ھ)، مترجم: سیِّد احمد علی شاہ چشتی، لاہور: شبیر برادرز۔
- نور العرفان، مفتی احمد یار خان نعیمی (ت۱۳۹۱ھ)، لاہور: پیر بھائی کمپنی۔
- وسائلِ بخشش، محمد الیاس عطار قادری، کراچی، مکتبۃ المدینہ، ۱۴۳۵ھ، ط۲۔
- وفيّات الأعيان، ابن خلّكان البرمكي الإربلي (ت٦٨١ﻫ)، تحقيق: إحسان عباس، بيروت: دار صادر.
- وکی پیڈیا، آزاد دائرۃ المعارف۔
- الهداية في شرح بداية المبتدي، المَرغيناني (ت٥٩٣ﻫ)، تحقيق: محمد عدنان درويش، بيروت: شركة دار الأرقم بن أبي الأرقم.
- اليواقيت والجواهر في بيان عقائد الأكابر، عبد الوهّاب الشَّعراني (ت٩٧٣ﻫ)، بيروت: دار إحياء التراث العربي.

ادارۂ اہل سنّت کی مطبوعات

عربی کتب

١. كنز الإيمان في ترجمة القرآن: للإمام أحمد رضا خانْ (ت١٣٤٠هـ)، مع تفسير خزائن العرفان: لصدر الأفاضل السيّد محمد نعيم الدّين المرادآبادي (ت١٣٦٧هـ) طبعت ثانياً من "دار الفقيه" أبوظبي الإمارات ١٤٤٢هـ/ ٢٠٢٠م.

٢. العطايا النبويّة في الفتاوى الرضوية: للإمام أحمد رضا خانْ (ت١٣٤٠هـ)، (٢٢ مجلّداً بالأرديّة) محقَّقة، طبعت ١٤٣٨هـ / ٢٠١٧م.

٣. جدّ الممتار على ردّ المحتار: له (ت١٣٤٠هـ) (سبع مجلّدات) محقَّقة، طبعت من "دار الفقيه" أبوظبي الإمارات، ١٤٣٤هـ/ ٢٠١٣م.

٤. المعتقَد المنتقَد: للعلّامة فضل الرّسول القادري البَدَايُوني (ت١٢٨٩هـ) مع حاشية قيّمة مسمّاة: المعتمَد المستنَد بناء نجاة الأبد: للإمام أحمد رضا خانْ (ت١٣٤٠هـ) محقَّق، طُبع ثانياً ١٤٤٠هـ/ ٢٠١٨م. نشر إلكتروني أوّلاً ١٤٤٣هـ/ ٢٠٢٢م.

٥. الدَّولة المكّية بالمادّة الغَيبيّة: له، محقَّق، طبع ١٤٤٠هـ/ ٢٠١٨م.

٦. إنباء الحي أنّ كلامَه المصونَ تبيانٌ لكلِّ شيء (مجلّدان): له، محقَّق، طبع ١٤٤٠هـ/ ٢٠١٨م.

٧. شرح عقود رسم المفتي: للإمام ابن عابدين الشّامي (ت١٢٥٢هـ) محقَّقة، طبعت رابعاً من "دار الفتح" الأردن، ١٤٤٣هـ/ ٢٠٢٢م.
٨. أجلى الإعلام أنّ الفتوى مطلقاً على قول الإمام: للإمام أحمد رضا خانْ (ت١٣٤٠هـ) محقَّقة، طبعت رابعاً من "دار الفتح" الأردن، ١٤٤٣هـ/ ٢٠٢٢م.
٩. الفضل الموهبي في معنى إذا صحّ الحديث فهو مذهبي: له (ت١٣٤٠هـ) محقَّقة، طبعت رابعاً من "دار الفتح" الأردن، ١٤٤٣هـ/ ٢٠٢٢م.
١٠. جليُّ الصَّوْت لنَهي الدَّعْوة أمَامَ موت (بالأرديّة): له، ١٤٢٨هـ/ ٢٠٠٧م.
١١. رادّ القحط والوباء بدعوة الجيران ومُؤاساة الفقراء: للإمام أحمد رضا خانْ (ت١٣٤٠هـ) محقَّقة، مترجمة بالعربيّة، طبعت من "الإدارة لتحقيقات الإمام أحمد رضا" كراتشي ١٤٢٩هـ/ ٢٠٠٨م.
١٢. أعجب الإمداد في مكفَّرات حقوق العباد: له، محقَّقة، مترجمة بالعربيّة، طبعت من "الإدارة لتحقيقات الإمام أحمد رضا" كراتشي ١٤٢٩هـ/ ٢٠٠٨م.
١٣. صفائح اللُجَين في كون تصافُح بكفَّي اليدَين: له، محقَّقة، مترجمة بالعربيّة، طبعت من "الإدارة لتحقيقات الإمام أحمد رضا" كراتشي ١٤٢٩هـ/ ٢٠٠٨م.

١٤. الإجازات المتينة لعلماء بكّة والمدينة: للإمام أحمد رضا خانْ (ت١٣٤٠هـ) محقَّقة، طبعت ١٤٤٠هـ / ٢٠١٨م. نشر إلكتروني أوّلاً ١٤٤٣هـ/ ٢٠٢٢م.

١٥. الظَفر لقول زُفر: له، محقَّقة، طبعت ١٤٤٠هـ/ ٢٠١٨م.

١٦. شمائم العنبر في أدب النداء أمام المنبر: له، محقَّقة، طبعت ١٤٤٠هـ/ ٢٠١٨م.

١٧. صَيقل الرَّين عن أحكام مجاوَرة الحرمَين: له، محقَّقة، طبعت ١٤٤٠هـ/ ٢٠١٨م.

١٨. الجبل الثانوي على كلية التهانوي: له، محقَّقة، طبعت ١٤٤٠هـ/ ٢٠١٨م.

١٩. كفل الفقيه الفاهِم في أحكام قرطاس الدراهم: له، محقَّقة، طبعت ١٤٤٠هـ/ ٢٠١٨م.

٢٠. هاديُ الأُضحِية بالشاء الهنديّة: له، محقَّقة، طبعت ١٤٤٠هـ/ ٢٠١٨م.

٢١. الصافية الموحية لحكم جلد الأُضحِية: له، محقَّقة، طبعت ١٤٤٠هـ/ ٢٠١٨م.

٢٢. الكشفُ شافيا حكم فونوجرافيا: له، محقَّقة، طبعت ١٤٤٠هـ/ ٢٠١٨م.

٢٣. الزُّلال الأنقى من بحر سبقة الأتقى (في أفضلية سيّدنا أبي بكر رضي الله تعالى عنه): له، محقَّقة، طبعت ١٤٤٠هـ/ ٢٠١٨م.

٢٤. "القول النَّجيح لإحقاق الحقّ الصّريح" مع حاشية "السعي المشكور في إبداء الحقّ المهجور": له، محقَّقة، طبعت ١٤٤٠هـ/ ٢٠١٨م.

٢٥. قَوارع القَهّار على المجسِّمة الفُجّار: للإمام أحمد رضا خانْ (ت١٣٤٠هـ) مترجمة بالعربية، محقَّقة، طبعت من "دار المقطَّم" القاهرة ١٤٣٢هـ/ ٢٠١١م.

٢٦. أنوار المنّان في توحيد القرآن: له، مترجمة بالأردية، محقَّقة، ١٤٢٩هـ/ ٢٠٠٨م.

٢٧. الأمن والعُلى لناعتِي المصطفى بدافع البلاء مترجَم بالعربيّة: له، محقَّق، طبع ١٤٤٠هـ/ ٢٠١٩م.

٢٨. منير العين في حكم تقبيل الإبهامَين، للإمام أحمد رضا خانْ (ت١٣٤٠هـ) مترجمة بالعربية، ١٤٤٤هـ/ ٢٠٢٢م (نشر إلكتروني).

٢٩. إقامة القيامة على طاعِن القيام لنبي تهامة (بالأرديّة): للإمام أحمد رضا خانْ ١٤٢٧هـ/ ٢٠٠٦م.

٣٠. حُسام الحرمَين على منحر الكفر والمَين: له (ت١٣٤٠هـ) محقَّقة، أوّلاً طبعت من "مؤسّسة الرضا" لاهور ١٤٢٧هـ/ ٢٠٠٦م. وثانياً (نشر إلكتروني) بتحقيق وترتيب جديد ٢٠١٩م.

٣١. فتاوى الحرمَين برَجفِ ندوةِ المَين: للإمام أحمد رضا خانْ (ت١٣٤٠هـ) محقَّق، ١٤٤٠هـ/ ٢٠١٩م (نشر إلكتروني).

٣٢. إذاقة الأثام لمانعِي عملِ المَولد والقيام (بالأردية): للعلّامة المفتي نقي علي خانْ (ت١٢٩٧هـ) محقَّقة، طبعت ١٤٢٩هـ/ ٢٠٠٨م.

٣٣. أصول الرَّشاد لقَمع مَباني الفساد (ضوابط لمعرفة البدَع والمنكَرات) (بالأردية): للعلّامة المفتي نقي علي خانْ (ت١٢٩٧هـ)، محقَّقة، ١٤٣٠هـ/ ٢٠٠٩م. وثانياً (بالعربية) من "دار الفقيه" أبوظبي الإمارات ١٤٣٦هـ/ ٢٠١٥م.

٣٤. قواعد أصوليّة لفهم الآيات القرآنيّة والأحاديث النبويّة (ضوابط لمعرفة البدَع والمنكَرات) (بالعربية): للدكتور المفتي محمد أسلم رضا المَيمني، محقَّقة، طبعت ثانياً ١٤٤٠هـ / ٢٠١٩م. و(بالأردية): له، محقَّقة، طبعت ١٤٤٠هـ/ ٢٠١٩م.

٣٥. مقدّمة الجامع الرّضوي (ضوابط في الحديث الضعيف): لمِلك العلماء المحدِّث المفتي ظفر الدّين البِهاري، محقّقة، طبعت ثانياً نسخة معدَّلة من "دار الفقيه" أبوظبي الإمارات، ١٤٣٦هـ/ ٢٠١٥م.

٣٦. تحسين الوصول إلى مصطلح حديث الرّسول ﷺ: له، محقَّقة (بالأرديّة)، طبعت ثالثاً ١٤٤٠هـ/ ٢٠١٩م.

٣٧. تحسين الوصول إلى مصطلح حديث الرّسول ﷺ: له، محقَّقة (بالعربية) طبعت رابعاً ١٤٤٠هـ/ ٢٠١٩م.

٣٨. حياة الإمام أحمد رضا: للدكتور المفتي محمد أسلم رضا المَيمني، رسالة مختصرة في سيرة الإمام، محقّقة، طبعت من "الإدارة لتحقيقات الإمام أحمد رضا" كراتشي ١٤٢٧هـ/ ٢٠٠٦م.

٣٩. نظم العقائد النَّسَفية، (النّظم العربي): المفتي الشيخ إبراهيم علي الحمدُو العمر الحلَبي، طبع ثانياً ١٤٣٩هـ/ ٢٠١٨م.

٤٠. نظم العقائد النَّسَفية (النّظم الأردو): للشّيخ محمد سلمان الفريدي المصباحي الهندي، طبع ١٤٣٩هـ/ ٢٠١٨م.

٤١. متن الآجُروميّة في النحو: ترتيب جديد: د. المفتي محمد أسلم رضا المَيمني، ١٤٤٣هـ/ ٢٠٢١م (نشر إلكتروني).

٤٢. مختصر الآجُروميّة في النحو: ترتيب جديد: د. المفتي محمد أسلم رضا المَيمني، ١٤٤٣ھ/ ٢٠٢١م (نشر إلكتروني).

٤٣. الدعوة إلى الفكر، للشيخ منشا تابِش القصوري، ترجمتها بالعربية: الأستاذ العلّامة محمد عبد الحكيم شرف القادري (ت١٤٢٨ھ) محقَّق، ١٤٤٣ھ/ ٢٠٢٢م (نشر إلكتروني).

٤٤. "معارف رضا" المجلّة السَّنَوية العربيّة ١٤٢٩ھ/ ٢٠٠٨م (العدد السّادس) طبعت من "الإدارة لتحقيقات الإمام أحمد رضا" كراتشي.

اردو کتابیں

٤٥. اسلامی عقائد و مسائل (اردو): ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی، محقَّق، ثانیاً ۱۴۴۲ھ/۲۰۲۱ء۔

٤٦. عظمتِ صحابہ واہلِ بیتِ کرام رضی اللہ تعالی عنہم (اردو): ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی، محقَّق، ۱۴۴۲ھ/۲۰۲۰ء، الغنی پبلیشرز ۱۴۴۲ھ/۲۰۲۱ء۔

٤٧. قائدِ ملّت اسلامیہ علّامہ خادم حسین رضوی رحمہ اللہ تعالی علیہ حیات، خدمات اور سیاسی جدوجہد (اردو): مفتی عبدالرشید ہمایوں المدنی، محقَّق، ۱۴۴۲ھ/۲۰۲۱ء (آن لائن)۔

٤٨. تحقیقاتِ امام علم وفن (اردو): حضرت خواجہ مظفر حسین رضوی، محقَّق، ۱۴۴۲ھ/۲۰۲۱ء، الغنی پبلیشرز ۱۴۴۲ھ/ ۲۰۲۱ء۔

٤٩. تعارف حضرت علّامہ مفتی محمد ابوبکر صدیق قادری شاذلی (اردو): مفتی عبدالرشید ہمایوں المدنی، محقَّق، ۱۴۴۲ھ/ ۲۰۲۰ء (آن لائن)۔

٥٠. تحسینِ خطابت (واعظ الجمعہ ۲۰۱۷ء) (اردو) ۱۴۴۱ھ/۲۰۱۹ء، عدد صفحات: ۵۳۲ (آن لائن)۔

٥١. تحسینِ خطابت (واعظ الجمعہ ۲۰۱۸ء) (اردو) ۱۴۴۱ھ/۲۰۱۹ء، عدد صفحات: ٦٥٢ (آن لائن)۔

٥٢. تحسینِ خطابت (واعظ الجمعہ ۲۰۲۰ء) (اردو) عدد صفحات: ۹۸۲۔ الغنی پبلیشرز ۱۴۴۳ھ/۲۰۲۲ء۔

٥٣. تحسینِ خطابت (واعظ الجمعہ ۲۰۲۱ء) (اردو) ۱۴۴۴ھ/۲۰۲۳ء، عدد صفحات:۸۷۲، المکتبۃ النظامیہ پشاور۔

٥٤. تحسینِ خطابت (واعظ الجمعہ ۲۰۲۲ء) (اردو) ۱۴۴۴ھ/۲۰۲۳ء، عدد صفحات: ۹٦۰ (آن لائن)۔

٥٥. امام احمد رضا ایک فقیہِ مجتہد (اردو) ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی، محقَّق، ۱۴۴۴ھ/۲۰۲۲ء (آن لائن)۔

انگریزی کتابیں

56. 20 FUNDAMENTAL PRINCIPLES TO IDENTIFY SHIRK & BID`AH: By: Dr. Mufti Muhammad Aslam Raza Memon Tahsini

57. Tahsin al-Wusul – By: Dr. Mufti Muhammad Aslam Raza Memon Tahsini.

عنقریب شائع ہونے والی کتب

١. عقائدوکلام (اردو): للإمام أحمد رضا خانْ (ت١٣٤٠ هـ).

٢. تلخيص الفتاوى الرضوية (اردو): له، (ستّ مجلّدات).


دار أهل السنة
لتحقيق الكتب والطباعة والنشر